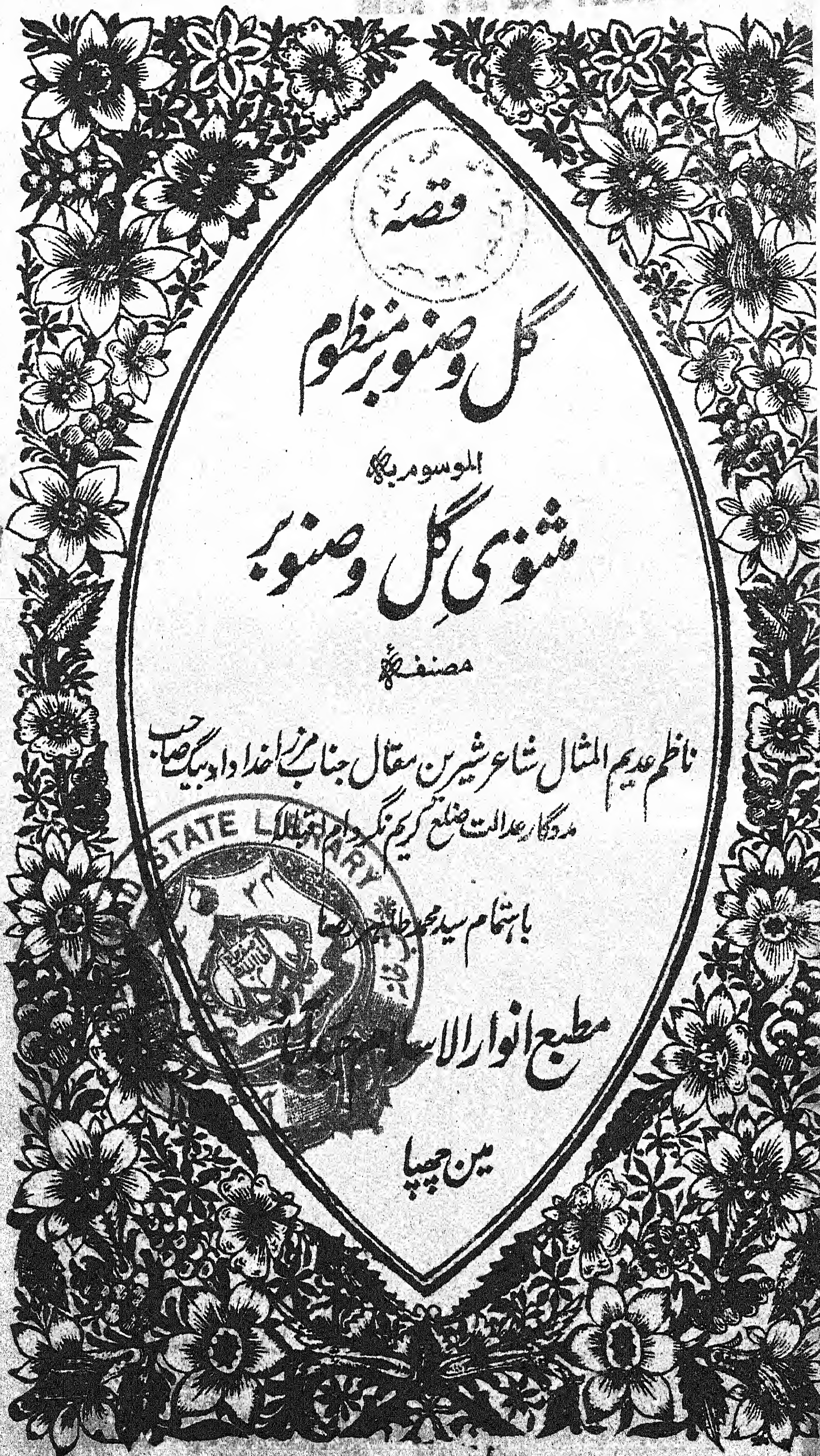


قصہ

گل وصنوبر منظوم

الموسوم بہ

مثنوی گل وصنوبر

مصنفہ

ناظم عدیم المثال شاعر شیرین مقال جناب مرزا خدا داد بیگ صاحب

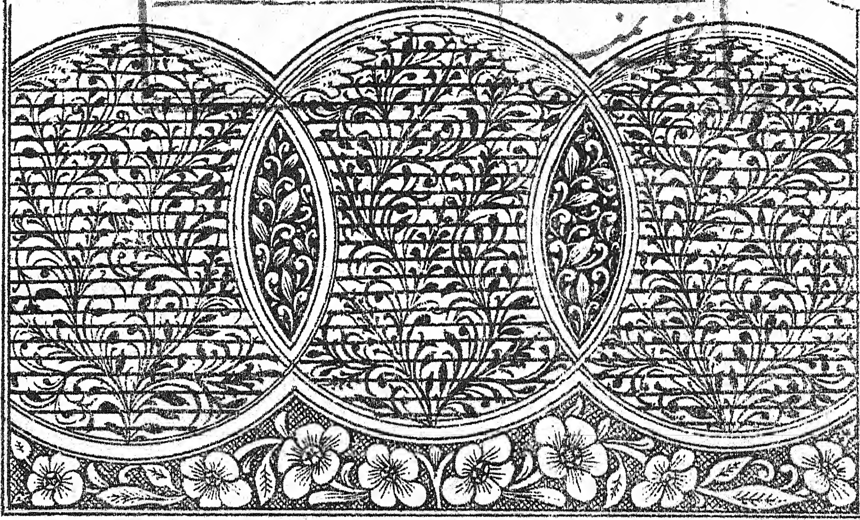
مددگار عدالت ضلع کریم نگر دام اقبالہٗ

باہتمام سید محمد طاہر صاحب

مطبع انوار الاسلام

مین چھپا

١٩٠٦ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدائی معبود و نعت احمد محمود

دل مائلِ حمد ربّنا ہے — کعبہ قبلہ نُما بنا ہے

پانچ انگلیون مین قلم جو خم ہے — یہہ عقد انامل قلم ہے

باغ وحدت کا کلکِ گلچین — یون لکھتا ہی حمد کے مضامین

اللہ کا نام اسمِ اعظم — عنوانِ صحیفۂ دو عالم

کونین کا یہہ طلسم نادر — سُبحانک خالق النوادر

اللہ اللہ بحمد سبحان — ہر ذرّۂ ریگ سبحہ گردان

نوکِ ہر خار حمد خوان ہے — ہر برگِ گیاہ تر زبان ہے

بُستانِ جہان کا پتّا پتّا — ہے کاشفِ رمزِ لا و الّا

کس جوش و خروش سے ہی جاری
بلبل کی زبان پہ حمدِ باری

غنچہ کی برائے حق ستائی
کرتی ہے صبا دہن کشائی

سوسن کی زبان ہی صرفِ توحید
نرگس ہوئی محوِ حیرتِ دید

شاداب و شگفتہ ہر گلِ تر
ہے بادۂ معرفت کا ساغر

سجدے مین جھکی ہوئی ہی ہر شاخ
حمدِ باری سے شاخ در شاخ

پھل نخل کا صورتِ قمر ہے
توحیدِ خدا کا یہہ ثمر ہے

ہے پنجۂ مریم یگانہ
مصروفِ نمازِ پنجگانہ

تحریر ہے بعد حمد بے حد
اوراقِ چمن پہ نعتِ احمدؐ

جب نامِ نبیؐ زبان پر آیا
خامہ نے ادب سے سر جھکایا

تھی شانہ پہ خاتمِ نبوّت
تھے یعنے کہ خاتمِ نبوّت

دل شاغلِ نعتِ سروری ہی
یا شیشے مین بولتی پری ہے

یادِ کاکل مین سنبلِ تر
واللیل کو کر رہا ہے ازبر

شبّو محوِ بیاضِ گردن
والفجر کی جپ رہی ہی سمرن

بلبل بھو اے یادِ رخسار
والشمس کی کر رہا ہے تکرار

ہر برگ درود پڑھ رہا ہے
جو نخل ہے وجد مین کھڑا ہے

پیدا یہہ ہوا اس سے سخن ہے
انسان مطیعِ پنجتنؑ ہے

چاروں عنصر سے جملہ انسان
چاروں یاروں کے ہین ثناخوان

اللہ نے ظرف کے فراخور
ہر شئے کو دیا ہے ایک جوہر

پتھر کو شرر گلو کو آہنگ
بلبل کو ترانہ لعل کو رنگ

غنچہ کو دہن تو پھول کو خند
سوسن کو زبان تو سرو کو قد

آنکھین نرگس کو شمس کو نور
دنیا کو صنم بہشت کو حور

شبنم کو ملی سرشک باری
عاشق کو ملی جگر فگاری

پائی ہے گلون نے رنگ بیزی
خامہ کو ملی شگوفہ ریزی

گنجینۂ غم کیا دل زار
انسان کا کیا بتون کو دلدار

ان ماہ رخون کو وہ دیا نور
سب رشک پری ہین غیرت حور

کیونکر نہ ہون محو خود پرستی
پائی ہے جہان پہ چیرہ دستی

اللہ نہ ان کے پالے ڈالے
کعبہ سے یہہ جب گئے نکالے

شبخون سے لیا دل بشر کو
خالی نہ کیا خدا کے گھر کو

غزل

حمد حق مین ترانہ زن ہے
اعجاز بیان مرا دہن ہے

جبریل امین کا ہم سخن ہے
خامہ مرا سر ذوالمنن ہے

اللہ رے قلم کی ارجمندی
مداح خدا و پنج تن ہے

خامہ جو دکھا رہا ہے شوخی
یہہ طبع کا اپنی بانکپن ہے

دل عشق رسول کا ہے کشتہ
زیبا اسے نور کا کفن ہے

کس سے کہون داغ دل مقابل
مجنون ہی رہا نہ کوہکن ہے

دامن ہو گل مراد سے پر
امید طفیل پنجتن ہے

ہے دیر و حرم مین ایک جلوہ
مرزا نہین شیخ برہمن ہے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یارب قلم ہری ہو — پھولے پھلے اور ہری بھری ہو
پھولے نہ خزان دوچار ہو جائے — یہہ شاخ سدا بہار ہو جائے
پانچ انگلیان سب چراغ ہو جائین — یا گوہرِ شب چراغ ہو جائین
تا لو مین زبان ہو شمعِ فانوس — ہو جنبشِ خامہ رقصِ طاؤس
ابرِ رحمت سے دھو آہی — منہ سے خامہ کے روسیاہی
جائے نہ بہ طرزِ بیوفائی — آنکھون سے قلم کی روشنائی
شق ہو شکلِ قمر نہ سینہ — یہہ گنجِ سخن نہ ہو دفینہ
ضائع نہ ہو فکر کی رسائی — حاتم کی بنے سخن کمائی
قط زن پہ نہ ہو یہہ ریزہ ریزہ — بڑھ بڑھ کے مرا قلم ہو نیزہ
ہان رایتِ خامہ اب علم ہو — سیفِ دو زبان مرا قلم ہو
بحرِ اعظم کی ہو روانی — شاخِ گل کی ہو گلفشانی
رونق ہو خدا مرے سخن کی — خامہ کی روش روش چمن کی
کلکِ دو زبان جو تر زبان ہو — خاموش ہزار داستان ہو
اظہار قلم کا معجزا ہو — صفحون پہ چمن کھلا ہوا ہو
تقریر مین سحر جلوہ گر ہو — تحریر مین سامری اثر ہو
ہر حرف کمندِ گیسوِ یار — ہر دایرہ ہو بتون کی زُنّار
ہر لفظ گلِ دہانِ خوبان — معنی لطیف جانِ خوبان
ہر سطر ہو غیرتِ صنوبر — ہم شکلِ قدِ حسین دلبر
ہر صفحہ بیاضِ گردنِ یار — ہر مد مدِ ابروانِ خمدار

تشدید ہو پیش طاقِ ابرو
ہون زیر و زبر حسد سے گلرو

ہر نقطہ مین جلوۂ پری ہو
مرکز مین طریق رہبری ہو

ہر ایک کشش ہو دل کی
ہر شان ہو شانِ دلبری سی

ہر صفحہ ہو آسمانِ ہفتم
نقطون کے بکھر رہے ہون انجم

ہر لفظ ہو آفتابِ روشن
حُسنِ جدول ہو پرتو افگن

ہر حرف ہو ماہتابِ تابان
ہر دایرہ ہالۂ زر افشان

مسطر مرقعۂ جنان ہو
جو سطر ہو سطرِ کہکشان ہو

پارینہ فسانۂ صنوبر
تازہ کنِ جان ہو روح پرور

شیرین تکرارِ داستان ہو
یہہ قند مکرر ارمغان ہو

ہر چند ہے کہہ گیا سخنور
اِس قند کو مین کرون مکرر

اس سخت کمان کو خم کرون مین
اس تیغ کو آب دو دم کرون مین

اس پھول کا عطر کھینچ ڈالون
اس عطر کی روح مین نکالون

کھینچون اُتری ہوی کمان کو
دون زورِ قلم دکھا جہان کو

گو بحرِ سخن سدا ہے باقی
دریا نہین کار بند ساقی

یہہ شرط ہے ایسا اک بلانوش
پی جائے جو صاف دُرد و سرجوش

یہہ ظرف نہین ہر اک بشر کا
جس کو نہ ہو خوف ماکدر کا

کوئی نہ حریف اس کا آیا
پایا نہین یہہ ہر اک نے پایا

ہر مرد نہین ہوا تہمتن
ہر فرد نہین ہوا صف افگن

ذرّہ نہ ہوا آفتابِ تابان
ممکن نہین مور ہو سلیمان

ہر پر نہ کبھی پر ہما ہو | ہر جام کہاں جہان نما ہو
ہر قطرہ نہ ہو یہان شناور | پانچ انگلیان کب ہوئین برابر
درکار ہے اسکو ظرفِ عالی | اک دم مین کرے جو بحر خالی
دریا بھی چڑھا کے ہو نہ سیراب | تشنہ جگری سے دل ہو بیتاب
ساقی ساقی کہے وہ بیتاب | ایسا ہی اک اور جرعۂ آب
دم شعلہ در و شرر فشان ہو | مہتاب نظر ہو جان کتان ہو
وہ مین ہون یگانۂ زمانہ | لکھتا ہون یہہ پُر فسون فسانہ
باندہی ہے عجب ہوائی مضمون | شوخی ہے نزاکتون پہ مفتون
طُرفہ ہے کنایہ و اشارہ | ہے دامنِ باغبان نظارہ
انداز نیا روش جُدا ہے | ہر لفظ مین شعر کا مزا ہے
یہہ تیزیان کیون کمیتِ خامہ | پہنا گیا برق کا ہے جامہ
دیکھین اندازِ خوش خرامی | آئین فردوسی و نظامی
انسان کی سرشت ہے خطا کی | بے عیب ہے ذات اک خدا کی
اُمید ہے نکتہ پرورون سے | باریک نظر سخنورون سے
ہر نقص کی ہو نہ موشگافی | ہر عیب ہو درخورِ معافی
ہو مُہرِ سکوت لب خموشی | آنکھون سے کرین وہ چشم پوشی

ستایش بادشاہِ فلک آستان اعلیحضرت قدر قدرت ظلِ سبحانی میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ

نظام الملک آصفجاہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ فرمان فرمای حیدرآباد

و وصفِ بلدۂ محبوب البلاد فرخندہ بنیاد حیدرآباد و تعریف

خصوصیات شہری و توصیف عماید و ارکان ریاست ابد مُدّت

ہان اے مرے جان نثار خامہ
درباریون کی نبی ہے صورت
زرین زیبِ کمر ہے کیون ڈاب
کیون سر پہ سجی ہوئی ہی دستار
وضعِ دستار منصبی ہے
جامہ کی چُنٹی جو آستین ہے
ٹپکے وہ پیچ ہین لگائے
کیون تہہ کیا ہاتھہ مین ہے رومال
پوشاک پہ کیون نظر ہے ہربار
درپیش ہین کیا نئے مضامین
کس فکر بلند کا اثر ہے
کیا طرز نئے گیا ہے یہہ سررشتہ
پیشانی سی ہی ظہور اقبال
کس چیز سے پُر ہین دامن وجیب

کیون پہنا ہے آج ادب کا جامہ
درپیش کہو ہے کیا ضرورت
منظورِ نظر ہے کِسکا آداب
لب پر ہے مُہندّ بانہ گفتار
کیا آپ کو کار منصبی ہے
خجلت دہِ چینِ مہ جبین ہے
سنبل نے ہزار پیچ کھائے
کیا آگیا ہاتھہ کچھ زر ومال
کیون ہے یہہ مُؤدبانہ رفتار
ملحوظ ہین کیون امورِ تزئین
کیون آج دماغ عرش پر ہے
تہذیب سے کیون بنے فرشتہ
کیا پایا کہین سے منصب ومال
ہاتھہ آگیا دستِ غیب از غیب

پاسخ دیا کلک دو زبان نے — ہمراز شفیق مہربان نے
وہ پیش نظر ہے آج دربار — بزم گوہر فشان و دُر بار
جو بزم ہے رشک بزم جمشید — دنیا مین امید گاہِ امید
جس بزم شہی کا یہ نشان ہی — پارس ہے جو سنگ آستان ہی
اکسیر ہے بارگاہ کی خاک — چھو جائے بشر ہو خاک سی پاک
حاصل ہو خوشی اگر ہو غم مین — محتاج غنی ہو ایک دم مین
بے زر ہو اگر ہو پل مین زردار — بیکار ہو دم مین ہو سرکار
مفلس ہو تو دم مین ہو تونگر — آنکھین ہون تو دیکھ لے تو جا کر
اُس بزم شہی کا شاہِ والا — مُنہ مانگی مراد دینے والا
محبوب خدا نبی کا محبوب — محبوب علیؑ ولی کا محبوب
نام اُسکا ہے جو ادب سے لیتا — مُنہ بھرتے ہین موتیون سی اُسکا
خالق نے یہہ مرتبہ دیا ہے — مخلوق پہ سایۂ خدا ہے
ہے طاعتِ شہ اطاعتِ حق — امر اولوا الامر آیتِ حق
اقبالِ جبین شہریاری — پردے مین بشر کے شان باری
خلقت مین بشر مگر یگانا — ہشیار ذکی فہیم دانا
ذی روحِ جہان جہان جہان ہین — زیر قدمِ شہ جہان ہین
بندون پہ رحیم عدل گستر — ہے بندہ نواز و بندہ پرور
آفاق مین بے مثال و ثانی — اعجاز خدا کی اک نشانی
ابرِ کرم دیمِ عطایا — ممدوحِ رعایا و برایا

مفقود جہان ہوئی گدائی — اُس کے سایہ مین ہے ہمائی
یہہ کہہ کے قلم نے کی یہ تقریر — کر اوسپہ عمل کرون جو تحریر
کر ترک سکونتِ وطن کو — عاقل ہے تو عازمِ دکن ہو
اقبال کی ہو گی ارجمندی — حاصل تجھے ہو گی سربلندی
دربار مین باریاب ہو جا — ذرہ ہے تو آفتاب ہو جا
اُس شاہِ سخی کی اک نظر مین — ممتاز بنے گا بحر و بر مین
گمنام ہے نام ہو گا مشہور — ہونگی تری جملہ کلفتین دور
منظوم یہہ نظم کے لآلی — لیجا بہرِ نظامِ عالی
یہہ گوہرِ شاہوارِ مضمون — ہان ہین پئے نذرِ شاہ موزون
اس نظم کا ہر ورق ہے بالکل — گویا ورقِ زبانِ بلبل
کر مثنوی پیشکش بآداب — نظمِ نادر نفیس نایاب
گلدستۂ گلشنِ مضامین — محسودِ نگارخانۂ چین
مفتاحِ خزینۂ معانی — مرغوبِ اعالی و ادانی
شایستہ رقم ہو مدحتِ شاہ — حاصل ہو صلہ مین منصب و جاہ
جب ختم ہوئی قلم کی تقریر — درپیش ہوئی سفر کی تدبیر
عامل ہو نصیحتِ قلم پر — آیا ہون یہان بحالِ مضطر
تکلیف مین گو سفر سقر ہے — کہتے ہین وسیلۂ ظفر ہے
لائی ہے اُمید منزلون سے — چھوٹے ہین عزیز مشکلون سے
فرقتِ احباب و اقربا کی — ہے داغ جگر قسم خدا کی

ہر شفیق و دوست کی جدائی ۔ ہے گوشت سے پوست کی جدائی
ہمدم یار و رفیق و غمخوار ۔ مونس شفیق محب و فادار
ہر وقت کی صحبت و محبت ۔ غمخواری و الفت و نصیحت
ہمدردی و شرکتِ مصیبت ۔ تکلیف بھی جس سے عینِ راحت
آرام ہے وہ غم و محن بھی ۔ ہے عیش مصیبتِ وطن بھی
بیکار ہین یہہ خیالِ باطل ۔ کیا رنجشِ ما مضے سے حاصل
ماضی کے خیال سے گزر کر ۔ مستقبل و حال پر نظر کر
ہے فیضِ شہی کا جو سہارا ۔ یہہ نیش ہے نوش سا گوارا
شاہِ مسکین نواز راحم ۔ مصباحِ مکارم و مراحم
شاہِ ہر دل عزیز عادل ۔ عاقل نکتہ نواز باذل
سلطانِ فلک سریر و پایا ۔ نیکو شیم و حسن سجایا
دارا دربان فلک جنابا ۔ کیوان ایوان کرم سجایا
مسجودِ خلایق آستان ہے ۔ خامہ مرا سر کے بل رواں ہے
سر مین ہے خیالِ آستان بوس ۔ رفتار ملی قلم کو معکوس
زیبا ہے کہ ہو باحترامی ۔ زیبِ سرنامہ نامِ نامی
فرخ ہے یہہ عہدِ معدلت عہد ۔ یارب رہے تا بہ حشر یہ عہد
نوخاستہ نونہالِ شاہی ۔ سرسبز ہو بارور الٰہی
تا ختمِ جہان ہو سایہ گستر ۔ مخلوقِ خدائے دو جہان پر
گردون شوکت وزیر اعظم ۔ اندازۂ فکر سے معظم

نوباوۂ گلشنِ امارت | رونق دہِ مسندِ وزارت
روشن رای و عقیل و دانا | فرزانۂ بے بدل یگانہ
جمِ رُتبہ یمینِ سلطنت شاد | تاج الامرا کرشن پرشاد
لایق فایق مصاحبِ شاہ | دانشمند و دقایق آگاہ
عالم شاعر رئیس سردار | زیبایشِ بارگاہ و دربار
خوشخو خوش خُلق خوش طبیعت | خوش شعر و خوش وضع خوش لیاقت
ہشیار حسین سخی بہادر | بحرِ عظمت کا بی بہادُر
اہلِ دربار جملہ چیدہ | طباع و لئیق و برگزیدہ
اربابِ کمال اہلِ بینش | سب لُبِّ لبابِ آفرینش
جس شہر کا شہریار ہے وہ | نادیدہ خزان بہار ہے وہ
بالائے فلک اگر جنان ہے | یہہ باغ زمین پہ بے خزان ہے
وسعت مین ہے شہر نافِ ہستی | ہے مرکزِ دینِ حق پرستی
ہے ہند مین تختگاہِ اسلام | بیشک پشت و پناہِ اسلام
آراستہ نو عروسِ زیبا | معشوقۂ دلنوازِ رعنا
سڑکین شفاف راستے صاف | پاکیزگی کے جمیع اوصاف
آراستہ سربسر دُکانین | ہر قسم کی جنس کی ہین کانین
ہر کوچۂ شہر دلربا ہے | دلچسپ و وسیع و پُر فضا ہے
ہے راہ مین نام گرد کا گرد | کوچہ برزن طریق مین فرد
ہر راستہ راستی کی صورت | ہر کوچہ ہے صاف بیکدورت

ہوتا ہے ہر اک سڑک پہ چھڑکاؤ / ایسا ہے بہشتیون کا یان آؤ
نل پانی کے جابجا سراسر / آبِ نوشین قدم قدم پر
خوش ذایقہ خوشگوار ہلکا / شیرین ہاضم خنک مصفا
لبریز ہر ایک حوض و تالاب / چشمِ عاشق کی شکل پُر آب
نہرون کی لکھون جو کچھ روانی / دریا دریا ہو پانی پانی
بے حجت و بے نزاع و تکرار / ہے خلد کا حوض حوضِ گلزار
حوضِ کوثر کو شُست شو کا / سرمایہ ہے حوض چارسو کا
ہے مسجدِ مکّہ مّا مسجد / ہوتے ہین جہان ملک بھی ساجد
ہے چار منارہ فلک سا / چارون سمتِ جہان مین یکتا
کہتے ہین نشیمنِ ہُما ہے / بر روئے زمین فلک نُما ہے
صنّاع کی دیدنی ہے صنعت / معمار کی دیکھنا لیاقت
مہتاب محل کی آفتابی / رفعت مین ہے عرش سے ملادی
دنیا مین ہے باغِ عام یکتا / رضوان رہ جائے جسکو تکتا
دنیا مین ہین جس قدر سمندر / سب سے ملکے بنا حسین ساگر
عشاقِ جہان نے جمع ہوکر / اشکون سے بھرا حسین ساگر
لبریز ہے یہہ حسین ساگر / عاشق کا ہے یا کہ دیدۂ تر
کٹّے کی ہے شام روح پرور / دنیا مین ہے بے نظیر منظر
ہے شام اودہ کی راحتِ جان / ہے صبح بنارس اُس پہ قربان
کثرت سے رئیس اور رعایا / تخمینۂ وہم سے بھی زاید

قوت دہ بازوے ریاست — رکن الملک و عمادِ دولت

زیبِ ہستی نمایشِ دہر — آرایشِ ملک رونقِ شہر

باشندے حسین شریف طرار — خوش وضع شگفتہ رو طرحدار

زندہ دل و یار باش شاطر — یارِ شاطر نہ بارِ خاطر

ہر جا پہ بتانِ شہرہ آفاق — ناز و انداز و عشوہ مین طاق

خلعت دہ رنگِ زعفرانی — غارت گرِ دولتِ جوانی

جادو نگہان بتانِ طناز — سرمایۂ عشقِ فتنہ پرداز

آرامِ دل و نظارہ رحمت — ہے حسنِ صبیح و پُر ملاحت

ہر ایک ادا قیامت آفت — قدمون سے لگی ہوئی قیامت

فتنون کو اُٹھانے والی رفتار — مُردون کو جلانے والی گفتار

ہر فرد ہے ذی وقار و ذی جاہ — مشہور گدا یہان کے ہین شاہ

محتاج نہین مرے بیان کے — رشکِ شرفا رذیل یان کے

سنجیدگی سے ہر اک دکاندار — کھولے ہوئے راستی کا بازار

ہر میوہ فروش مایۂ ناز — خوش لہجہ و خوبرو خوش آواز

آواز پر اپنی کرکے شیدا — دل لیتا ہے مول دیکے سودا

ہر روز ہے دن کو ہر جگہ عید — ہر شب ہے شبِ برات کی دید

فارغ غمِ روزگار سے ہین — گُل ہین محفوظ خار سے ہین

اللہ بچائے چشمِ بد سے — حاسد کی نگاہِ پُر حسد سے

چوری ہی کا ہے فقط نہ در بند — وزدیدہ نگاہ ہے نظر بند

اُوڑتے جو محل پہ نشان ہین
پرچم علم و نشان کے ہین

یا پر ہے ہما کا سایہ افگن
یا رحمتِ حق کشادہ دامن

اللہ ری شوکتِ مساجد
خود کفر کو کر رہی ہے ساجد

گردش مین ہے کفر نحس ایام
پھیلی ہوئی ہے ہوائے اسلام

ہر غنچہ دل کھلانے والی
دین و ایمان جلانے والی

دن رات ہے موسم بہاری
ہے رحمتِ حق کی آبیاری

ہر برگ و گیاہ سبز و تر ہے
شاخ و شجر و گل و ثمر پر

نخلِ گل و میوہ دار ہر جا
رشکِ باغ و بہارِ صحرا

رنگِ سبزہ جما ہوا ہے
ہر کوہ زمرّدین بنا ہے

ہر برگ وہ شوخ رنگ سرسبز
چشمِ بینا کی ہو نظر سبز

شاخون پہ طیور جھولتے ہین
ہر رنگ کے پھول پھولتے ہین

کچھ سرخ بنفش زعفرانی
کچھ پھول زمین پر آسمانی

بلدہ ہے کہ اک چمن کھلا ہے
قسمت سے مری مجھے ملا ہے

خالق نے وہ آج دن دکھایا
سر نے قدمِ حضور پایا

مین اور کہان یہہ بزمِ عالی
مین اور یہہ نظم کے لآلی

یہہ مدح کہان زبانِ ناچیز
شوخی یہہ کہان بیانِ ناچیز

مین اور کہان یہہ باریابی
ذرّے کو ملی ہے آفتابی

تائیدِ خدا اگر ہوئی یار
اقبال حضور کا مددگار

نازان نہ ہو کس طرح مقدر
چمکا مرے بخت کا ہے اختر

یہہ بخت رسا ہے اوج پر آج | بندے کے لیے یہی ہے معراج
یارب جب تک کہ دم مین دم ہو | سر میرا حضور کا قدم ہو
آباد جہان مین جو زمین ہو | اس نسل مین وہ تہِ نگین ہو
جب تک کہ یہ دورِ آسمان ہو | یہہ شاہِ جہان ہو اور جہان ہو
شاد و خوش و خورم و جوان بخت | رونق دہِ تاج و مسند و تخت
لایا ہون شہا دُرِ ثمین یہہ | شایستہ نذر گو نہین یہہ
تشریفِ قبول گر عطا ہو | حاصل مرے دل کا مُدعا ہو
ہم چشمون مین آبرو ہو میری | بر آئے جو آرزو ہو میری
ہو درد کی میرے چارہ سازی | حاصل ہو جہان مین بے نیازی

ساقی نامہ

لکھتا ہے جو کیفِ مے پرستی | چھائی ہوئی ہے قلم پہ مستی
بیخود ہر سطر جھومتا ہے | ہر حرف کے مُنہ کو چومتا ہے
ہے لغزشِ پا قدم قدم پر | ہر لفظ پہ پیش پا ہے ٹھوکر
ہے وصفِ مئے کہن زبان پر | مستانہ ہے یہہ سخن زبان پر
اے ساقیِ بے خبر کہان ہے | میخانہ مین شورِ میکشان ہے
بیکار رہا ہے ہر شرابی | دے بادہ دو آتشہ گلابی
کیا دیر ہے ای دہ و دو سالہ | لا جام و صراحی و پیالہ
مہجور ہون دخترِ عنب سے | لبریز لگا دے جام لب سے

بیکار خیالِ محتسب ہے
اس روگ کو دور کر پلائیے

گھنگھور گھٹا ہے گھر کر آئی
ہر مست کے لب پہ ہے دہائی

ہوتا ہے ترشح ابرِ تر سے
ہر بونگ ہو میکشو تو برسے

اب کسکو شراب کی کمی ہے
ابرِ تر سے ٹپک رہی ہے

لبریز پیالہ ہے گلون کا
گلشن مین ہے شور بلبلون کا

رنگ ابرِ سیاہ وہ جمانا
زاہد پیئے مے پڑھے دوگانا

سب طاعت و زہد ہو ریائی
کام آئے نہ اس کی پارسائی

واعظ ہو ذرا ذلیل ساقی
مینخانہ ہو سلسبیل ساقی

ہو صرفِ عیوبِ رند جو لب
غرقِ مئے ناب ہو وہ یا رب

رندون کا جو نام بے وضو لین
کانٹا ہو شراب کا گلو مین

ساقی دے شرابِ ارغوانی
سر جوشِ بہارِ نوجوانی

ہان جامِ شرابِ ناب دیدے
دل جل کے ہوا کباب دیدے

مینخانہ مین جسقدر ہو لادے
خوب آج شراب سے چھکادے

منہ سے مرے خم کا منہ ملادے
ساقی مجھے خم کے خم پلادے

وہ جام دے یادگار ساقی
تا حشر رہے خمار باقی

وہ مئے جو دل و جگر کو دے ضو
وہ مئے جو لگا دے یار سے لو

وہ بادہ جو نشترِ جگر ہو
خونِ نابہ فشانِ چشمِ تر ہو

وہ بادہ ہو نور جس سے پیدا
رشکِ خورشید ہو سویدا

آئینۂ دل کو جو جلادے
بیواسطہ یار سے ملادے

وہ بادۂ مشکبوئے معطر
جو رحمت حق کے ہو برابر

وہ بادہ جو طور دل بنا دے
وہ بادہ جلا جو یاسوا دے

وہ جام دے جس سے خوش ہو انجام
پائین یہہ مفارقت کے آلام

تا لوین زبان نیشتر ہو
تا و اشد غنچۂ جگر ہو

ہو بادہ سے طبع کو روانی
خامے کو سرور تر زبانی

دست برد عشق

لکھنا ہے جو حال عشق سفاک
سینہ ہے قلم دوات کا چاک

ہے خامہ جگر شگاف حیران
دو پارۂ قلب ہے قلمدان

ششدر ہے خیال فکر مضطر
یہہ رنگ بندھا ہو جب تو کیونکر

اس عشق کے ہتکھنڈے رقم ہون
نیرنگ حوالۂ قلم ہون

کچھہ عشق کے کام ہین نرالے
اللہ رے اس کے پالے ڈالے

یہہ حضرت عشق ہین وہ بے پیر
فریاد سے ہوتے ہین گلوگیر

بے دید کہین ہے شعبدہ باز
بے درد کہین ہے فتنہ راز

جادو ہے کہین کہین ہے نیرنگ
لاتا ہے مدام اک نیا رنگ

لب پر ہے فغان جگر مین ہے درد
دل مین ہے تپش لب پہ دم سرد

پہلو اسی خار سے ہین چھیدے
گو ہر ہین دل و جگر کے بیدھے

پھونکا عاشق کو بے تامل
خاکستر سے بنایا بلبل

معشوق کا خون کیا بصد جل
اس خون سے بنائے لالہ و گل

مطلب سے کہین نہ اپنے چوکا
سحر اس کا عجیب پُر اثر ہے
رگ رگ مین لہو مین استخوان مین
عاشق کے نیاز کا سبب ہے
سامانِ فروغِ شعلہ رویان
لاکھون سینے کیے ہین غربال
بلبل کا ہوا یہہ باعثِ شور
شمشاد کو پا بگِل کیا ہے
نرگس کو کیا ہے سخت حیران
لالے کے جگر مین داغ اس سے
گلشن مین دیے طفیل زاری
از بسکہ جگر ہے پارہ پارہ
کیلی نہ فقط زبانِ سوسن
گُل ہی کا دہن نہ بے زبان ہی
کرتا ہے مدام خون حنا کا
زنجیر بپا ہے سرو آزاد
گلشن مین بنا ہے عنادل
انگور کی تاک مین کھڑا ہے
ہے پیچ مین اس کو عشق پیچان

تشنہ ہے یہہ دونون کے لہو کا
دل جان سے رہتا بے خبر ہے
سوزش ہے اسکی جسم و جان مین
معشوق کے ناز کا سبب ہے
سرمایۂ نازشِ نکویان
شمشاد قدونکے باغ پامال
گُل کا نہ چلا چمن مین کچھ زور
معشوق کے قد کا جُل دیا ہے
ششدر گلشن کا ہے نگہبان
کف ملتے ہین برگِ باغ سے
بلبل کو مناصبِ ہزاری
گیندے کو لقب دیا ہزارہ
لب بند شگوفہ ہے بہ گلشن
غنچہ بھی تو قفل بر دہان ہے
شبنم کو دیا سبق فنا کا
قمری کے گلے مین طوقِ بیداد
صد پارہ گلون کا کر دیا دل
یہہ دزد حنا کا سر چڑھا ہے
ہے اس سے بنفشہ مو پریشان

تلوے مین چبھو چبھو کے توڑا | کب خار کو ثابت اس نے چھوڑا
ہر شاخ ہے مثلِ بید لرزان | ہر پھول کا چاک ہے گریبان
جو نخل ہے سر کو دُھن رہا ہے | جو برگ ہے تنکے چُن رہا ہے
سنبل پہ پڑا ہے پیچ اسکا | ہوتا نہین یہہ حریف کسکا
صد برگ جگر فگار اس سے | ہر گل ہے سدا بہار اس سے
جو گل ہے چمن مین سر اُٹھاتا | تازہ ہے قیامت اُس پہ ڈھاتا
گل ہی کا نہین کیا ہے دل خون | بلبل کو بنا دیا ہے مجنون
ہے اس سے جلی ہوئی خدائی | وہ آگ زمانہ مین لگائی
وہ شعلہ وہ برق وہ شرارہ | ہو جس سے کہ موم سنگ خارہ
جس آگ سے شمع کو جلایا | پروانہ کو اُس مین کھینچ لایا
وہ آگ تذرو کو کھلائی | اُس آگ سے جانِ مہ جلائی
اُس آگ سے رنگِ لعل گلرنگ | اُس آگ سے سوختہ دلِ سنگ
اُس آگ سے پُر شفق کا گلخن | آتش زدہ ہے فلک کا گلشن
انگارہ اُسی کا مہرِ خاور | چنگاریان ہین اُسی کی اختر
پروین و پرن اسکو خاشاک | نُہ چرخ اُسی کے تودۂ خاک
وہ گرم کُنِ دلِ زمین ہے | وہ آگ غرض کہان نہین ہے
آتش کدہ اُس کا دل ہمارا | تھا شعلۂ طور اک شرارا

پہلی داستان

چڑھائی کرنا غنیم کا ملکِ عجم پر اور جانا چھہ شاہزادون کا

برای مقابلہ اور شکست دیگر دشمن کو مصروفِ شکار ہونا اُنکا ملنا دیوانہ کا اور نادیدہ عاشق ہو کر جانا شہزادون کا مُلکِ ماچین کو اور جان دینا سب کا عشقِ ملکہ مہرانگیز مین

ہان طبعِ طلاقتِ لسانی | درکار ہے خامہ کی زبانی
پارینہ زمانہ کا فسانہ | ہو تازہ کُنِ دلِ زمانہ
پیرِ دہقان سے ہی روایت | سُنتے آئے ہین یہہ حکایت
ہر نسخۂ دل مین جلوہ گر تھی | اوراقِ زبان پہ منتشر تھی
اب مجھسے سنو بسحر سازی | دو دادِ فنِ سخن طرازی
ہو غنچۂ دل شگفتہ خاطر | ہر کان ہو معدنِ جواہر
تھا مُلکِ عجم مین ایک سلطان | سرتاج و پناہِ تاجداران
تھا صاحبِ تخت تاج کشور | عادل منصف غریب پرور
زیبِ سرِ شش جہت کا دیہیم | پنجے مین تھی اُس کی ہفت اقلیم
تھے تاجِ شہی مین سات گوہر | یا سات فلک کے سات اختر
اک روز کہ تھا مثالِ نوروز | اقبال سے بھی زیادہ فیروز
گلگشتِ چمن کو شاہزادے | مانندِ دل گئے ہوئے تھے
وہ باغ کہ تھا بہشت آگین | غیرت دہِ گلشنِ نگارین
وہ روکشِ روضۂ جنان تھا | گویا کہ طلسمِ بوستان تھا

شہزادوں سے خلد تھا بنا وہ سیاروں کی سیرگاہ تھا وہ
تھے جمع مثالِ عقدِ پروین ساتون چشم و چراغِ تمکین
باہم تھے وہ نورِ دیدہ یکچند محوِ گلگشت اور شکرخند
اُڑتی سی خبر صبا یہ لائی سُلطان پہ عدو نے کی چڑھائی
گلشن سے چلے بہار صورت شہ سے ہوئے طالبِ اجازت
اصرار سے اُنکے ہوکے مجبور ناچار کیا مہم کو منظور
فرمایا یہہ شہ نے ماہ رخ سے بہلائے گا کون دل کو میرے
اے جانِ پدر تری جدائی ناخن سے ہے گوشت کی جدائی
کچھہ رکھتے اگر ہو چاہ میری پیری پہ کرو نگاہ میری
آداب پدر سے سر جھکاکر خاموش ہوا وہ طیش کھاکر
سمجھا نہ وہ نوجوان مضطر واقع جو ہوا وہی تھا بہتر
حاصل کرکے غرض اجازت مادر سے پدر سے ہوکے رخصت
فرحان فرحان چھوٹوں برادر فوج و لشکر کے ہوکے افسر
دشمن کی طرف ہوئے روانا جانا اُن کا تھا دل کا جانا
ششدر تھے جو ۱۲ خستہ مان بچے چھوٹے ہوئے باپ کی تھی چھکّے
چھہ لخت جگر کے غم نے مارا سی پارہ دل تھا چار پارہ
گویا بیجان تھے جملہ قالب اللہ سے تھے ظفر کے طالب
سرگرمِ مصاف تھی وہ افواج تھا جوش پہ یا کہ بحرِ موّاج
دشمن کو پیام تھے قضا کے مسمار کیا عدو کو جاکے

پائی جو غنیم نے ہزیمت — سمجھا وہ فرار کو غنیمت
خدمت مین پدر کے ایک عرضی — تحریر کی مژدۂ ظفر کی
کی عرض غلام بعد چندے — لائینگے غنیمت اور بندے
دشمن کا شکار کر چکے جب — مصروفِ شکار ہو گئے سب
صحرا مین گزر ہوا جو اُنکا — طرفہ دیوانہ ایک دیکھا
دیوانہ بحسن خود طرحدار — دیوانہ بکارِ خویش ہشیار
صحرا کی وہ خاک اُڑا رہا تھا — اُس دشت مین زلزلہ بپا تھا
پُرسش سے کھلا یہ عقدۂ دل — دیوانہ تھا شاہِ ملک بابل
رکھتا تہا جہان مین سات فرزند — ہر ایک ہوا زمین کا پیوند
کیونکر نہ پھرے دماغ اُسکا — ویران ہوا خانہ باغ اُس کا
قیموس لقب خدیو ماچین — تھا پُشت پناہِ دولت و دین
اللہ نے دی تھی ایک دختر — گلرخ شمشاد قد سمن بر
تہا مہر انگیز نام اُس کا — قتل عالم تھا کام اُس کا
یکتائی کا جب سنا فسانہ — ہمتائی کا کر گئے بہانہ
داخل ہوئے اُسکی چاہ مین سب — مارے گئے اُسکی راہ مین سب
جو خانہ تھا رشکِ باغ اُن سے — وہ گھر ہوا بے چراغ اُن سے
تقدیر مین تھی جو پیش آئی — سُن لی دیوانہ کی زبانی
تھا حسن کا اپنے اُن کو غرّا — خود آرائی کا اپنے دعوا
مشورہ کیا سب نے ملکے باہم — اُس غیرتِ گل سے کم نہین ہم

وہ گل ہے تو ہم ہین غیرتِ گل
یہہ شانہ ہوا اور اُس کی کاکل

رخسار کا اپنے گل دکھائین
بلبل اُسے ہم بنا کے لائین

راضی نہ خوشی سے گر ہو وہ ماہ
ہے لشکرِ قاہرہ بھی ہمراہ

آفت سے خدیو پر جو ٹوٹین
شکلِ یغما پری کو لوٹین

اقبال کی سمجھے ارجمندی
آئے جو ہماری ہوکے بندی

برگشتہ نصیب شادمانہ
ماچین کی طرف ہوئے روانہ

سرمستِ سرورِ حکمرانی
مدہوشِ خمارِ نوجوانی

سمجھے نہ ذرا خرد کے رہزن
سوچے نہ ذرا وہ عقل دشمن

اس نشہ کا کیا خمار ہوگا
خمیازہ ہی روبکار ہوگا

پہنچے بطریقۂ نو آئین
رفتہ رفتہ بشہر ماچین

بھیجا ایک نامۂ نگارین
تحریر کیا کہ شاہِ ماچین

دوشیزہ کو کدخدا نکرنا
شرع نبوی سے ہے گزرنا

لازم ہے یہہ نونہال پیوند
آخر ہے یہہ انتظار تا چند

کاشانۂ شہ مین ہے جو دختر
قسمت کا ہماری ہے وہ اختر

ہم نامِ خدا ہین سات بھائی
قبضہ مین ہے خشکی و ترائی

اُس شوخ کو جو پسند آئے
اپنا اُسے کدخدا بنائے

اس باب مین گر دریغ ہوگا
عقدہ یہہ سپردِ تیغ ہوگا

جرأت مین ہین سرغنۂ جہان کے
ہم شاہِ عجم کے شاہزادے

قیموس نے جب وہ نامہ پایا
منشی نے علحدہ سُنایا

افروختہ ہوکے نامہ سے وہ — باہر ہوا اپنے جامہ سے وہ
پاسخ یہہ رقم کیا کہ دختر — دل سے ہے کہین زیادہ خودسر
ہرچند وہ شمع شعلہ رو ہے — پر تیز مزاج تند خو ہے
تقدیر بگاڑے یا بنائے — کرتی ہے وہی جو دل مین آئے
جو آئے عجم سے یا عرب سے — ہے ایک سوال اُسکا سب سے
شایستہ جواب جو کہ دے گا — یہہ دولتِ لازوال لے گا
جس وقت جوابِ نامہ پایا — شہزادون نے آنکھونسے لگایا
مضمون سے اطلاع پائی — اُمید کی آرزو بر آئی
باہم یہہ قرارداد کرکے — گویا کہیے بند باب شر کے
باری باری ہر ایک بھائی — جا کر کرے قسمت آزمائی
ہو جس کے جواب سے وہ گل بند — گلچین وہی اُس کا ہو خردمند
روزِ دیگر بجوشش ارادہ — اُن سب مین بزرگ شاہزادہ
آیا اک شوق مین جلوِ ریز — زیرِ ایوانِ مہر انگیز
نقارۂ مرگِ خود بجایا — آوازۂ مرگِ خود سُنایا
رکھا جو قدم کو اُس نے در مین — بجلی سی چمک گئی نظر مین
خُدام ادب نے کرّوفر سے — لاکر پوشیدہ ہر نظر سے
اُس شہ کو بٹھایا شہ نشین پر — کندہ کیا نقش یا نگین پر
حقِ خدمت تھا بسکہ وہ جیب — پردہ ہوا ور بیان مین حاجب
اک مُہرِ سکوت تھی لبون پر — تکتا تھا چار سمت ششدر

کھویا گیا اس طرح وہ گویا | حیرت کدۂ طلسم مین تھا
حاصل نہ مجالِ دم زدن تھی | جادو کی مگر وہ انجمن تھی
بولی وہ نگارِ ناز پرور | گل کرد چگونہ با صنوبر
تھا دستِ قضا مین شاہزادہ | پاسخ دیا ہمنے ارادہ
اسکا یہہ جواب ہے کہ لاریب | جز حق نہین کوئی عالم الغیب
رشکِ خورشید مہر انگیز | بولی بادائے قہر آمیز
آئے جو اجل گرفتہ نادان | جن ہو کہ ملک ہو یا ہو انسان
دیتا نہین گر جواب شافی | پاتا ہے یہان سزائے کافی
سر کا نہین رہتا پھر تن سر کا | کٹتا ہے سر ایسے خیرہ سر کا
تھا موت کا گرم کارخانہ | دیکھا ہر سمت خایفانہ
جلاد لیے کھڑا تھا شمشیر | ابرو کے اشارے کی تھی تاخیر
تلوار کا ایک ہاتھ مارا | گردن سے وبالِ سر اوتارا
ہلکا کیا بار تا بہ امکان | رکھا گردن پہ بارِ احسان
جھنڈے پہ غرض وہ سر چڑھایا | کافر کو ذرا ترس نہ آیا
وہ سر تھا زبس بلند پایا | ایوان کا کنگرہ بنایا
پانچون شہزادے باری باری | سرگشتۂ شوقِ جان سپاری
رخصت ہوے بھائی کی قضا مین | پہنچے وہ دہانۂ قضا مین
گمنام تھے نام کر گئے وہ | قصہ کوتاہ مر گئے وہ
پہنچا ملکِ عجم مین لشکر | بیدل باحالِ غیر ابتر

آئی وہ سپاہ بے سر و برگ | آمد اُسکی تھی آمدِ مرگ
سلطان سے کہا وہ حال سارا | نشتر سا دل و جگر پہ مارا
ماں باپ کے لختِ دل نہ آئے | لختِ جگر آنکھ سے بہائے
آنکھون سے چھپے وہ نور دیدہ | آنکھین ہوئین خود رمد رسیدہ
بیٹھی دل تھام تھام مادر | خونناب فشان ہوا برادر
سلطان نے کہا یہ بادمِ سرد | ناسور جگر مین دل مین ہے درد
تاریک نظر مین ہے خدائی | پورب مین لٹی مری کمائی
ٹوٹے نہ قیامت آہ کیونکر | ڈوبے مشرق مین مہرِ خاور
کُہرام تھا اک حرم سرا مین | جاتی تھین فلک پہ سبکی آہین
ماتم کدہ پائے تخت تھا وہ | اندوہ سے تیرہ بخت تھا وہ
افسوس ہوا دلِ زمانہ | تیرِ اندوہ کا نشانہ
چھائی تھی جہان پہ سوگواری | دنیا کا تھا وقتِ دم شماری
جو غم کہ پڑا اُٹھا اُنکو پالے | آخر کیا صبر کے حوالے

دوسری داستان

اجازت حاصل کرنا سلطان سے شاہزادہ ماہ رخ کا شکار کے حیلہ سے اور روانہ ہونا سمتِ ماچین واسطے انتقام بھائیون کے اثنائے راہ مین۔ گرفتار ہونا طلسم رنگِ پری مین

ہر ریشۂ کلکِ نکتہ دانی — ہے جوہرِ سیفِ خوش زبانی
بے جرم کے قتل سے ہے محزون — ہر نقطہ ہے مُہرِ محضرِ خون
جاگیر دلی جو خونبہا ہے — یون چشمِ قلم سے خون بہا ہے
چھوٹا شہزادہ ماہ رخ نام — مان باپ کا خلق کا دل آرام
کانِ رُشد و یمِ ترحُّم — تھا مردمِ دیدہ ہاے مردم
خوش خلق۔ کریم۔ خوش بیان تھا — دانا و عقیل و نکتہ دان تھا
خوش فکر مُدبّرِ زمانہ — مخلوق ہوا تھا وہ یگانہ
جو چاہیے جوہرِ صفاتی — شہزادہ کی ذات مین تھے ذاتی
دنیا سے گئے جو اُس کے بھائی — دنیا کی خوشی اُسے نہ بھائی
رہتا تھا وہ گل مدام دل چاک — تھی صورتِ ابرِ چشمِ نمناک
تھی خواہشِ انتقام دل مین — یا برق تھی اُس کی آب و گل مین
سیماب نہی تھی جانِ مضطر — کہتا تھا یہہ بیقرار ہوکر
آنسو پوچھے آہ چشمِ تر کے — آنسو نہ پوچھے دل و جگر کے
اس آگ سے جب جلے گی وہ بھی — جب آتشِ دل مری بجھیگی
یہہ سوز جب اُس کو پھونک دیگا — ٹھنڈا ہوگا مرا کلیجا
اُس گل کے جگر پہ داغ دیکھون — اس دل کو مین باغ باغ دیکھون
اُس بت سے کسی طریق مل کے — پھوڑون مین جلے پھپھولے دل کے
کہتا تھا کسی طرح ہوا ہون — پر نکلین کہین کہ اوڑکے پہنچون
ڈرتا تھا نہ دیگا شاہ اجازت — کی فکر ہوا ہو پا کے فرصت

پھر سوچا بیٹے کا نام اپنا — حیلے سے نکالو کام اپنا
سر کے بل قبلہ رو چلا وہ — یون باپ کے روبرو گیا وہ
کعبے کو سیاہ پوش دیکھا — شمع دل کو خموش دیکھا
وہ نور بصر نظر جو آیا — پہلو مین بجائے دل بٹھایا
کی عرض معاف ہو جو تقصیر — بسمل ہون برائے صید و نخچیر
طفلی سے شکار کی ہی عادت — درکار ہے شاہ کی اجازت
سلطان نے کہا بصد تامل — بلبل کی قضا ہے فرقت گل
کس دل سے کرون مین تمکو رخصت — ممکن نہین تن سے دلکی فرقت
امید رکھو نہ یہہ پدر سے — پتلی کو جدا کرے نظر سے
سوچو تو ذرا کہ جان بابا — چہہ زخمون کے ایک تم ہو پھاہا
بولا باادب وہ شاہزادہ — ہو دولت و عمر شہ زیادہ
گو صورت صبر ہون مین جاتا — پر شکل خیال ابھی ہون آتا
حافظ ہے خدا کہا کہ جاؤ — تشویش سے پہلے پھر کر آؤ
رخصت ہوا شہ سے شاہزادہ — ساتھی تھے سوار کچھ پیادہ
بیتابی شوق مین چلا وہ — جانا کیسا ہوا ہوا وہ
عجلت سے کی قطع راہ یکسر — گویا تھا سوار وحش صرصر
بیراہ وہ رو براہ ہوکر — خود کھویا گیا تھا راہ کھوکر
جب نام کو نقش پا نہ پایا — حیرانی نے نقش پا بنایا
رہوار کو راہ رو نے اکبار — مہمیز کیا براہ ہموار

زورون پہ چلا مثالِ صرصر | پہنچا نہ اُسے خیالِ صرصر
پہنچا اک دشتِ پُر دغل مین | دابے ہوئے شوق کو بغل مین
تھا دشت پُر از گلِ ریاحین | ہمشکلِ نگارخانۂ چین
تھا دشت مین ایک عالمِ ہُو | پیدا ہوا دور سے اک آہو
آہو کے لباس مین پری تھی | یا حور کی جلوہ گستری تھی
یا کرکے کسی نے آہ جادو | معشوق بنا دیا تھا آہو
یا خُلد سے اک غزالِ رعنا | آیا تھا برائے سیرِ دنیا
صحرا کے تھا دل کا چین آہو | اُس دشت کا نورِ عین آہو
شہزادے نے جب غزال دیکھا | دل سینہ مین پائمال دیکھا
خود رفتۂ نگار ہو گیا وہ | آہو کا شکار ہو گیا وہ
عنقا کا وہ یادگار پایا | ہم شکلِ ہُما شکار پایا
لشکر کو دیا یہہ حکم اکبار | زندہ آہو کرو گرفتار
آہو جانے نہ پائے سُن لو | پامردی کی دست بُرد سمجھو
گھوڑون کو سپاہ نے دبایا | اُس دشت مین زلزلہ سا آیا
دیکر اُسے چند بار پھیرا | صیادون نے صیدِ مفت گھیرا
آہو دلِ حلقۂ سپہ تھا | مرکز خواہش کے دایرے کا
تھا چشمِ سپاہ کا وہ تارا | آنکھون سے کہین زیادہ پیارا
لشکر کی صلاح بند کیجے | آہو کا ارادہ راہ لیجے
دیکھی جو یہہ رستخیز بیجا | سمجھا کہ ہے آج حشر برپا

عاجز بیدست و پا ہوا وہ
سر پیر کو سونگھنے لگا وہ

سوجھا کہ چلو یہان کوئی داؤن
وحشت کے نکالو پیٹ سی پاؤن

کب اُن کو بادِ اشکار تھا وہ
اک جست مین سب کے پار تھا وہ

موقع جو ملا پئے ضرورت
تڑپا وہ چلا ہوا کی صورت

جوّالہ تھا برق یا شرارا
ٹوٹا ہوا یا فلک کا تارا

رفتار کو خاک باد پہنچے
پیدل تھے سوار اُس کے آگے

رہوار جو تیز تھے پری سے
تھک تھک کے گرے سکندری سے

غایب ہوا بھر کے وہ طرارے
مُنہ دیکھکے رہ گئے یہ سارے

پیچھا کرتے وہ کیا ہرن کا
سب نشۂ مردمی ہرن تھا

تھک تھک کے گری کھڑے کھڑے وہ
مر مر کے جیئے پڑے پڑے وہ

آہو کی تلاش مین تھے برباد
گر پڑ کے غرض کی خاک آباد

ہر جا پہ گرے مثالِ جادہ
جادہ سے بنے پھر شاہزادہ

درماندہ و راندہ ہر نفر تھا
اُفتاد کو فوج کی جو دیکھا

شہزادہ نے اسپ کو اُڑایا
خود باد نے بادپا نہ پایا

آہو کا سراغ بر ملا تھا
پس ماندون کا ڈھیر نقشِ پا تھا

پیچھے تھا ہرن کے شاہزادا
آگے جاتا تھا وہ ہوا سا

ہر گام پر اک چمن بناتا
صحرا رشکِ ختن بناتا

رفتار کا اُس کی یہ چلن تھا
جو نقش تھا برگِ یاسمن تھا

اول ہی قدم پہ گر پڑا تھا
مُنہ دیکھکے سایہ رہ گیا تھا

سایہ کیا اُس کا ساتھ دیتا
گرتا ہی نہ تھا زمین پہ سایا

صحرا مین پہاڑ ریت کا تھا
حدّت مین وہ گرم پہاڑ سا تھا

ذرّون کے دھک رہے تھے اخگر
صحرا کے چمک رہے تھے اختر

صحرا مین مفر نہ جبکہ پایا
کہسار کے رخ قدم اُٹھایا

جب دامن کوہ ہاتھ آیا
دہشت نے پہاڑ پر چڑھایا

جاتا تھا عقب مین شاہزادہ
بالجزم کیے ہوئے ارادہ

زحمت سے تگ و دو و روش کی
حالت ہوئی اسپ کی ردی تھی

رہوار نے کی عقب گزاری
دی موت کو جان کی سواری

تھا شوق سوار یہہ پیادہ
حیرانی تھی پیش پا فتادہ

طالع کی سمجھ کے ارجمندی
پستی سے چلا سوئے بلندی

نیچا جو پہاڑ کو دکھایا
اونچا ہوا وہ بلند پایا

دنبالِ غزال شاہزادہ
سرگرم تلاش پا پیادہ

کندھے پہ صبا کے جا رہا تھا
گھوڑے پہ ہوا کے جا رہا تھا

وہ بھی تھا مگر بلا کا آہو
از سر تا پا ہوا کا آہو

کچھ دور چمک کے جیسے تارا
نظرون سے چھپا وہ آشکارا

غایب جو نگاہ سے ہوا وہ
پردہ سا نظر سے اُٹھ گیا وہ

آنکھون مین چھپا نگاہ ہو کے
سمجھا جادو کے تھے یہہ دھوکے

آہو کے تھا گرد شاہزادہ
اسرار سے سیر ہوا زیادہ

تکتا ششدر وہ چار سو تھا
دیکھا اک کوہ روبرو تھا

تھا سر بفلک کشیدہ وہ کوہ — سیارۂ ریگ کا تھا انبوہ
جگنو کی طرح چمک رہے تھے — کندن کی طرح دمک رہے تھے
حیرت جو ہوی اُسے زیادہ — کہنے لگا دل مین شاہزادہ
مدت سے یہہ سُنتے ہین کہانی — موسیٰ کی زبانی لن ترانی
یہہ کوہ جو سامنے کھڑا ہے — اک پردہ سا ظاہرا پڑا ہے
شاید یہی جلوہ گاہ پائین — موسیٰ کیطرح سے دیکھہ آئین
دل دید کے شوق نے ستایا — مشتاقانہ قدم بڑھایا
اُس کوہ سے اُترا وہ پریزاد — ہمت سے بڑھا وہ پاک بنیاد
دوبرجون مین آفتاب آیا — ذرّون پہ پڑا قمر کا سایا
درجے مین فلک رکاب تھا وہ — دوبرجون کا آفتاب تھا وہ
مثلِ موسیٰ وہ آدمی زاد — آیا کوہِ دگر پہ دل شاد
شہزادہ سے پائی ارجمندی — دونی ہوئی اُس کی سربلندی
تھا شوق فرازِ کوہ لایا — قسمت نے نشیب کو دکھایا
ہم پایۂ عرش جو قدم تھے — لیتے کفِ ریگ پر وہ دم تھے
تھا رنگِ حنا کا بار جنکو — فرشِ گلِ ناگوار جن کو
خارون نے دیئے جو خار پرخار — صد برگ سے ہوگئے وہ افگار
آنکھون کی رہی یہ شان باقی — پانی کا نہ تھا نشان باقی
آنکھین پانی مین پھیرتی تھین — خالی وہ حباب رہ گئی تھین
تلوے بھی نقط نہین چھدی تھے — کانٹے تالو مین پڑ گئے تھے

جو یا خود آب کی ہوئی تھی ۔ تالو سے زبان نکل گئی تھی
پہ وہ لب کا اٹھا رہی تھی ۔ بے پردہ لبون پر آ رہی تھی
آئینۂ دل تھا پُر کدورت ۔ حیرت نے دکھائی غم کی صورت
تکلیف سے گھٹ گئی ارادے ۔ گھیرے سختی کے تھے پیادے
نازک تھی طبیعتِ گرامی ۔ جی کو تھی ڈبوتی تشنہ کامی
بے مہری سے مہر پیش آیا ۔ جلتی ہوئی دھوپ مین جلایا
کیا قہر تھی مہر کی عداوت ۔ وہ دن تھا پہاڑ سا قیامت
تھے بادِ سموم کے وہ جھونکے ۔ جس شکل سے کوئی بھاڑ جھونکے
جس روسے گلاب منفعل تھا ۔ جس رخ سے کہ آئینہ خجل تھا
پہنچا اُسے مہر سے یہ آزار ۔ انگارے تھے گل سے منہ پہ رخسار
شعلے جو بھڑک رہے تھے منہ پر ۔ جاتا تھا یہ رنگ رخ سے اُڑ کر
اُس دشت مین ریگ کی وہ گرمی ۔ لوہے کو بھی دے رہی تھی نرمی
چکر مین تھا چرخِ چنبری تک ۔ جلتے تھے وہان پہ پری تک
بس طایرِ روح کے جلے تھے ۔ طوطے ہاتھون کے اُڑ چلے تھے
جاتے نہ حواس جمع کیونکر ۔ خمسہ متحیرہ تھا ششدر
آتا تھا سخن وہان جو لب پہ ۔ ہوتا تھا وہ دم مین بھاپ جل کر
چھوڑے دیتا تھا ساتھ سایا ۔ اپنا جو تھا ہو گیا پرایا
وہ بدر ہلال ہو گیا تھا ۔ خورشید زوال مین پڑا تھا
وہ مضطرب الحواس ہو کر ۔ کہتا تھا یہ صیدِ یاس ہو کر

اس غم کا بھلا علاج کیا ہے
اس روز کی فکر آج کیا ہے

چھاتی پہ پہاڑ مین جو غم کے
ٹالے سے نہین ٹلینگے دم کے

سورج کی کرن سے ذرّہ ذرّہ
الماس کا ہو رہا تھا ریزہ

وہ تاب چمک دمک کہ گویا
الماس نگار تھا وہ صحرا

پُر زر ذرّون کا تھا خزینہ
انبار تھا ریت مین دفینہ

ہمت کا ملا تھا ظرفِ عالی
گنجِ قارون پہ خاک ڈالی

لایا نہ خیال مین مصائب
مردانہ چلا وہ ایک جانب

اُس لو مین وہان جو چل رہی تھی
کچھ تھوڑی سی راہ قطع کی تھی

سر پھرنے لگا گرا وہ تھک کر
کھاتا تھا نظر مین دشت چکّر

بیدم وہ ہوا بنی جو دم پر
دم لینے لگا وہ بیٹھ دم بھر

لیکن نہ ہوا ذرا پریشان
از کردہ خود نہ تھا پشیمان

اللہ ری اُس کی پائمردی
کہتا تھا یہی ہے جائے مردی

تقدیر نمک نہین کہ پھوٹے
کچھ آس کمر نہین کہ ٹوٹے

آئینہ نہین کہ ہون مین حیران
کچھ زلف نہین کہ ہون پریشان

ہمت نہین نقدِ دل کہ ہارون
دولت نہین غم کہ لات مارون

دل مین یہی کہہ رہا تھا وہ ماہ
تقدیر نے گل کھلایا ناگاہ

صحرا مین چمن ہوا نمایان
ظلمات مین جیسے آبِ حیوان

بلبل سا وہ باغ باغ ہوکر
مستانہ چلا سوئے گلِ تر

رفتہ رفتہ وہ راہ چلتا
ڈرتا ڈرتا قریب پہنچا

خرم ہوئی کشت زندگانی — سوکھے دہانون پڑا جو پانی
پانی نہ پھرائے منہ مین کیونکر — تشنہ کو ملا تھا عین کوثر
آرام چمن سے دل نے پایا — نکلا جو کھٹک رہا تھا کانٹا
دیکھا اک باغ رشکِ فرخار — درمانِ مرض دوائے آزار
دنیا مین بہشت کا نمونا — لیکن نزہت مین اُس سے دونا
طناز نگار محوِ مستی — گلگونہ نو عروسِ ہستی
جب سے ہوا یہہ گلِ یگانہ — غازہ کشِ چہرۂ زمانہ
گلزارِ ارم ہوا پریشان — خلدِ شدّاد دشتِ ویران
جنت مین ہین خال خال غلمان — گلشن مین چمن چمن ہین پریان
حورون کی جو شاخ وان لگی ہے — صورت مین یہہ خلد بھی پری ہے
اُس باغ مین اک شجر نیا تھا — پھل پھول سے برگ سے لدا تھا
اس مرتبہ تھی بلند ہر شاخ — طوبیٰ سے ملی تھی شاخ در شاخ
عشاق مین تھی یہہ اُسکی شہرت — ہر شاخ ہے اک صراطِ جنت
تھا بیخِ شجر مین ایک رخنہ — کوثر کا بہا تھا اُس سے چشمہ
پژمردہ دلون کا راحتِ جان — پانی اُس کا تھا آبِ حیوان
ڈوبا ہوا آب آب مین ہے — پانی یہی ماہتاب مین ہے
الماس مین یہہ جلا کہان ہے — پانی یہہ کہان ضیا کہان ہے
گوہر کی وہ آبرو تھا پانی — خورشید کا ماہرو تھا پانی
سرچشمہ آفتابِ زیبا — اُس چشمہ سے آب آب دیکھا

اُس چشمہ مین اسطرح تھا پانی
آنکھون مین ہے جس طرح سفیدی

کوثر کے لبون پر آبلے تھے
اُبلا تھا حسد حباب ہو کے

پانی مین مزا نبات کا تھا
جانی آبِ حیات کا تھا

مینا مین وہ آب تھا گلابی
تھا جام مین رنگ آفتابی

ہر کیف تھا کیا اُس آب کا گھونٹ
ہر جرعہ تھا اک شراب کا گھونٹ

گذری ہین جہان مین جتنی عاشق
معشوق ہوئے ہین جو کہ صادق

اُس چشمہ کے گرد تھے فراہم
مصروفِ نیاز و ناز باہم

عاشق کے سوا بشر نہ دیکھا
سائے کا وہان گذر نہ دیکھا

عشاق نے دھوم تھی مچائی
تارون کی فلک پہ تھی چڑھائی

شیرین فرہاد کہہ رہا تھا
لیلا مجنون پکارتا تھا

وامق سے جھگڑ رہی تھی عذرا
تھا دامنِ یوسف اور زلیخا

نل محوِ نظارۂ دمن تھا
وابستۂ زلفِ پُرشکن تھا

یوسف سے سوا عزیز کو تھا
اک شاہدِ دلنواز پیارا

تھا عاشقِ باصفا چترسین
پدماوت نازنین سے بے چین

فرخ تھی بکاؤلی شیدا
گلرخ تاجُ الملوک بھی تھا

اُس چشمۂ آفتاب کے گرد
سیّارون کو تھا شراب کا درد

پنہارون مین غلغلہ بپا تھا
ہر بونگ کا غُل فلک رسا تھا

اک ایک پہ ست گر رہا تھا
دے جام کا شور بر ملا تھا

قاضی کی کچھ ایسی مُنہ لگی تھی
پھرتی تھی دہائی دخترِ رز کی

مرمر کے وہ مست جی رہے تھے
چھک چھک کے شراب پی رہے تھے

پی پی کے وہ منہ بہک رہے تھے
بلبل کی طرح چہک رہے تھے

اپنے قصے سنا رہے تھے
افسانے ہزار گا رہے تھے

چشمے میں کوئی نہا رہا تھا
اک وجد میں کوئی گا رہا تھا

اک کرتا تھا عاشقانہ گفتار
اک پڑھتا تھا صوفیانہ اشعار

طنبورے پہ تھے بجا رہے گت
گت ناچ رہے تھے ہو کے بے گت

دیکھا جو وہ رقص عاشقانہ
مستانہ سنا جو وہ ترانا

نُہ گنبدِ چرخ ہو گئے دنگ
فق ہو گیا مہر و ماہ کا رنگ

محوِ شش و پنج ہفت اختر
سب کے تھے حواسِ خمسہ ششدر

چشمِ حیرت بنا سراپا
انگور کا خوشہ تاکتا تھا

اس جلسہ کو دیکھکر صنوبر
سکتے میں کھڑا تھا اک روش پر

نرگس حیرت سے دیکھتی تھی
سوسن جلکر یہہ کہہ رہی تھی

چشمہ ہوا اندر جام و ساغر
صد آفرین ایسی میکشی پر

کیا کھائی قسم ہے تو نے ساقی
اک بوند نہ رہنے پائے باقی

تجھسے ہے یہہ التجائے سوسن
کچھ چھوڑ برائے اہلِ گلشن

کس پاس سے تک رہی ہیں دیکھو
سب بادہ کشانِ باغ تجھکو

وا بندِ قبا کیے ہوئے گل
ساغر ہیں لیے کھڑے پئے مُل

قمری کا غلام سروِ آزاد
مستِ گل عندلیبِ ناشاد

منت سے یہہ کہہ رہی ہیں ناکام
دو بہرِ خدا شراب کا جام

چشم حیرت کیے ہوئے وا | معشوقانِ چمن ہین گویا
پھرتا ساغر سے مُنہ نہین ہے | رندون کو ہزار آفرین ہے
تحسین کا شور بر ملا ہے | ہر لب پہ کلامِ مرحبا ہے
سودائے شراب وہ ہی سر مین | پی لین چشمہ کو اک نظر مین
شہزادہ جب اُس چمن مین آیا | ہنگامہ بپا عجیب پایا
جلسہ جو وہ دلفریب دیکھا | وہ ہوش و خرد رُبا تماشا
سمجھا کہ ہے کائنات افسون | بیداری مین خواب دیکھتا ہون
کرتا تھا کھڑا نگاہ گم صُم | کہتا تھا پھنسے طلسم مین تم
شہزادہ تھا ہوش باختہ دنگ | اور راہ کی ماندگی سے دل تنگ
دیکھا جو وہ آبِ زندگانی | مُنہ پر پھرا اُس گہر کے پانی
پژمردہ نے چشمہ دیکھ پایا | اُس آبِ حیات مین نہایا
جو جسم کہ گرد مین تھا پنہان | نکلا چشمہ سے ماہِ تابان
کھانے پینے کی چیز پائی | خواہش کی لگی ہوئی بجھائی
درماندہ تھا راہ کا تھکا وہ | اک سایہ مین جا کے پڑ گیا وہ
آنکھون مین جو شکل خواب پائی | کچھ صورتِ عیش ہاتھ آئی
آسایشِ خواب کا تھا جویا | غفلت کی وہ نیند بھر کے سویا

تیسری داستان

ملاقات کرنا ملکۂ رشک پری کا شاہزادۂ ماہ رخ سے

اور مہمان رہنا شاہزادہ کا دو ہفتہ اُس طلسم نادر مین -

کرنا ہے جو عاشقی کا سامان — نقطون سے قلم ہوا گُل افشان
حالِ رشکِ پری رقم ہے — رشکِ بالِ پری قلم ہے
صفحہ پہ ہے کلک شعبدہ باز — جادو نفسی سے سحر پرداز
معجز رقمی سے کلکِ گلگون — یون کرتا ہے انکشافِ افسون
وہ نہر و چمن وہ جلسۂ گُل — تھا شعبدۂ طلسم بالکل
فرخ تھا خدیوِ باسعادت — تھی قاف سے قاف تک حکومت
اک رشکِ پری تھی اُسکی دختر — جانِ انسان پری کی دلبر
اُس حور کی سیرگاہ تھا باغ — فردوس کے دل پر اُس کا تھا داغ
تھی عاشقِ ماہ رخ وہ گلفام — یہہ نام تھا اُس کے دل کا آرام
جاسوس نے اپنا وقت پاکر — مژدہ یہہ دیا پری کو آکر
کچھ آج عجیب گُل کھلا ہے — صحرا گلزار بن گیا ہے
روشن گُل کا چراغ ہے آج — جو نخل ہے باغ باغ ہے آج
بختِ صحرا نے کی جو یاری — شہزادہ کی آگئی سواری
مصروفِ شکار و صید ہے اب — خود صید شکار ہوگئے سب
مخبر نے جو یہہ خبر سُنائی — مُنہ مانگی مراد اُس نے پائی
سوسن سے کہا بمہربانی — درکار ہے تیری جانفشانی
لسّان و زبان دراز ہے تو — مشہورِ کرشمہ ساز ہے تو

باتون مین اُسے لگا کے لے آ | جس طرح پھنسے پھنسا کے لا آ
سوسن کہ غضب تھی پُر شرارت | بولی ہنسکر خدا کی قدرت
ہو آپ کو شوقِ عشق بازی | دکھلاؤن مین اپنی کارسازی
یہہ کہ کے ہوئی روانہ خودکام | سو طرح کے مکر کے لیے دام
پہنچی صحرا مین وہ خود آرا | کرتی ہوئی چار سو نظارا
کہتی تھی کرو کچھ ایسی تدبیر | جو پٹ نہ پڑے مثالِ تقدیر
یکبارگی اُس نے کر کے جادو | قالب بدلا بنی وہ آہو
عنقا کے شکار کو چلی وہ | شہزادہ کے روبرو گئی وہ
صیاد کی فکر مین ہما تھا | نخچیر ہوا تھا صید جویا
اُلٹی نخچیر ہو رہی تھی | اِنسان کو پھانستی پری تھی
سوسن جو ہوئی اُدھر روانہ | تشویش کا مل گیا بہانہ
سووے کی بڑھی جو خود سری تھی | انسان کی منتظر پری تھی
دروازے پہ ٹکٹکی بندھی تھی | رستے پہ نظر لڑی ہوئی تھی
تھی بیم و رجا کی بے قراری | کہتی تھی یہی ہزار باری
کھلتا نہین وجہ دیر کیا ہے | حیران ہون مین کہ پھیر کیا ہے
کیا جانیے دیر کیون لگائی | کہکر گئی تھی ابھی مین آئی
دیکھا ناگاہ اُس کو آتے | پوچھا بے ساختہ پری نے
سوسن آئی کہا کہ آئی | لو گل پئے عندلیب لائی
جس گل کے لئے بنی ہے بلبل | ہے باغ مین وہ کھلا ہوا گل

یہہ کہکے سنائی سب کہانی
اظہار کی اپنی جان فشانی
قالب وہ غزال سے بدلنا
حلقے سے وہ فوج کے نکلنا
لانا شہزادے کو لگاکر
چھپنا اپنا نظر بچاکر
پوشیدہ کیا وہ راز ظاہر
درپردہ کیا پری کو ماہر
سوسن سے سنا تمام قصہ
بولی ہے فریب تیرا حصہ
تیرا ہی یہہ کام تھا مری جان
سوسن شاباش تیرے قربان
سینہ سے لگا لیا پری نے
ہوتے ہین صلہ کے یہہ قرینے
اس پردہ مین رازِ دل جتایا
تاکیدِ اکید سے بتایا
اس راز سے ہوشیار رہنا
اس پردہ کی پردہ دار رہنا
یہہ روزِ فراق جب ہو رخصت
آئے جو شبِ براتِ وصلت
جب ماہ ہو وسط آسمان مین
پھیلا ہوا خواب ہو جہان مین
سب سونے کی لالچی پڑے ہون
جھنڈے غفلت کے جب گڑے ہون
بند آنکھہ ہو بد نظر کی جس پل
غماز کے لب ہون جب مقفل
خواب آشنا چشمِ نرگسی ہو
نرگس کی بھی آنکھہ جب لگی ہو
ہو دندِ خا زمین کا پیوند
سوسن کی زبان بدی سے ہو بند
سوسن کہ ظریف تھی نہایت
بولی کہ حضور کی عنایت
قربان گئی کنیز بندی
لونڈی کی ہے کیون زبان بندی
اس کار کا کیا صلا یہی ہے
انصاف کا مقتضا یہی ہے
ثابت کر دیجیئے خطا کو
لونڈی پہنچیگی خود سزا کو

دیکھا دنیا کا کارخانہ | نیکی کا نہین رہا زمانہ
لائی گلچین کو ہون اڑا کر | آتی ہون ابھی ہوا بتا کر
سوسن سے کہا پری نے ہنسکر | شوخی نے کیا ہے تجکو خودسر
آفت کی بنی ہے تو قیامت | تیری رگ رگ مین ہے شرارت
باز آئی نہ اپنی حرکتون سے | فرصت ہی نہین ظرافتون سے
سمجھی کہ زبان دراز ہے تو | کیا کوسون کہ چارہ ساز ہے تو
اے چرب زبان سمجھ تو دل مین | سختی نہین میری آب و گل مین
سمجھا تو مجھے ذرا خدارا | کیا رسم جہان نہین مدارا
کچھ رسم نئی نہین ہے منظور | دنیا کا سنو یہی ہے دستور
مہمان جو عزیز گھر مین آئے | یوسف کی طرح سمجھ کے لائے
خاطر سے سر آنکھون پر بٹھائے | دل جان سے اُس کے کام آئے
بولی سوسن کہ پھر مجھے کیا | لیلا نہین آپ یا زلیخا
الفت کا مجھے مرض نہین ہے | مطلب نہین کچھ غرض نہین ہے
عادت نہین اپنی دیدہ بازی | آتی نہین مجکو جلسازی
چاہت کا نہین ہے ذوق مجکو | مردون سے نہین ہے شوق مجکو
ناجنس کی صحبت آشکارا | ہے ہے مرا دل کرے گوارا
کب مجھسے بھلا یہہ کام ہوگا | بدنام جہان مین نام ہوگا
مان باپ کو منہ دکھاؤنگی کیا | عصمت کھو کر مین پاؤنگی کیا
بدراہ اگر چلون گی مین راہ | مان باپ نہ جینے دینگے واللہ

مہمان ہوگا وہ جس کا ہوگا
مجکو انعام بانٹ دے گا

وہ یوسفِ چاہ تم زلیخا
مجنون ہی کے واسطے ہے لیلا

بولی وہ پری بہ کج ادائی
اِس مُنھ پہ ہے اس قدر رُکھائی

ساتھی نہین گر مری غرض کی
پھر آپ دوا ہین کس مرض کی

مردون کے نہ تھے جو تمکو لپکے
ہمراز ہوئی تھین کیا سمجھکے

ظاہر کرتی ہے بیحیائی
جامہ کی تمھارے پارسائی

ایسی بھی مجھے نہین خوش آتی
اے گیسو بریدہ شوخ چشمی

اللہ رے تیرا شوخ دیدہ
آفت کی ہے تو دہن دریدہ

ہے شرط کہ جرم کی سزا دون
گُدی سے تری زبان کھینچون

ہنس ہنس کے ہین لگی رُلانے
بن بن کے ہین لگی بنانے

بہروپیا پن نہین خوش آتا
مجھکو نہین چونچلا یہہ بھاتا

بس ہو چکی دل لگی چلو جاؤ
صدقہ کچھ ہوش پر سے دلواؤ

نخرا ہے نہ بگھارو اب زیادہ
تنہا ہے چمن مین شاہزادہ

مہمانی کرو تم اُس کی جاکر
لیجانا مجھے بھی وقت پاکر

تیوری جو چڑھی پری کی پائی
سوسن نے وہین زبان دبائی

آنکھون سے وہ کہہ کے خادمانہ
گلشن کی طرف ہوئی روانہ

کہتی تھی اِدھر یہہ رشکِ شمشاد
خودبین ہوتے ہین آدمیزاد

اے حُسن یہہ وقتِ دلبری ہے
تیری ہر اک ادا پری ہے

اے ناز دکھا کچھ اپنے انداز
ہوجا انداز سر بسر ناز

اے عشوہ و کرشمہ بار ہو جا — شوخی تو گلے کا ہار ہو جا
سب مل کے کرو کچھ ایسا سامان — شہزادہ ہو لاکھ دل سے قربان
دیکھو نہ تمھاری بات جائے — انسان پری کے ہاتھ آئے
حاضر ہوئی آ کے خود نمائی — آرایشِ حسن کی سوجھائی
زینت کا خیال دل مین آیا — آئینہ خواص نے دکھایا
اُلجھایا جو زلفِ عنبرین نے — شانہ لیا دستِ مہ جبین نے
صیدِ دل کا خیال آیا — زلفون کو کمندِ دل بنایا
موتی جب مو بمو پروئے — تارون مین پڑے سیاہ ڈورے
سرمہ آنکھون مین کچھ لگایا — جلوہ شبِ طور کا دکھایا
ابرو پہ سلائی کو جو پھیرا — ظلمات کا بڑھ گیا اندھیرا
تابش سے گہر کی تھا وہ طرّا — چشمک زنِ خوشۂ ثریّا
ہر شانہ پہ دام سو بچھا کر — بیٹھی پئے صیدِ دل وہ خود سر
ہلکا ہلکا نفیس زیور — الماس و گہر کا کچھ پہن کر
جوڑا پوشاک کا وہ پہنا — جس جوڑ کا جوڑ تھا وہ گہنا
اُترا جوڑا جو تھا بدن کا — وہ باغ مین گل کا پیرہن تھا
ششدر ہوئی دیکھ اپنی صورت — بڑھتی گئی حسن خیز حیرت
بلوائین خواصین چند ہمراز — شب کے پردے مین تھین جو ممتاز
پہنا کے لباس و زیورِ نور — اُن سب کو بنا کے غیرتِ حور
اُس مہ نے کیے وہ چند اختر — ہمراہی کے واسطے مقرر

سوسن کا تھا انتظار اُس کو — ہر لحظہ تھا انتشار اُس کو
بیتابیٔ شوق سے تھی بسمل — قالب تو یہان تھا باغ مین دل
بیٹھی تھی ادھر یہہ دل شکستہ — آپہنچی وہ ہدہدِ خجستہ
اُس نے جو کہا چلو چمن مین — پھولی نہ سمائی پیرہن مین
بلقیس نمط چلی خرامان — وہ رشکِ پری سوئے سلیمان
پریان حلقہ زدہ تھین ہمراہ — ہالے مین چلی وہ غیرتِ ماہ
جاتا تھا پئے قرانِ خورشید — عقدِ پروین شگفتہ اُمید
اُس شب کا یہہ ماجرا تھا گویا — مہتاب تھا آفتاب جویا
انجم کا زمین پہ کاروان تھا — یا بقعۂ نور اک روان تھا
تھے سروِ روان مگر چراغان — یا شعلۂ طور تھا خرامان
یا ماہ کے گرد تھے ستارے — یا شعلے کے ساتھ تھے شرارے
انجم وہ ملے تھے آکے باہم — جملہ سعدین تھے فراہم
دیکھا جھرمٹ مین ماہ پارا — ٹوٹا پڑتا تھا ہر ستارا
حورین صورت پہ مر رہی تھین — ہمراہی مین جان کر رہی تھین
ٹوٹی پڑتی تھین شکلِ اختر — صدقے ہوتی تھین اُس پری پر
سیارون کی انجمن روان تھی — اُس ماہ کی راہ کہکشان تھی
گھٹتا گیا جس قدر کہ جادہ — بڑھتا گیا شوقِ دل زیادہ
انسان کی بو جو اُس نے پائی — قالب مین پری کے جان آئی
جلدی جلدی قدم بڑھا کر — آئی شہزادہ کے برابر

دیکھا جو وہ آفتاب صورت
حیرت نے بنایا اُس کو مورت

پیدا ہوئی سنسنی بدن مین
پھرنے لگا خون سارے تن مین

خاموش پری تھی محوِ دیدار
نیک و بد سے نہ تھا سروکار

ارمان سا پری کے دل مین آیا
آنکھون مین نگاہ سا سمایا

تن دادۂ کشمکش تھی وہ ماہ
تھی شوق و حیا مین جنگ ناگاہ

اک ولولۂ محبت آیا
بے پردہ حجاب کو اُٹھایا

آہستہ اُٹھا کر اُس کے سر کو
فردوس بنایا اپنے بر کو

کر کے نظرون مین پیار اُسکو
دل کا کیا خانہ دار اُس کو

قسمت سے پڑا ہوا جو پایا
سوتے ہوئے بخت کو جگایا

چار آنکھین ہوین بہم جو ناگاہ
کھینچی بے اختیار اک آہ

آنکھین تھین یا شہاب ثاقب
چمکے دو بخت کے کواکب

نظرین تھین یا چھری کٹاری
دونون کو ملی جگر فگاری

دونون کے دلون سے ہو گئے پار
دو تیرِ نگاہ تا بہ سوفار

زخمی یہہ اِدہر اُدہر وہ گھائل
دونون کے حواسِ خمسہ زائل

جاگا جب وہ بلند پایا
سر زانو پہ اک پری کے پایا

خوش ہو کے کہا کہ چشمِ بد دور
بالین پہ مرے ہے جلوۂ طور

مجھپر نہ ہو کیون خدا کا سایا
سر پر ہے مرے ہما کا سایا

کہتا تھا کہ خواب ہے مقرر
چشمہ نہین ہے یہہ نہر کوثر

یہہ باغ ہے بوستانِ جنت
اللہ نے حور کی عنایت

دل مین ہوا شاہزادہ خورسند
آنکھین کر لی فریب سے پھر بند

کہنے لگی وہ نگار کیا خوب
یہہ بھی کوئی خواب کا ہی اسلوب

انسان کا بخت جب ہو بیدار
سونا اُس کو نہین سزاوار

اُس شخص سے یہہ کرو بہانے
بیداری و خواب جو نہ جانے

قربان مزاج کے تمھارے
رحم آیا نہ زانو پر ہمارے

یہہ کہکے پری نے سر اُٹھایا
زانو عوضِ ہوس نکالا

اُلفت مین ہوا جو مبتلا وہ
ہم صورتِ ولولہ اُٹھا وہ

اُٹھتے ہی ہوا پری کے قربان
صدقے ہو کر کہا مری جان

مین اس خفقان مین مبتلا ہون
بیدار ہون یا کہ سو رہا ہون

فرمایئے ہو یہہ وسوسہ دور
آدم ہین پری ہین آپ یا حور

ہنگامہ جور و برو بپا ہے
اصلی کہ نمودِ سیمیا ہے

بولی وہ نگار مسکرا کے
تم ظاہرا خواب مین ہو جاگے

احوال ہو منکشف ہمارا
تکلیف اگر کرو گوارا

منظور اگر نہ ہو بہانہ
کچھ دور نہین غریب خانہ

بولا وہ پری سے شاد ہو کر
انسان کا یہہ کہان مقدر

وہ رشکِ پری کا ہوئے مہمان
جو وقت کا اپنے ہو سلیمان

بولی حیرت سے وہ گل اندام
شاید ہوتا ہے تمکو الہام

بیوجہ نہین کلام میرا
جانا کس طرح نام میرا

سمجھا رشکِ پری ہے یہہ ماہ
پاسخ اُس نے دیا کہ واللہ

یہہ نامِ عزیزِ ازل سے دلبر
کرتے ہوئے پیار کی وہ باتین
بارہ دری اک بلور کی تھی
آغوشِ کشادہ تھے وہ دریا
گویا کہ سجی عروس رعنا
رفعت مین فلک قباب تھی وہ
داخل ہوے جیسے جان تن مین
اک برج مین تھا قرانِ سعدین
دو مروارید اک صدف مین
اک بیت مین اجتماعِ ضدین
بیٹھا مسند پہ مثل جسم کے
تھی رشکِ پری عروسِ تقدیر
زانو سے ملاکے یار زانو
دونون مسند نشینِ اقبال
رونق دہِ چار بالشِ ناز
شہزادہ نے دل مین مسکراکر
اُس گل سے کہا کہ جانِ عاشق
گو حسنِ بتان ہے بیوفائی
سر کو اُس شوخ نے جھکا کے

کندہ تھے مرے نگینِ دل پر
پہنچے کاشانۂ پری مین
گویا کہ ڈھلی وہ نور کی تھی
تھی عشق کی چشمِ منتظر وا
نوشاہ کا دیکھتی تھی رستا
منزل تھی دو آفتاب کی وہ
دو روحین در آئین اک بدن مین
ہو دیکھ کے جس کو روح بیچین
ثانی جن کا نہین نجف مین
گلزارِ جہان کے زینت و زین
شکلِ نقشِ مراد جسم کے
بیٹھی پہلو مین شکل تصویر
دونون بیٹھے تھے چار زانو
تھے با جاہ و جلال و اجلال
باہم ہوئی چھیڑ چھاڑ آغاز
زانو آہستہ سے دبا کر
صدقے روح و روانِ عاشق
ہے وعدہ کے واسطے وفائی
نیچی کرکے نظر حیا سے

سو ناز و ادا سے لب کو کھولا　　باتون مین یہہ اُس نے قند گھولا
یہہ امر ہوا اب آشکارا　　جلدی کا مزاج ہے تمھارا
تمنے یہہ سنا نہین ہے شاید　　دیر آید اگر درست آید
ہر بات مین تھا نبات کا لطف　　اُس جان سے تھا حیات کا لطف
مصری کی ڈلی ہر ایک فقرہ　　یا قند و نبات کا تھا کوزہ
خاموش ہوئی وہ ماہ پارہ　　سوسن کی طرف کیا اشارہ
تھی منتظرِ اشارہ سوسن　　اُٹھی مثلِ شرارہ سوسن
اربابِ طرب کو لیکر آئی　　اسبابِ طرب کو لیکر آئی
موجود کیا بہ تیز دستی　　سامانِ نشاط و مے پرستی
نرگس نے شراب کشی کی　　بھر بھر کے گلابیون مین رکھی
مسرور و فارغ دل ہوا تر　　دونون نے پیے جو چار ساغر
سازندے جب ملا چکے ساز　　مطرب نے کیا سرود آغاز
وہ طبلہ نواز تھا طبلیا　　تھا بامِ فلک پہ جس کا ٹھیکا
انسان کیا حور کی پری کی　　سنگت کرتا تھا مشتری کی
پردے مین عروسِ دلربا کے　　اسرار کے بول بج رہے تھے
الفاظِ غزل تھے صورتِ دُر　　نورانی گلے تھے نور کے سُر
مطرب نے بصد شگفتہ روئی　　گائی یہہ غزل بخوش گلوئی

غزل

ساقی قدحِ خرد رُبا دے　　مطرب لحنِ جنون فزا دے

بیٹھے ہین ہم محب و محبوب — ہان بادۂ وصل سے چھکا دے
روکا دو نون کو ہے خودی نے — جامِ مئے بیخودی پلادے
دکھلا دیر و حرم کا جلوہ — کافر جامِ جہان نما دے
شب عیش و نشاط مین سحر کی — آغوش مین غیرتِ قمر کی

چوتھی داستان

رخصت ہو کر جانا شاہزادۂ ماہ رخ کا ملکہ رشک پری سے جانب ملک ماچین کے اور بیقرار ہونا ملکہ رشک پری کا صدمہ فراق شاہزادہ ماہ رخ مین۔

در پیش فراق کا قلق ہے — اندوہ سے خامہ سینہ شق ہے
رعشہ کفِ دست مین ہے طاری — اللہ رے قلم کی بیقراری
پانچُون انگلیون مین تڑپ رہا ہے — قرطاس پہ زلزلہ بپا ہے
نیچا کیے سر قلم ہے گریان — موتی کی پرو رہا ہے لڑیان
جہان سیہ نیم ماہِ یکتا — اُس برج مین نیم ماہ ٹھہرا
چھائی شبِ غم کی پھر اندھیری — یہہ چاندنی بس تھی چار دن کی
پھر داغِ جگر یہہ رنگ لائے — بھولے ہوئے بھائی یاد آئے
کی آنکھون سے اشک نے روانی — چشمون نے بہایا بند پانی
مدہوشِ الم وہ ہوش رفتہ — وہ منزلِ غم کا پا شکستہ

گم کردہ کاروان و منزل
کھویا ہوا آپ آپ سے دل

سونچا یہہ بجائے خود بفرہنگ
رخصت کا نکالیئے کوئی ڈھنگ

دل گو کہ ہے طالبِ حضوری
الفت کو پسند کب ہے دوری

ہے پاسِ وفا کو پردہ پوشی
گویائی کو شرم سے خموشی

لیکن ہے علاجِ درد منظور
مرہم کی تلاش بہرِ ناسور

پھر سوچ سمجھ کے عاشقِ زار
قدمونپہ گرا پری کے اکبار

پکڑے قدم پری لبشر نے
یہہ سمجھی کہ سر اُٹھایا شہ نے

چاہا کہ لگائیے گلے سے
اُٹھا نہ وہ سر قدم تلے سے

بولا وہ لبشر کہ قول کیجے
قدمون کے طفیل ہاتھ دیجے

بولی ترے ساز کی قسم ہے
اس ناز و نیاز کی قسم ہے

نازک بدنی ہے میری شاہد
گُل پیرہنی ہے میری شاہد

ہے گُل بدنی گواہ میری
گلبرگ تنی گواہ میری

غنچہ دہنی کی اپنی سوگند
اس کم سخنی کی اپنی سوگند

کاہش پہ نظر نہ کی ہماری
مُنہ تھک گیا اور زبان ہاری

محشر نہ بپا ہو سر اُٹھاؤ
حسرت سے ملو گلے سے آؤ

رو کر ہوا طالبِ اجازت
دل نے کہا جان سے کہ رخصت

استادہ سفر پہ شاہزادہ
اُفتادہ پری مثالِ جادہ

دلدار کو وان سفر کا آہنگ
یان رُخ سے پری کے اُڑ گیا رنگ

چلنے پہ تعین وہان وہ بیکس
یان آپ تو کیا نہ چل سکا بس

آمادہ بکوچ وان وہ دلریش
یان روح کو تن سے کوچ درپیش

وان ماہِ دوہفتہ مایل سیر
یان رشکِ پری کا حال تھا غیر

رفتار کے عزم کا وہان ڈھنگ
خود رفتہ ہوئی یہان یہ دل تنگ

وان جذبۂ دل کو شوقِ منزل
یان قیدِ الم سے پاے در گل

وان تلوون مین شکلِ خار پیدا
آئینۂ دل مین یان ہویدا

وان فکر کو پیش منزلِ چند
یان سلسلۂ حیا سے پابند

وان فکر کہ اب چھڑاؤ دامان
یان قصد کہ دست اور گریبان

وان پہلو مین دل لگا مچلنے
یان رنگِ حنا لگا بدلنے

خاموش وہان وہ کشمکش مین
بیہوش یہان پری تھی غش مین

دل کھو کے پری کو ہوش آیا
دلدار کو سینہ سے لگایا

لپٹا کے گلے کہا مری جان
اس جان کا رہے خدا نگہبان

چلنے مین مرے جو شر نہ ہوتا
ناموس کا کچھہ ضرر نہ ہوتا

مین طفلِ سرشک سی مچلتی
سائے کی مثال ساتھ چلتی

رشتہ نہین ہمدمی کہ ٹوٹے
کیا ساتھہ ہوائی ہے کہ چھوٹے

کچھہ در و حواس ہے کہ جائے
کیا صبر بھی سوت ہے کہ آئے

دل نقشِ قدم نہین کہ ٹھہرے
دم کیون نہ رکے ہین غم کے پہرے

دم اور یہہ غم عدو ہین باہم
کٹ جائے جو سر تو ہون یہ ہمدم

آنکھون سے پری نے ماہ رخ پر
یاقوت و گہر کیئے نچھاور

پھر اپنا دکھا کر اُس کو زیور
بولی وہ نگارِ یاسمن بر

مین حلقہ بگوش ماہ رخ ہون — بالے کانون کے کیون نہ دیدون
بجلی دیکر کہا کہ جانی — بیتابی دل کی ہے نشانی
لیجا مرا موتیون کا مالا — اشکون کی ہے یاد دینے والا
دیکر اُسے طوق پھر وہ بولی — یہہ طوق ہے یادگار قمری
بولی زنجیر دیکے ناکام — الفت کا ہے پیش پا یہہ انجام
رخصت تیری اس انجمن سے — رخصت ہے بہار کی چمن سے
دلدار تو بن کے لے چلا دل — رکھنا الفت سے ہے یہہ بسمل
ہے جان مری یہہ دل نہین ہے — نازون کا پلا ہے نازنین ہے
مچلے یہہ تو گود مین بٹھانا — غش آئے تو زلف کو سونگھانا
روئے یہہ تو اس کو پیار کرنا — تڑپے تو گلے کا ہار کرنا
گھر اس کا ہے پہلوے بتان مین — گھبرائے نہ یہہ نئے مکان مین
شہزادہ دل پری کو لیکر — دل اپنے عوض پری کو دیکر
رخصت ہوا آہ با دم سرد — ٹھنڈے ٹھنڈے چلا دم سرد
دلدار پری پری سے چھوٹا — دل ٹوٹ گیا پہ دم نہ ٹوٹا
دو درد مین کشمکش بہم ہے — دلدار کی یاد دل کا غم ہے
کہتی تھی اُدھر تو دل کو بھیجا — اب مُنہ کو ہے آرہا کلیجا
ہونے کو جگر بھی ہے دو پارا — ایجان کہین نکل خدارا
دلدادہ ہون آہ کیا کہون مین — بیدل کیونکر یہہ غم سہون مین
سینے پہ بجائے دل رکھا ہاتھ — کہنے لگی دل ترے خدا ساتھ

چھائی ہوئی چہرہ پر اداسی
صورت سے عیاں تھی بدحواسی

کھو اپنے حواس وعقل بیٹھی
بیٹھے ہوئے دل کی شکل بیٹھی

گو زیست سے لاکھ ہو خفا دم
نکلے کیونکر ز کا ہوا دم

پانچویں داستان

حسد کرنا نرگس کا اس صحبت ماہ رخ و رشک پری پر اور چغلی کھانا اُس کور دیدہ کا ملکۂ غیرتِ حور یعنے مادر رشک پری سے اور جانا ملکۂ غیرتِ حور کا باغ موسومۂ طلسم نادرین واسطے انکشاف حال کے

وا ہونے پہ ہے جو غنچۂ راز
خامہ کی ہے سرنوشت غماز

گردش کے جو آگئے کچھ ایام
ہونے لگا راز طشت از بام

نرگس تھی خواص اک نظر باز
چالاک شریر شوخ غماز

منظورِ نظر تھی عیب بینی
مرغوبِ زباں تھی نکتہ چینی

غیبت کرنا تھا کام اُس کا
لُترہی رکھا تھا نام اُس کا

رہتی تھی حسد کا دیدۂ کور
چُغلی کھاتی تھی وہ چغل خور

نادر کی طرف سے تھی وہ طرار
ناموس کے غنچہ کی نگہدار

واقف ہوئی راز سے وہ عاقل
نادان نہ تھی جو رہتی غافل

بے دید نہ کر سکی خموشی | کن آنکھون سے کرتی چشم پوشی
خاطر پژمردہ انجمن سے | بر داشتہ دل چلی چمن سے
افسردہ دل و ملول و رنجور | پہنچی بہ حضور غیرتِ حور
سر خم کر کے برائے تعظیم | آداب سے عرض کر کے تسلیم
حرف آشنا لب کیے غرض سے | کھولے مدِ نظر کے عقدے
کی عرض کہ اے جنابِ والا | اقبالِ حضور ہو دو بالا
آنکھون کی قسم پتا لگایا | لو زخمِ جگر کا چور پایا
اندھیر یہہ چاندنی مین دیکھا | ظلمات کو روشنی مین دیکھا
اسلام سے کفر مجلس آرا | کعبہ سے ملا ہوا کلیسا
مسجد کی حدود مین خرابات | بیدون کے نقوش حرفِ آیات
ہے وردِ زبان جرس کو تکبیر | واعظ کی زبان بتون کی تفسیر
قاضی کی جبین پہ سرخ قشقہ | مفتی کا ہے سنبچہ کا نقشہ
تصویرِ صنم کی آڑی ہیکل | ہے گردنِ شیخ مین حمائل
دل کفر کا نور سے مجلّی | ہندو کی ہے آسنی مصلّی
زُنّار سے صوفیون کا رشتہ | گہ جا مین جرس بکف فرشتہ
قُطّاعِ طریق راہبر ہے | رہزن کے لباس مین خضر ہے
سجادہ نشین ہر ایک موبد | بتخانہ بنی ہوئی ہے مسجد
ناقوس بلب ہوا موذن | زُنّار بدوش پاک باطن
تسبیح بکف بتانِ پُرفن | انگشت بگوش ہے برہمن

مومن ہے سجودِ بت میں بیباک
رخسارِ صنم ہی مصحفِ پاک

میلانِ پری دلِ بشر پر
کافر کا عمل خدا کے گھر پر

نرگس نے کہا بچشمِ پرنم
گُل کا نہ پڑے چمن میں ماتم

بدلی ہوئی ہے ہوائے گلشن
اُڑ تی نہ پھرے ردائے گلشن

رنگین نہ کہین ہو چادرِ گُل
خمیازہ نہ کھینچے شکلِ سنبل

مرجھائے نہ برگِ یاسمن بر
کمھلائے کہین نہ وہ گلِ تر

غنچہ نہ چٹک کے پھول ہو جائے
نیرنگِ چمن کو طول ہو جائے

ہو سُرخ نہ گل کی شکلِ دلان
تا چاک نہ چاک ہو گریبان

شبنم سی نہ آبرو کو کھوئے
اشکِ خجلت نہ مُنہ کو دھوئے

شمعِ خلوت نہ گُل فشان ہو
گویا پروانہ کی زبان ہو

ہم بسترِ خواب ہو نہ سبزہ
کھِل جائے نہ کچھ نیا شگوفہ

ہر دم کی خلش نہ خار ہو جائے
گلچین نہ گلے کا ہار ہو جائے

ایسا نہ ہو جیسے یاسمن کی
کلیان کھِل جائین پیرہن کی

ہون بلبل و گل کہین نہ ہمخواب
پیدا فتنہ کے ہون نہ اسباب

ہو جائے وہ گلبدن نہ داغی
پروانہ لے شمع سے چراغی

ڈر ہے کہ صبا نہ لے اُڑے راز
فتنہ ہے یہہ ایک فتنہ پرداز

اس مُشک کی بو کہین نہ مہکے
یہہ بلبلِ خوش نوا نہ چہکے

شبنم نہ ہو نذرِ پرتوِ خور
بیدحا جائے کہین نہ وہ دُر

لالے پہ کہین نہ اب پڑے اوس
گُل کا نہ کہین ہو خار پابوس

مل دل کے کہین وہ شوخ گلرو
باسی پھولون کی دے نہ خوشبو

آئے نہ کسوفِ شمس مین ماہ
اندھا نہ کرے یہہ بادلی چاہ

برسے نہ صدف پہ ابرِ نیسان
قابض نہ پری پہ ہو پری خوان

ہو اب نہ یہہ روسیاہی روشن
گُل ہو نہ کہین چراغِ گلشن

سوسن کی زبان نہ طعنہ زن ہو
پامالِ خزان نہ یہہ چمن ہو

کانون پہ رکھے نہ ہاتھ شمشاد
انگشت بلب ہو سروِ آزاد

نرگس کی نظر سے گر نہ جائے
شبّو نہ اب اُنگلیان اُٹھائے

جوئی نہ ہو محوِ عیب جوئی
چنپا سے ملے نہ زرد روئی

رسوا نہ ہزار ہو گلون مین
ہو گُل کی ہنسی نہ بلبلون مین

گلچین نہ بہارِ باغ لوٹے
غنچہ نہ یہہ سر بمہر لوٹے

مجکو یہہ خیال ہے کہ یہہ راز
بے پردہ نہ ہو بہ پردہ ساز

داغِ عصمت نہ ہو جوانی
قصہ نہ کہین ہو یہہ کہانی

اُڑتی سی خبر جو اُس نے پائی
آندھی کی طرح سے کی چڑھائی

شعلہ سی بھڑک بھڑک اُٹھی وہ
بجلی سی تڑپ تڑپ گئی وہ

گلشن مین گئی خزان کی صورت
دیکھا کہ وہ بت تھی غم کی مورت

محوِ حیرت نہ کچھہ پڑی تھی
بارہ دری کو بھی ششدری تھی

ہے رشک سے اب تو غیر حالت
دل سے ہے دعا بصد لجاجت

یارب اسی شکل باز دے یار
مرزا کے گلے کے ہون کبھی ہار

وہ غیرتِ صد چمن بر و دوش
عاشق کی نہین بہارِ آغوش

روزی ہو وہ شب کہ زلفِ پیچان	بازو پہ ہو سر بسر پریشان
وہ جان ہو ہمکنار تن سے	دل تازہ ہو نگہتِ بدن سے

چھٹی داستان

پوچھنا ملکۂ غیرتِ حور کا ملکۂ رشک پری سے سبب افسردگی وخاموشی کا اور جواب دینا ملکۂ رشک پری کا بھولے پن سے ناواقفیت کا اور دریافتِ حال کرنا ملکۂ غیرتِ حور کا سوسن خواص رازدار سے اور بیان کرنا سوسن کا اک حکایت فریب آمیز اور واپس جانا ملکۂ غیرتِ حور کا کوہِ قاف کو

کرنا ہے سکوتِ بت جو تحریر	سکتے میں قلم ہے شکلِ تصویر
پیش آئی ہے سرنوشتِ تقدیر	گم صورتِ بت ہوئی ہے تقریر
دیکھا رشکِ پری کو خاموش	تقریرِ قلم نے کی فراموش
پہنا ہے جو خامشی کا جامہ	ترشی ہوئی ہے زبانِ خامہ
تحریرِ حروف کا ہے جو یا	خامہ کی زبان نہین ہے گویا
خاموشی سے اسکی تنگ آکر	مادر نے کہا یہ طیش کھا کر
کیا ٹوٹی نصیبون پہ قیامت	کیا آئی ہے دشمنون کی شامت

کسواسطے ایسی سرنگون ہے
اس پردے مین کونسا فسون ہے

کمبخت کہین لبون کو وا کر
زانو سے ذرا جبین جدا کر

منہ پھیر مری طرف اُٹھا سر
کیون مُہرِ سکوت ہے لبون پر

کاکل کی طرح ہے کیون پریشان
کیون صورتِ آئینہ ہے حیران

رخ زرد ہے کیون ہے چشم نمناک
کل ہنستی تھی آج کیون ہے غمناک

کیون جوش پہ ہے سرشکباری
کیا غم ہوا ایسی جان طاری

چھوٹی ہوئی ہے جو رخ پہ مہتاب
کس شکل سے دل ہوا ہے سیماب

اُڑتی رخ پر ہوائیان ہین
ظاہر ہوتی بُرائیان ہین

پُرزے پُرزے ہے جیب و دامان
صد چاک ہوا ہے کیون گریبان

کعبہ رخ کو بنا دیا ہے
پردہ گیسو نے کیون کیا ہے

کس کی خاطر ہے سو پریشان
ڈالی الجھن مین کیون مری جان

گلبرگ سے تر جو تھے لبِ تر
کانٹے سے پڑے ہین خشک ہوکر

گالون پہ یہ چھائی ہے اُداسی
دو پھول گلاب کے ہین باسی

بکھرے بالون نے رخ چھپایا
مہتاب پر ابرِ غم ہے چھایا

کس زلف کے پیچ کا ہے پھندا
بھولی سب کام کاج دھندا

آنکھین ہین کہین تو دل کہین ہے
حیرت سے نظر سوئے زمین ہے

کیا کھو گیا سوچ مین ہے کس کے
گم عقل ہے ایسی محویت سے

آسیب ہے جن ہے یا پری ہے
جادو ہے جنون ہے خودسری ہے

بے طور ہوئے یہ طور پیدا
کردے نہ یہ بیخودی زلیخا

آئینۂ رخ ہوا ہے میلا سودے سے بنا ہے زلفِ لیلا
اے باؤلی چاہ مین نہ پڑنا پاداش ہے ایڑیان رگڑنا
تنگ آکے نہ جامے سے گزرنا حسرت پہ مری نگاہ کرنا
حالت غم سے ہوئی ردی ہے دیکھین قسمت مین کیا بدی ہے
پڑتا ہی نہین پری پہ سایا کھلتا نہین بھید یہ خدایا
اس روزِ سیہ کے خوف نے تھا مبتلا مجھے وہم کا بنایا
بو گل کی نہ تھی کبھی سونگھاتی بلبل کو کبھی نہ تھی سناتی
قمری کی دکھاتی تھی نہ صورت پہناتی نہ ڈر سے طوقِ منت
گلشن مین جو بہر سیر جاتی صرصر کی طرح اڑا کے لاتی
سوسن نے نہ سحر کر دیا ہو چپکے سے نہ ہمزبان کیا ہو
نرگس کی نہ بد نظر لگی ہو شبنم کی طرح مٹے نہ رو رو
شہنائی بجا رہی تھی شبو سنتے سے نہ اس کے گل کھلا ہو
پرسش مین بہت کی گرمجوشی پایا نہ جواب جز خموشی
مان اس کی جو تھی عقیل و ہشیار اس فن مین کمال تجربہ کار
سمجھی کہ یہ عشق کے ہین نیرنگ لب خشک پڑے ہین زرد ہے رنگ
آنسو کہ جوابِ ہر سخن ہین گویا عوضِ لب و دہن ہین
حق حافظِ حرمتِ بشر ہے ناموس مین عشق رخنہ گر ہے
اس کلمہ سے پیچ و تاب کھا کر اس رشک پری نے تلملا کر
پاسخ یہ دیا مین غم کی ماری کیا جانون ہے کیا جگر فگاری

کیا چیز ہے عاشقی کا سودا — لیلا بنی کس طرح زلیخا
اے مادرِ مہربان خدارا — طعنون کا نہین جگر کو یارا
پاکر یہہ جواب غیرتِ حور — کہنے لگی خوب چشمِ بد دور
کب عشق چھپائے سے چھپا ہے — شب رُو کا سراغ نقشِ پا ہے
سوچی دل مین کہ غیرتِ حور — پوشیدگی ظاہرا ہے منظور
جھنجلا کے خواصون پر نظر کی — فرمایا کہ خیر تمنے شر کی
چپ دیکھہ رہی ہو کیا بنی ہے — خاموشی تمہاری دشمنی ہے
سوسن کہ خواص رازدان تھی — ہم عمر تھی اور ہمزبان تھی
بلوا کر اُسے بہ صد بہانہ — منگوا کے دکھا کے تازیانہ
بہلا کے کبھی کبھی ڈرا کر — فرمایا قریب اُسے بُلا کر
سچ کہہ کیا رازِ دلبری ہی — اس شیشہ مین کونسی پری ہی
تھرّا کے لرز کے خوف کھا کر — کی عرض ادب سے سر جُھکا کر
دون وجہ بتا غمِ نہان کی — پاؤن جو امان اپنی جان کی
غارتگرِ روز لیلئے شب — سرمہ کشِ طور جلوۂ رب
کھولے ہوئے کاکلِ سیہ فام — صبحِ رخ کو کیے ہوئے شام
شانون پہ پڑے دراز گیسو — اور تا بہ کمر وہ عنبرین مو
رکھے ہوئے تاجِ ماہ سر پر — پہنے ہوئے زیورِ منوّر
انجم کی چُنے جبین پر افشان — رخ شعلۂ نور سے فروغان
پہنے ہوئے حُلّۂ مکلّل — ڈالے ہوئے کہکشان کی ہیکل

اوڑھے ہوئے سر سے چادرِ نور
سرتا بہ قدم بنی ہوئی طور

زہرہ کا لیے چراغ بر کف
ہمراہ لیے نجوم کی صف

گلزار مین مسکراتی آئی
شبنم کے گہر لٹاتی آئی

اُس شب (کہ تھی غیرتِ شبِ قدر)
اک ناز سے تھی وہ رَوکشِ بدر

مہتاب مین ہر روش خرامان
پامال چمن چمن خیابان

تلوون مین نہ تھی حنا کی لالی
سبزے کا تھا خونِ پایمالی

کرتی ہوئی سیر ہر چمن مین
آئی وہ نگار انجمن مین

اک شمع نئی ہوئی تھی روشن
پرتو سے چمک رہا تھا گلشن

پروانے ہزار گر رہے تھے
اُس شمع کے گرد پھر رہے تھے

پروانون مین تھی پری بھی شامل
جان بازون کے مشغلہ مین شاغل

کرتی تھی وہ شمع رو نظارا
اُن سوختہ دل جلے ہوؤن کا

پروانہ تھا اُن مین ایک خوش رنگ
تھی شکل پر اُس کی انجمن دنگ

بے مثل یگانہ اور یکتا
تھا شمع کی جان وہ پتنگا

بیتاب تھا بے قرار بیچین
تھی شمع کی اُس سے زینت و زین

بیباک تھا اپنی خودسری سے
فی الفور لپٹ گیا پری سے

شفاف و صفا وہ لوحِ سینہ
پروانہ تھا اُس پہ یا نگینہ

جادو تھا کہ سحر یا فسون تھا
آسیب تھا عشق یا جنون تھا

آتا نہین کچھ سمجھ مین کیا تھا
کیا جانیے کون سی بلا تھا

گرتے ہی کیا پری کو بیہوش
اُٹھتے ہی ہوئی وہ شمع خاموش

اب شمع صفت پگھل رہی ہے
پروانہ کی شکل جل رہی ہے

کھلتا نہین کس مین مبتلا ہے
سایہ ہے نظر ہے بد دعا ہے

یا سہم گئی ہے ڈر کے دلبر
کچھ دل ہی بگڑ گیا دہل کر

اس مین نہین کچھ غلط بیانی
سن لیجیئے اور کی زبانی

لین تو ہون حضور کی خطاوار
جو دیجیئے سزا وہ ہے سزاوار

سنکر یہہ فسانہ غیرتِ حور
پردے کی نظر سے ہو کے مجبور

کچھ سوچ سمجھ کے دل مین دانا
کہ قاف کو ہو گئی روانا

ساتوین داستان

شرارت آمیز گفتگو سوسن کی ملکۂ رشک پری سے درباب سیر بوستان اور ملکۂ رشک پری کا جلکر کوسنا گلشن کو صدمۂ ہجر دلدار مین

گلشن کو جو کوسنا ہے منظور
خامہ کی زبان زبانِ رنجور

قینچی سی ورق پہ چل گئی ہے
کیا کیا نئے گل کتر رہی ہے

ہر حرف کی دھجیان اڑائین
ہر لفظ کی ردّیان بنا دین

مضمون کے وہ لیے ہین لتّے
اڑتے ہین جیسے خزان کے پتے

گلچین کا الم تو گل کا غم ہے
خامہ کی زبان یہان قلم ہے

سوسن نے کہا پری سے خوش ہو
کیون کرتی ہو اب ملول دل کو

قصّہ وہ فریب کا نکالا
سر پر سے اجل کو ہنسکے ٹالا

منہ مین نرگس کے خاک ڈالو
حرمت نہ کی آپ کی مری جان
ہان دورِ شرابِ ناب ہو پھر
گلشن کی چلو بہار لوٹین
نرگس کی نظر کا خار ہون پھر
پھر سونگھین چلو گُل و ریاحین
دیکھین کوئی رنگ اور جہان کا
ہے لطف اسی مین زندگی کا
دنیا مین بہت پری بشر ہین
جُھنجلا کے کہا پری نے کمبخت
خوش آتی نہین یہہ خوش بیانی
شوخی پہ تری غضب خدا کا
پروے مین گلون کے آبلون کو
جھاڑو پھر جائے اس چمن مین
صرصر کے کچھ ایسا پیچ مین آئے
لالے کے لگاؤن مُنہ کو لوکا
سبزہ ہو جائے وقفِ پامال
بجلی گُل کی گرے ہنسی پر
گلشن مین پڑے کہین تباہی

سوسن کی زبان کو دعا دو
اُٹھو چلو پھر نکالین ارمان
تسکینِ دلِ کباب ہو پھر
آزاد ہون قیدِ غم سے چھوٹین
رشکِ گلِ نو بہار ہون پھر
ڈھونڈین کوئی اور تازہ گلچین
اُلٹین ورق اور بوستان کا
درمان ہو جدید ماندگی کا
اکثر ہوئے ایسے خیر و شر ہین
تیرا سا کہان سے لاؤن دل سخت
بدبخت یہہ تیری بدزبانی
غم پاس نہ تیرے ہو کے نکلا
دکھلاتی ہے حیف دل جلون کو
خاک اُڑنے لگے اس انجمن مین
پتّا پتّا چمن کا پتّائے
بیدِ مجنون کو بھی ہو سوکھا
یارب کہین سرو کی کھنچے کھال
غنچہ کا لاہو چاندنی کا دادر
سینہ جھلکین بھاڑ مین الہی

ہر شاخ شگوفہ کی قلم ہو — روزِ فردا کا دورِ غم ہو
اُلجھے یارب یہہ عشقِ پیچان — سنبل ہو جائے مو پریشان
بیل اسکی منڈھے نہ چڑھنے پائے — انگور کی تاک جھانک جائے
اس آبلہ شکل سے ہو ن جلتی — بگڑے خالق یہہ چڑھ کے بھٹی
مہندی کی روش نے خون رُلایا — رنگ اس کا نہ اب جمے خدایا
سوسن کی زبان جڑ سے کٹ جائے — بدگو غیبت کا اپنی پھل پائے
آنکھین نرگس کی پھوٹ جائین — چھلکے گلچین کے چھوٹ جائین
صبر ایسا پڑے گلون کی جان پر — پھکتے رہین تربتِ بتان پر
اُڑ جائے چمن سے نامِ بلبل — مٹ جائے کہین یہہ قصۂ گل
جائے گل کاش خار نکلے — کچھ تو دل کا بخار نکلے
قمری پہ خدا کرے یہہ بیداد — پیوند زمین ہو سروِ آزاد
بپت پڑے گھر مین بلبلون کے — جھلسا لگے مُنہ کو ان گلون کے
چولھے مین پڑین یہ خاک بنیاد — شمشاد ہو یا کہ سروِ آزاد
کیڑے پڑ جائین ہر ثمر مین — باندھا لگے ایک ایک شجر مین
گلشن مین الٰہی آگ لگ جائے — جل جل کے یہہ گل چراغ کہلائے
مرغانِ چمن ملال ہو جائین — مر مر کے یہہ پائمال ہو جائین
آنسو کی طرح ٹپک ٹپک کر — شبنم اُڑ جائے سر پٹک کر
مردم کی نظر سے ہو سکھ نہان — چشمہ ہو جائے آبِ حیوان
پھل پھول کے بار بار ہو جائین — اِنسان کی نظر مین خار ہو جائین

اے چرخ ستم کر ایسا ایجاد	گلزار کی خاک تک ہو برباد
دامِ صیاد کو رسا کر	بلبل کو قفس سے آشنا کر
غنچہ کا دہن ہو پُر زِ بیداد	سوسن کی زبان پر ہو فریاد
گُل شمع ہو بعدِ روسیاہی	شمعِ مدفن بنے الٰہی
اُجڑے گلشن یہہ نام مٹ جائے	دشت ویران یہہ باغ کہلائے
گلزار وہ انقلاب کھائے	دستِ گلچین مین خاک آئے
پلٹے وہ خزان اس انجمن مین	آئے نہ بہار پھر چمن مین

آٹھوین داستان

روانہ ہونا شاہزادۂ ماہ رخ کا طرف ماچین کے اور پہنچنا باغ ملکۂ مہر انگیز مین عاشق ہونا ملکۂ مہر انگیز اور دلارام خواص کا شاہزادہ پر دیوانہ بننا شاہ زادہ کا اور راز ظاہر کرنا دلارام پر پھر روانہ ہونا شاہزادی کا طرف ملک واقاف کو واسطے انکشاف حال کے

ہان خامۂ گلفشان روان ہو	یہہ دشتِ نمونۂ جنان ہو
چلنے مین ہے ہمتِ قلم پست	صفحہ ہے کہ وادیٔ کفِ دست
خامہ سے جو کی شگوفہ کاری	صحرا مین ہے موسمِ بہاری
راہِ مقصود پیشِ پا ہے	یون پائے قلم روان ہوا ہے

وہ رونقِ کارگاہِ ہستی | اوج و شرفِ بلند و پستی
وہ عشق کا مبتلائے آلام | شہزادہ ماہ رخ گل اندام
وہ بادیہ گردِ رہ نوردی | آگے کو بڑھا بپائے مردی
راہی ہوا راہِ شوق میں تیز | تھا روزِ فراق اس کا شبدیز
اک بت نے تھے لیے دل و جان | قالب چلتا تھا بیدل و جان
رہرو تھا طریق بے کسی میں | رہبر ہوا شوق بے بسی میں
کٹنے میں پہاڑ تھا بیابان | رشکِ کفِ دست تھا وہ میدان
کھانا وہاں داغ تھا جگر کا | پینے کو وہاں تھا آب زہرا
تھا کھا کے وہ زخمِ دل تھا جیتا | پانی کرکے لہو تھا پیتا
سرگشتگی سے بگولہ آسا | چکر میں وہ راہ کے پڑا تھا
آزار اٹھا کے سو طرح کا | جنگل چل پھر کے اس نے کاٹا
طے کرکے وہ وادیِ بلاخیز | پہنچا بسوادِ مہر انگیز
آیا جو قریبِ شہر دیکھا | اک قلعہ نیا نیا تماشا
ہر کنگرہ آدمی کی صورت | ہر چہرہ سے آئینہ کدورت
سر دیکھ کے بھائیوں کو رویا | قسمت کی برائیوں کو رویا
رو رو کے ہوا وہ داخلِ شہر | لائی اسے چشمِ تر لبِ نہر
اس پانی میں گردِ رہ بہائی | یوں نہر کی آبرو بڑھائی
دن بھر تو پھرا کیا وہ ناکام | پہنچا اک کوچہ میں سرِ شام
سوچا کہ شب اس طرح بسر ہو | تا صبح بلا نہ کوئی سر ہو

اک پیر سے ہو گئی ملاقات گھر میں اُسے لا کے کی مدارات
باتوں سے غنیمہ زوجہ پیر اولاد کی فکر سے تھی دلگیر
شہزادہ سے بولی ہو کے خورسند مادر مجھے گر کہے تو فرزند
آنکھوں میں عزیز ہو تو اگر پتلی سا تو روبرو پھرا کر
رونق گھر بار کی مرے ہو زینت دلِ زار کی مرے ہو
پردیس میں بسکہ تھا وہ مجبور ناچار کیا یہہ قول منظور
آخر وہ گلِ شگفتہ خندان رہنے لگا جیسے دل میں ارمان
کرتا پھرتا تھا سیر دن بھر اُس شہر کی مثلِ مہر انور
تارے گنتا تھا شب کو گھر میں وہ ماہ محبتِ قمر میں
سودا جو تھا خلط آب و گِل میں آیا یہہ خیال اُس کے دل میں
ایوانِ سکندری کو دیکھو دیوانہ کی خودسری تو دیکھو
نکلا گھر سے جو حوصلہ سا اقبال سا پیشِ قلعہ آیا
چاروں طرف اک نظر سے دیکھا پرکار کی شکل پھر کے دیکھا
دیکھی جو نہ راہ کی کوئی شکل کھوئے گئے ہوش گم ہوئی عقل
چشمہ آنکھوں نے اک دکھایا آنسو کی طرح اُمنڈ رہا تھا
وسانہ ہ کا دافعِ کدورت لبریز تھا جام مے کی صورت
ہر گل کو تھی دل سے چاہ اُس کی گلشن سے تھی رسم و راہ اُس کی
سوچا ہے تلاش راہ بیکار اس فکر میں ہو عبث گرفتار
یہہ نہر جو اشک سی بہی ہے اک سہل طریقِ رہروی ہے

غوطے یمِ فکر مین نہ کھاؤ | غوطہ اسی نہر مین لگاؤ
تشنہ سا کنارِ نہر آیا | ملبوس کو میل سا اُتارا
پوشاک نے جب کیا کنارا | پردے کو تھا پاٹ کا سہارا
موتی سا تن آب مین نہایا | پانی نے حباب سا بہایا
لہرین موجون کے ساتھ لیکر | پہنچا گلشن مین وہ گلِ تر
اک سو بیخ مین اُس نے سرو دیکھا | اک وجد مین وان تدرو دیکھا
پتون سے قمر کا نور چھن کر | گرتا تھا صحیفۂ چمن پر
فراشِ جنان نے یا خدایا | کمخواب کا فرش تھا بچھایا
لالہ پہ تھی شبنمِ مقطّر | یاقوت پہ یا جڑے تھے گوہر
جگنو نہ تھے نہر کے کنارے | چھٹکے ہوئے تھے زمین پہ تارے
نزہت پہ چمن کی ہو کے شیدا | طاؤسِ خیال ناچتا تھا
نظارہ ہوا تھا محوِ بیحس | چشمِ بینا تھی چشمِ نرگس
کیونکر ہو بیانِ وصفِ گلشن | منہ مین ہے مرے زبانِ سوسن
بوٹا سا وہ غیرتِ صنوبر | وہ سروِ روان نہال ہوکر
گلگشت مین تھا چمن چمن کی | تھی گُل کو تلاش گلبدن کی
کہتا بزبانِ مہرِ آمیز | قاتل ہے کہان وہ مہر انگیز
دیکھا تو مکان نگین کو دیکھو | انگشتری کے نگین کو دیکھو
کاہش لیے خواہشِ نہان کی | کرتا ہوا سیر بوستان کی
پہنچا ایوان کے جب برابر | اک برج مین دیکھا ماہ پیکر

عیشِ دل و راحتِ نظارہ
اقبال کی با جبین کا تارا

حسنِ رخ کا یہ پرتو اتھا
ہر پایہ ستون تھا روشنی کا

اللہ رے حسن کا اوجالا
ہر حلقۂ در بنا تھا ہالا

دل کر دیا نذر اک نظر مین
اک درد لیا نیا جگر مین

اُس مہر کا ماہ کرکے دیدار
دن کی صورت پھرا گرفتار

چھپ چھپ کے نظر بچا بچا کے
آہستہ قدم بڑھا یا آگے

دیکھا لبِ نہر کنجِ اشجار
آرایشِ نہر حسنِ گلزار

غنچہ مین بہار سا گیا وہ
اک نخل پہ پھول سا چڑھا وہ

پتّون مین چھپا ثمر کی صورت
پیدا نہ ہو تا کہ شر کی صورت

دلبر تھی خواص ایک کم سن
ڈر جانے کی عمر خوف کے دن

جامِ زر زین لیے وہ دلجو
پانی لینے گئی لبِ جو

سایہ پانی مین ایک دیکھا
لہرین لہرون مین لے رہا تھا

پانی مین تھا آدمی کا سایا
دلبر کے لیے پری کا سایا

چشمہ سے وہ خالی ہاتھ پھر آئی
پانی آنکھون مین ڈر کے بھر لائی

رفتار کی پائی جو نئی چال
پوچھی ہر اک نے صورتِ حال

گھبرائین خواصین دیکھ کر یان
زلفون کی طرح ہوئین پریشان

چھاتی سے لگا لیا کسی نے
رخ پر بوسہ دیا کسی نے

چمکارا کسی نے پیٹ ٹھونکی
دیتی تھی اوسے دلاسا کوئی

گیسو جو پڑے ہوئے تھے رخ پر
کرتی کوئی شوخ تھی برابر

گودی مین کوئی اُسے اُٹھاتی
آنکھون سے کسی نے پونچھے آنسو
پھولا ہوا اُس کا دیکھکر دم
صورت جو غشی نے کچھ دکھائی
کیوڑے کو گلاب مین ملایا
باہم کرنے لگین یہہ چرچا
لائی جب ہوش مین طبیعت
بولی دلبر سے مہر انگیز
کیسا تھا یہہ غش کہا کہ ہیبت
نیرنگ قضا عجیب لائی
چشمے مین کوئی سما گیا ہے
مچھلی کی طرح ہے بیقراری
شعلہ کی طرح سے ہے بھڑکتا
زاید نہین عرض کی ضرورت
میرا ہی سا اُس کا حال ہوگا
دیکھے دلبر کے جب یہہ نیرنگ
رعنا سے کہا کہ جا خبر لا
اک دم مین گئی وہ اور آئی
پانی مین ہے عکس آدمی زاد

تھی اوڑھنی کو کوئی اُڑھاتی
چہرے سے کیا غبار یکسو
کرتی نا دِ علی کوئی دم
اک طاق سے شیشہ جا کے لائی
چھینٹے دیکر اُسے پلایا
چشمے کا بدل گیا ہے نقشا
شہزادی سے عرض کی حقیقت
سامان ہو گیا یہہ وحشت انگیز
پوچھا کہ سبب کہا کہ دہشت
اِن آنکھون سے اپنے دیکھ آئی
ہمزاد کوئی نہا رہا ہے
اک دم مین اُسے ہزار باری
آئینہ ہے آب مین جھلکتا
دیکھے کوئی جا کے اُس کی صورت
جینا اُس کو وبال ہوگا
حیرت سے وہ شوخ ہو گئی دنگ
پالی کیسا یہہ رنگ لایا
یہہ شستہ زبان زبان پہ لائی
صورت مین بشر وہ ہے پریزاد

یہہ سن کے طبیعت اُس کی لہرائی
اُس شکل کے دیکھنے کو للچائی

انداز سے پھر اُٹھا کے دامان
مشتاق اُٹھی چلی خرامان

تھے چاہ کے دان جو کچھ اشارے
پہنچا دیا شوق نے کنارے

دیکھی جو مجسم اپنی تقدیر
آبی شیشہ مین شکل تصویر

گھبرا کے کہا کہین خدایا
ہمزاد کا سیر ہے ہو نہ سایا

چمکا مری نہر کا ستارا
پانی دیکھو بنا ہے تارا

یا مردم چشم نہر کا ہے
طرفہ گل نیلو فر کھلا ہے

ہوتا یہی ظاہرا ہے روشن
پانی مین ہے برق پرتو افگن

کس مہر کا عکس یہہ پڑا ہے
کس چاند نے کھیت یہ کیا ہے

بیتابی دل سے ہو کے بیتاب
رعنا سے کہا بچشم پر آب

جس سرو کا یہہ پڑا ہے سایا
اُس سائے کے سرو کو ابھی لا

ایما کو سمجھ گئی وہ دانا
نکلی تبلاش سرو رعنا

ہر شاخ مین ڈھونڈتی تھی ہر سو
ہر پھول کی سونگھتی پھری بو

پتے پتے مین ڈھونڈ ڈالا
اُس پھول کو ڈھونڈ کر نکالا

اُس کنج شجر مین شکل بلبل
اُس غنچہ مین صورت زر گل

پوشیدہ پری بشر کو دیکھا
جلوہ گستر قمر کو دیکھا

اک ہاتھ مین اُس کا لے لیا ہاتھ
مجرم کی طرح سے لے چلی ساتھ

ایوان مین اُس کو لیکر آئی
اُس ماہ کو مہر پاس لائی

دیکھا تو جوان تھا سرو قامت
کافر تھی ہر اک ادا قیامت

رنگ اپنا جو مہر نے جمایا
وہ یہہ دلِ مہر مین سمایا

کہنے لگی دل مین چشمِ بد دور
صورت ہے کہ پڑھیے سورۂ نور

اک مہر سے بولی مہر انگیز
کیون حال ہے تیرا درد آمیز

حالت ہوئی تیری کیون دگرگون
کس شکل کا تو بنا ہے مجنون

سودائی ہے کس حسین شئے کا
ہے نشہ یہہ کس طرح کی مئے کا

کس قطع کا دل فریفتہ ہے
کس وضع کی جان شیفتہ ہے

کس سر کی بلا ہوئی ترے سر
کس زلف کے پیچ سے ہے مضطر

دیوار کو در کو تک رہا ہے
اک ایک حسین کو گھورتا ہے

ہشیار ہو کچھ تو منہ سے بولو
کیا قصد ہے خیر سے کہو تو

کیونکر آئے ہو راہ پا کے
ہاتھون سے جنون کے یا قضا کے

اب دستِ جنون سے بچکے سمجھو
پنجے مین قضا کے پھنس گئے ہو

کیا کام یہان ہے تیرا خود کام
کیا نام ہے کچھ نشان دے گمنام

یہہ سُن کے وہ سوختہ دل مین جانکاہ
بچنے کی نکالیے کوئی راہ

دانائی نے کی جو غمگساری
دیوانہ بنا بہ ہوشیاری

کرنے لگا وحشیانہ تقریر
کہنے لگا دل مین ہنسکے دلگیر

سُنیے مرے دل کی حالتِ زار
سودے کا ہے نقدِ دل خریدار

عنقا سے لڑی نظر ہماری
رہتی ہے ہما کی یادگاری

دیکھا ہے مین کیا کہون کہ کیا کیا
آنکھون مین تماشا پتلیون کا

اشیا کا ذخیرہ مہربان ہے
یہہ حسن فروش کی دوکان ہے

ہے جنبشِ لب کا مجھکو آزار / تصویر کی خامشی ہے درکار
لونڈی کی بھی ہے مجھے ضرورت / گر تم مین ہو کوئی خوب صورت
تقریر کرو نہ اس مین تحریر / باتین کرتی ہوئی ہو تصویر
سودا اکرو نقد دام لے لو / جو تم مین حسین شئے ہو دیدو
اُس گل کی تھی اک خواص گلفام / آرامِ دل و جگر دلارام
بولی کہ سُن اے مری دلارام / دیوانہ ہے میرے دل کا آرام
پیارا ہی مرے دل کا ہے یہ پیارا / آنکھون کا سمجھکر اُس کو تارا
پھولون کی طرح اُلٹ پلٹ کر / رکھنا اسے صورتِ گلِ تر
مہمان ہے ہدیۂ خدا ہے / مجبور ہے رحم کی یہہ جا ہے
شکوہ نہ شکایتِ جفا ہے / پابند وفا نہ بیوفا ہے
دیوانہ ہے سراسرِ آزار / قمری کی طرح سے رکھ اسے یار
مجنون ہے کرے جو یادِ لیلا / شیرین صفتی سے دے دلاسا
فرہاد صفت نہ تیشہ کھائے / جانِ شیرین نہ یہہ گنوائے
دیوانون کے طور پر نظر بند / رکھنا اسے گھر مین بند در بند
قسمت سے جنون کے بہانے / قید اُس کو کیا کھُلے خزانے
تھی موجِ ہوائے شوقِ زنجیر / خمیازۂ کاکلِ گرہ گیر
پیوستہ بجائے طوقِ آہن / تھا حلقۂ زلفِ طوقِ گردن
بیڑی گردابِ بحرِ اُلفت / جاگیرِ وثیقۂ محبت
آسان ہوئی سختیِ اسیری / ہتکڑیون نے کی جو دستگیری

مہمان تھا نیا نیا تھا سامان — تھا بند مین جسم درد مین جان
شورش کے خیالِ پُر خطر سے — پابند تھا قید کی نظر سے
اُلجھن مین یہہ پڑ گئی تھی اُلجھن — پائے رفتن نہ جائے ماندن
وان فکر رہائی مین وہ بیچند — اندھون کی طرح رہا نظر بند
ہاتھ اک تہہ سنگ اک گلو گیر — اک پاؤن بگل تھا اک بہ زنجیر
تکلیف سہی پڑی اُٹھائی — سختی جھیلی کڑی اُٹھائی
زندان مین رہا وہ شاد ہوکر — زنجیر کا خانہ زاد ہوکر
تھا مہر کے بس مین بیبسی سے — رہنے لگا ماہ بیکسی سے
پیدا ہوئی صورتِ رہائی — قسمت سے نصیب نے بنائی
شہزادے کی زلفِ دام در دام — دامِ دلِ مضطرِ دلارام
آخر ہوئی صبر کی رفاقت — باقی رہی ضبط کی نہ طاقت
کہنے لگی ماہ رخ سے گلفام — مین تیری ہون تو میرا دلآرام
وارفتہ کیا ترے جنون نے — سرگشتہ کیا ترے فسون نے
میرا دلِ مبتلا تری عقل — جاتے رہے دونون صبر کی شکل
خواہش سے جگہ جو دل مین پاؤن — مانندِ زمانہ رنگ لاؤن
جیتون مین فلک کی شکل بازی — قسمت سے کرون مین کارسازی
تقدیر یون ہی ہوئی ہے جاری — مین دل کی طرح سے قول ہاری
سمجھا شہزادہ گل اندام — عاشق ہوئی یہہ خواصِ خودکام
حیلہ ہے نہ ہے زمانہ سازی — کھلتا ہے یہہ رنگ عشقبازی

باتون سے ہے بوے داغ پیدا — جلتا ہے دلِ کباب شیدا
موقع یہہ عجب نہین کہ پاے — صورت بگڑی ہوئی بناے
بولا کہ سن اے خواصِ دانا — کہنا ترا دل سے ہین نے مانا
گردن سے جو بندِ دام نکلے — ارمان کے ساتھ کام نکلے
ہشیارون کی گفتگو جو پائی — خوش خوش یہہ سخن زبان پہ لائی
اے بار خدا ہے شکر تیرا — مجنون نہین ہے قیس میرا
مہرخ سے کہا سن اے گل تر — لونڈی ہون تری کنیز بے زر
آنکھون سے اگر اشارہ پاؤن — تارے ہین فلک کے توڑ لاؤن
مہرخ نے کہا سن اے دلارام — شہزادہ عجم کا ہون مین ناکام
مقتول ہوئے ہین میرے بھائی — ہے خواہشِ انتقام لائی
کیسا ہے سوال مہر انگیز — کیا اُس کا جواب ہے دل آویز
سنکر یہہ کلامِ وحشت انجام — تشویش زدہ ہوئی دلارام
اک سوچ مین سرنگون ہوئی وہ — گم ایسی ہوئی کہ کھو گئی وہ
پھر دل کو سنبہال کر بمشکل — بولی کہ کدھر گیا ترا دل
کس غم مین ہوا ہے مبتلا تو — کس خام خیال مین پڑا تو
درپیش ہے ہفت خوانِ رستم — ہے جان کے جانے کا مجھے غم
سرگشتہ پھرے گا قاف تا قاف — جانا تجھے ہوگا ملکِ واقاف
عقدہ یہہ وہان کھلیگا جاکر — اس عزم سے باز آ تو بہتر
مت جانِ عزیز کو گنوا تو — آفت مین نہ آپ کو پھنسا تو

اس راہ کی وہ کڑی ہے منزل ۔ در پیش ہے وہم کو بھی مشکل
وان جل کے دہوان ہوا ہے بادل ۔ وان پائے خیال ہو گئے شل
پستی مین فلک زمین وہان ہے ۔ سختی مین زمین آسمان ہے
وان فکر کو بھی نہین رسائی ۔ جا کر نہ کبھی نظر پھر آئی
آفت کا قنات ہے اندہیرا ۔ ظلمات کا مات ہے اندہیرا
ظلمت کے وہین پڑے ہین ڈیرے ۔ وان خضر کے بھی ہوئے نہ پھیرے
آفات کے وان گڑے ہین جھنڈے ۔ عاہات کے بج رہے ہین ڈنکے
دیکھا نہین وان ہوا کو چلتے ۔ ہین موج ہوا کے بل نکلتے
شیرون کی وہان چلی نہ شیری ۔ دل باختہ ہے وہان دلیری
ویران کرو خانۂ سلاسل ۔ آباد کرو یہہ خانۂ دل
حاضر ہے یہان جو ہو ضرورت ۔ پوشیدہ رہو نگہہ کی صورت
کھلنے کا نہین کسی پہ یہہ راز ۔ سوسن بھی یہان نہین ہے غماز
بیخوف رہو ضرر نہ ہوگا ۔ اندیشہ کا یان خطر نہ ہوگا
ضامن ہون کسیکا ڈر نہین ہے ۔ یان وہم کا بھی گذر نہین ہے
خواہش یہی جستجو یہی ہے ۔ حسرت یہی آرزو یہی ہے
ہر شب تو بغل مین اے قمر ہو ۔ کس عیش سے زندگی بسر ہو
مہرخ نے دیا جواب ہنسکر ۔ ہوتے نہین پختہ کار مضطر
انسان اگر نہ ہو ہراسان ۔ دشوار ہو سہل مشکل آسان
شامت سے نہ آئین گر برے دن ۔ ممکن ہے کہ ہو محال ممکن

کاکل کی زکات ہے اندھیرا
عاشق کی برات ہے اندھیرا

ہمت سے کمر جو کس کے باندھون
گردون کے ابھی دھوین اڑادون

سو قوت اگر رہے تو بہتر
ارمان ترے دل کا واپسی پر

تشویش مین لطفِ وصل کیا ہے
وصل پس ہجر کا مزا ہے

گو آج مین ہوش سا ہون جاتا
تقدیر سا کل پلٹ ہون آتا

بولی وہ خواص خیر جاؤ
پر غم کی طرح قسم بھی کھاؤ

خواہش رہی جو کہ اب ادھوری
ہنگامِ مراجعت ہو پوری

مہرخ نے کہا کہ بے تامل
بیتاب نہ ہو تو شکلِ بلبل

سو گنہ ہوا نہین کہ کہاؤن
مین وقت نہین کہ پھر نہ آؤن

سنکر یہہ کلام ہوکے دلشاد
اُس گل نے کیا وہ سروِ آزاد

شہزادہ نے جب قدم اُٹھایا
غش صبر کے بدلے اُسکو آیا

زنجیر سے کہہ کے خانہ آباد
زندان سے چلا وہ خانہ برباد

گلچین کی طرح سے شاد گلرو
نکلا گلشن سے صورتِ بو

ماچین سے اُٹھا جو آب و دانہ
اک سمت کو ہو گیا روانہ

یا قسمت و یا نصیب کہکر
راضی برضائے یار رہکر

نوین داستان

بیقراری ملکہ رشک پری کی ہجر محبوب مین اور نامہ لکھنا اُسکا ماہ رخ کو اور روانہ ہونا سوسن کا قاصد بنکر تبلاش شاہزادہ

ہان اے مرے غم نگار خامہ — پُر درد و رقم ہو درد نامہ

مضمونِ جدید ہون قلم بند — اہلِ قلم جہان ہون دم بند

کلکِ خونبار سینہ بریان — ہو دردِ فراق سے جو گریان

لعل و یاقوت ہون دُرِ اشک — کھائین عدن و یمن بہم رشک

ہان خامہ سینہ شق ہو تحریر — احوالِ جگر فگار و دلگیر

وہ آتشِ ہجر کی سمندر — بحرِ غم و درد کی شناور

وہ ماہیِ آبِ خنجرِ غم — بے آب وہ ماہیِ لبِ یم

وہ دردکشِ فراقِ محبوب — وہ باختہ دل حواس مسلوب

وہ دلبرِ دلربائے مفتون — وہ لیلیِ دلنوازِ مجنون

وہ یوسفِ چاہِ غم زلیخا — یعنے رشکِ پریِ شیدا

وہ رشکِ مہِ دوہفتہ طلعت — کاہش سے ہوی ہلال صورت

ازبسکہ جنون کی ابتدا تھی — نامحرم محرم و ردا بھی

سر پاؤن سے تھا نہ کچھ سروکار — آزار سے خوش خوشی سے بیزار

بے ساز نوا تھی بے سروبرگ — کرتی تھی مدام دعوتِ مرگ

بے صبر تھی بے قرار بسمل — بیتاب تھی بدحواس بیدل

ناجنس کی دل مین تھی محبت — ہمجنس سے ہوگئی تھی نفرت

اک زلف سے سلسلہ ملا تھا — زنجیر کا اُس کو حوصلا تھا

ہالہ فگن گلو بھی تھی چاہ — تھی حلقہ بگوشِ طوق وہ ماہ

آنسو صفتِ قضا تھے جاری — ہر آنکھ تھی ابرِ نو بہاری

وہ پھول سا رخ لیے تھا زردی — یاقوت سے لب تھے لاجوردی
تھی صورتِ چشم آپ بیمار — سرتا بہ قدم تھی شکلِ آزار
مانندِ کمر وہ کھو گئی تھی — خود اپنی قسم وہ ہو گئی تھی
خود جلتی وہ اور کو جلاتی — آہن کو تھی موم سا گلاتی
بیٹھی وہ اگر تو نقشِ پا تھی — پھر اُٹھنے کے نام سے خفا تھی
اک حشر کیا تو جا کر اُٹھی — طوفانِ بلا اُٹھا کر اُٹھی
کھاتی تھی غم و الم خوشی سے — یا اُس کو غم و الم تھے کھاتے
رہتی تھی لہو کے اشک پی کے — یا اشک لہو تھے اُس کا پیتے
طعنے سُنتی تھی سب کے خاموش — گویا کہ نہ رکھتی تھی لب و گوش
بے شور دہن تھا دل تھا پُرشور — زندہ تھی مگر وہ زندہ درگور
کہنا نہ کبھی کسی کا مانا — وہ اک طرف اک طرف زمانا
شکوہ زنداں سے تھی یہہ کرتی — میرے ہی لیے نہ کیا جگہہ تھی
وحشت سے کہا تو ہی خدارا — تکلیف کر اس قدر گوارا
جا کر بحضورِ عشقِ خودکام — پہنچا یہہ پسِ سلام پیغام
حضرت کی جو ہے کنیز جانسوز — اُس سوختہ جان کو ہر شب و روز
یہہ غم ہے یہہ رنج ہے یہہ افسوس — سامانِ جنوں ہوا نہ پابوس
ان پاؤں میں بیڑیاں نہ پڑنا — بے لطف ہے ایڑیاں رگڑنا
بیڑی زنجیر طوقِ آہن — پازیبِ جنوں ہے حسنِ گردن
بیڑی ہے نہ طوق ہے نہ زنجیر — پابندیِ رسم ہے گلوگیر

برگشتہ زمانہ کی طرح ہے
دنیا کی بھی کیا نئی طرح ہے

اُس جور نے (جو کہ تھا مرا کام)
میرا ہی تمام کر دیا کام

کیون ہوتے صنم ہین جور پیشہ
اک دن یہی دل یہی ہے تیشہ

بیکار ہے اب یہہ سب پس و پیش
شستِ پسِ جنگ و کلّۂ خویش

عبرت ہو بتان دل شکن کو
در پیش ہے چاہ چاہ کن کو

کس سے کہون آہ کیا ہے درپیش
قہرِ درویش و جانِ درویش

اک دل مرا اور یہہ دردِ بیحد
سنگ آمد و آہ سخت آمد

جیسا مرا دل ہوا ہے دشمن
من دانم و داند این دلِ من

نیرنگِ جنون یہہ رنگ لایا
نقشہ تصویر کا جمایا

مو بافت سے بال کچھ نکالے
پالے ہوئے آستین کے کالے

تارِ رگِ جان سے اُنکو باندھا
تصویر رسا مو قلم بنایا

کچھ رنگ کے واسطے جو چاہی
دیدی شبِ ہجر نے سیاہی

کچھ صبحِ فراق نے سفیدی
اُس ماہِ اسیرِ غم کو دیدی

درکار ہوا جو مشکِ اذفر
کہنے لگی دل مین شاد ہوکر

لیتی نہین کس لیے مین دل تنگ
رخسار سے خال خال سے رنگ

زردی کے لیے تھی جانفشانی
کام آیا وہ رنگِ زعفرانی

غش نے آکر فسون کیا کچھ
نیلِ لبِ نیلگون دیا کچھ

سرخی خونِ جگر کی لیکر
ہاتھون کو دعائے خیر دیکر

سرنامہ پہ کھینچی اپنی تصویر
ہم صورتِ سرنوشتِ تقدیر

یہہ حالتِ زار یون دکھائی — تصویر وہ آئینہ بنائی
تصویر کا وصف کیا رقم ہو — جب بالِ پری کا مو قلم ہو
گو تارِ نظر سے تھی مسلسل — پر کھائے ہوئے تھی نازکی بل
تصویر ہوئی جو کھنچکے تیار — نامہ یہہ لکھا باشکِ گلنار

نامہ

اے موجدِ طرزِ خودنمائی — وے ماہرِ رمزِ دلربائی
اے راحتِ جانِ خستہ حالان — آرامِ دلِ شکستہ حالان
اے باعثِ لطفِ زندگانی — سرمایۂ عیش و کامرانی
اے موجبِ ارجمندیِ دل — اے باعثِ سربلندیِ دل
امیدِ امیدوار تو ہے — صبرِ دلِ بے قرار تو ہے
ہے زخمِ دل و جگر کا پھاہا — مردم مری چشمِ منتظر کا
تو بادِ صبا مین غنچہ تر — تو نرخ و بہا مین لعل و گوہر
مین غنچہ دہان تو شوخ تقریر — مین شمعِ مرادِ دل تو گلگیر
تو رنگ و بہارِ آرزو ہے — تو دار و مدارِ جستجو ہے
گلچین تو مری بہار کا ہے — پتلا مری جانِ زار کا ہے
جو غم کہ ملا ہے میری جان کو — ملتا ہے زمین و آسمان کو
ہوتا یہہ دھوان سمٹ کے پانی — برباد تھی خاک کی کہانی
رخصت ہوئے صبر و تاب و طاقت — ہے ہے نہ خرد نے کی رفاقت
احباب بھی کر گئے کنارا — صحبت نہ ہوئی مری گوارا

برگشتہ ہوا مرا زمانہ — بیگانہ بنا جو تھا یگانہ
مادر نے پدر نے اقربا نے — سب نے چھوڑا انہین خدا نے
اس سوز و گداز متصل سے — جل جل کے یہہ کہتی ہون مین دل سے
بیدرد کہان کی دشمنی ہے — اب درد سے جان پر بنی ہے
کیا تجکو ملا بتا ستمگر — ناکردہ خطا مجھے پھنسا کر
پہلے تو کہا مرا نہ مانا — اُلفت کو بس ایک کھیل جانا
اب آپ کے کیون حواس مین گم — کھوئے گئے کس خیال مین تم
خودکردہ تمھارا پیش آیا — جو تمنے کیا دھرا تھا پایا
بس اتنے ہی مین یہہ چھکے چھوٹے — سمجھو نہ ابھی کہ ستے چھوٹے
جو غم کہ نصیبِ دشمنان ہے — جو درد محیط جسم و جان ہے
اعمال کی آپ کے جزا ہے — افعال کی آپ کے سزا ہے
ہر حلقۂ زلف اک کڑی ہے — زنجیر سی پاؤن مین پڑی ہے
پُرسش کہ مذاقِ ہر بشر ہے — نشتر بجراحتِ جگر ہے
دردِ دل مین بتاؤن کیونکر — داغِ دل مین دکھاؤن کیونکر
کس کس کو بتاؤن کیا ہوا ہے — کس کس سے کہون کہ عشق کیا ہے
باقی جو نہ رہتی ضبط کی تاب — جلکر کہتی بچشم پُر آب
کسواسطے مجھپہ یہہ جفا ہے — کس دین مین یہہ ستم روا ہے
اس طعنہ زنی پہ خاک ڈالو — پہلے مرے دل کو تو سنبھالو
کر خونِ جگر سے چشم نم مین — پڑھتی یہہ غزل ہون دمبدم مین

غزل

منہ مجھ سے چھپا مرے قمر کا — کالا ہو مُنہ اے خدا سحر کا
گر عشق اسی بلا کا ہے نام — حافظ ہے خدا دل و جگر کا
مشغول رکھا مجھے ہمیشہ — اللہ بھلا ہو چشمِ تر کا
اک آگ لگی ہے تن بدن مین — احسان ہے آہِ پُرشرر کا
ہے حاصلِ زندگی اگر موت — اے عشق نشان دے میرے گھر
مرزا کے سوا گذر نہ یارب — بتخانۂ دل مین ہو بشر کا
اے یار الٰہ چشمِ بد دور — پہلو مین بجائے دل ہے ناسور
زخمون سے بدن تمام انگار — داغون سے تمام جسم گلزار
آئینہ نمط ہمیشہ حیران — ہر وقت مثالِ بُو پریشان
قسمت مین نوشتہ تیرہ کامی — خلقت مین نہفتہ ناتمامی
خونِ نابِ سرشک و آہ سوزان — آرامِ نظر ہے راحتِ جان
ہے زندگی درد جاودانی — پائے نہ عدو یہہ زندگانی
الفت کا بھی کیا ستم ہے افسون — لیلیٰ کو بنا دیا ہے مجنون
گریہ نے یہہ معجزہ دکھایا — دریا مری آنکھ سے بہایا
خمیازۂ دید کھینچتی ہے — آشوب مین آنکھ آگئی ہے
مجروح دلی نہ کیون ہو بشاش — زخمون پہ ہے یہہ غزل نمک پاش

غزل

دل لے گیا کون دُزد جانی — غم دے گیا کون ناگہانی

زور و نپہ و فورِ ناتوانی | ہے جسم کو روح کی گرانی
آنکھون نے وہ کی سرشکباری | گزرا کئی بار سر سے پانی
ہو داغ کہ ہے جگر مین روشن | ہے حضرتِ عشق کی نشانی
شکوہ نہین گردشِ فلک سے | آنکھین ہین مری جفا کی بانی
ھڑرائے لگی ہے آنکھ جب سے | خواب آنکھون مین ہوگیا کہانی

پھر داغ جگر ہرا ہوا ہے | زخمون مین نمک بھرا ہوا ہے
جو غم مری جان نے سہے ہین | صدمے مرے دل پہ جو رہے ہین
اُن کا تجھے حال گر دکھاؤن | دو چشمون سے بحرِ خون بہاؤن
دل مین مرے درد ہر گھڑی ہے | لب پر دمِ سرد ہر گھڑی ہے
ہے شورشِ سر کو سنگ سے اُنس | اشکون کو لہو کے رنگ سے اُنس
دل پر وہ لگے ہین زخمِ کاری | لختِ جگر آنکھ سے ہین جاری
سینہ مین ہے ایک داغ روشن | آنکھون مین ہین دو چراغ روشن
سر پھوڑ رہی ہون مین جنون مین | آلودہ ہے تن تمام خون مین
ناخن نے کیا فگار تن کو | پنجے سے جنون کے پیرہن کو
وحشت نے کیا ہے چاک دامان | سر پہ ہے جنون کا بارِ احسان
پوچھو نہ وجودِ پیرہن کو | باقی نہین تار بھی کفن کو
ٹکراتی ہون سر کو سر زمین سے | جاری ہے لہو مری جبین سے
حالت ہے روی دلِ زبون کی | ہین بندہ نوازیان جنون کی
پھر ضبط کر آہ متصل کو | بہلاتی ہون اس غزل سے دلکو

غزل

یاد آتا ہے جب وہ سروِ قامت — ڈھاتی ہون مین ہر جگہ قیامت
کرتا ہے یہہ چھیڑ عاشقون سے — آئی ہے مگر فلک کی شامت
ہاتھون سے اس آہِ بے اثر کے — کیا کیا مجھے ہوتی ہے ندامت
ہے داغِ جگر چراغ گھر کا — یارب رہے تا ابد سلامت
میرا غمِ ہجر جھیل جانا — ہے حضرتِ عشق کی کرامت
قیس و فرہاد مقتدی ہین — مرزا کو ہے عشق کی امامت

ان ہاتھون سے غم گلے پڑا ہے — پابندی نے پا بہ گِل کیا ہے
تھم تھم کے یہہ غم بدل گیا طور — رُک رُک کے درد ہو گیا اور
ناکامئِ عشق بھی غضب ہے — امید ہماری جان بلب ہے
دیوانہ کہے نہ کیون زمانہ — ہر فعل و سخن ہے وحشیانہ
پتّون کو کبھی پکارتی ہون — مرغانِ چمن کو مارتی ہون
مین نقشِ قدم ہون گاہ اُٹھاتی — گہ نقش بر آب ہون بناتی
زلفون سے ہین خار جھاڑتی ہون — گیسو کا غبار جھاڑتی ہون
ہون موجِ ہوا سے پیچ کھاتی — چکّر مین بگولہ سی ہون آتی
زلفون سے ہوا سے ہے بگڑتی — بر عکس مین عکس سے ہون لڑتی
اک اُف مین جہان ہون جلاتی — مین آگ ہون آب مین لگاتی
محرم جو ہے رازِ دل کا ہمراز — بھیدی اُسے جانتی ہون غماز
دیوانہ جنون نے بنایا — حیرت نے اک آئینہ دکھایا

گلشن سے ہوئی ہے بیدماغی — گلزار ہوا ہے مجھسے باغی
درپئے ہے سدا گل آبرو کا — تشنہ ہے مدام یہہ لہو کا
ہر خار چمن ہے خار کھاتا — طوفان ہر ایک ہے اُٹھاتا
کچھ گل ہی نہین ہے صورتِ خار — پہنچاتی ہے بوئے گل بھی آزار
گلچین مری تاک مین ہے رہتا — ہر پھول ہے رازِ دل ہے کہتا
گلشن مین ہے میرے غم کا چرچا — بلبل نے کیا ہے راز افشا
سوسن کی زبان سے تنگ ہوںمین — نرگس کی نظر سے دنگ ہوںمین
طعنون کا جو سلسلہ بپا ہے — سنبل نے مجھے پھنسا دیا ہے
یہہ جال بنفشہ نے خدایا — بدنامی کے نام سے بچھایا
چمپا نے بھی زرد رُو کیا ہے — رسوائی سے دوبدو کیا ہے
صرصر نے یہہ خاک ہے اُڑائی — لالے نے یہہ آگ ہے لگائی
شبّو نے یہہ تازہ گُل دیا ہے — انگشت نما مجھے کیا ہے
نرگس ہے اشارون سے دکھاتی — سوسن مری چٹکیان ہے کھاتی
شوخی یہہ حنا نے کی سرِ دست — بدنام کیا ہوئی جو پابست
غنچہ نے نہین شگوفہ چھوڑا — دل کا ہے جلا پھپھولا پھوڑا
اشجار سے یہہ ثمر ملا ہے — رسوائی کا خوب گُل کھلا ہے
کیلے نے کیا یہہ حشر برپا — گلشن مین ہے صورِ شور پھونکا
سرگوشی سے برگ کر رہے ہین — غیبت پہ مری یہہ مر رہے ہین
شمشاد نے سرو نے خدایا — جھنڈے پہ ہے راز کو چڑھایا

افشا نہ ہو رازِ دلفروشی ستار طفیل پردہ پوشی
نامہ نہین درد کا ہے دفتر الفاظ نہین ہین یہہ اخگر
تحریر نہین ہے خطِ تقدیر قسمت کا لکھا کیا ہے تحریر
طولانی زلف اس کو دی ہے اظہارِ کو ایف دلی ہے
لپٹی ہوئی رنج سے ہے شادی توام ہے مرادو نامرادی
ہرچند ہے شوق کا تقاضا تاحشر اسی طرح لکھے جا
حسرت پہ تری مگر نظر ہے قصہ یہہ غرضکہ مختصر ہے
پاسخ کی جو ہے امیدواری دونی ہوئی میری انتظاری
تقدیر کرے جو غمگساری تحریر ملے تجھے ہماری
خط لکھ چکی جب وہ سوختہ جان پھر دستِ جنون تھا اور گریبان
پھر ہونے لگی جنون کی بیداد فریاد ہے اے خدا ہے فریاد
سوزان ہوا نالہ جہان سوز دل سوز جگر گداز جان سوز
دیکھی جو یہہ حالتِ جنون جوش سوسن سے رہا گیا نہ خاموش
گو طیش ہین بھی ادب سے بولی مصحف کی طرح زبان کھولی
دل دینا نہین ہے جان دینا آسان نہین نامِ عشق لینا
دل سُلگے مگر دھوان نہ نکلے ٹکڑے ہو جگر فغان نہ نکلے
مرنا کھپنا پہ ضبط کرنا نام ایسے ہی جینے کا ہے مرنا
بولی وہ پری بسرگرانی جانی یہہ نہین ہے جانفشانی
دلسوزی اگر ہے دل جلانا ہمدردی کا کیون کرو بہانا

آزار دہی ہے غمگساری — دلداری ہوئی جگر فگاری
اے دوست لقب جفا کی بانی — دشمن ہوئی کیون مہربانی
تنگ آگئی تجھسے جان میری — نشتر سی چلی زبان تیری
یہہ کہکے جنون مین خوب روئی — بیٹھی چلائی جان کھوئی
پتھر سے جو سنگدل وہان تھے — سب درد والم سی خونفشان تھے
سوتے آنکھون کے کھل گئے تھے — دل سوزش غم سے کھل گئے تھے
پکا پھوڑا جگر بنا تھا — ناسور کا دل مین گھر بنا تھا
آنسو بنکر بہور سا تھا — پھوٹا ہوا دل کا آبلا تھا
چھائے تھا ہر اک کے دل کو وہ غم — سب اُس کے ہوئے شریک ماتم
کہرام بپا ہوا چمن مین — اک حشر نیا ہوا چمن مین
خالی ہوا جب بھرا ہوا دل — سوسن سے وہ بولی نیم بسمل
رکھتی ہے اگر ترس خدا کا — کچھ کام نکال بینوا کا
تقریر کی یہہ سُنا کے تحریر — یہہ خط ہے یہہ ہے جنون کی تصویر
دلدار کے پاس اس کو لے جا — کہنا کہ ہے یہہ پیام بھیجا
سوز غم افتراق جان سوخت — دل سوخت زبان واستخوان سوخت
جیتی ہے یہہ سخت جان نہ مرتی — اوپر کا ہے دم مدام بھرتی
یہہ ہی ہے اگر جگر فگاری — تو ہو چکی زندگی ہماری
مرجائین اگر تو یاد کرنا — ہمکو پس مرگ شاد کرنا
کیسا ہے یہہ پوچھنا مرا دل — گر حق تو نہین ہے مبتلا دل

مر جاؤن گی مین جو دل کڑھیگا | پھر دل نہ کبھی مجھے جُڑے گا
سوسن مری جان تیرے قربان | رہ جائے نہ دل مین یہہ بھی ارمان
للّٰہ تو میری قاصدی کر | ہُد ہُد ہے تو ہی تو ہی کبوتر
نامے کا مرے جواب لادے | خالق تجھے خیر کی جزا دے
سوسن نے لیا وہ درد نامہ | وہ دفترِ عنبرین شمامہ
اک نقشِ محبت اُس نے پایا | تعویذ اُسے بازو کا بنایا
پہلے سب سے گلے ملی وہ | پھر صورتِ رنگ اُڑ گئی وہ

دسوین داستان

روانہ ہونا شاہزادے کا شہر ماچین سے اور اثنائے راہ مین وارد ہونا اُس کا لطیفہ خاتون کے باغ مین اور ہرن بنایا جانا اُس کا بزورِ جادوے لطیفہ

اے نکتہ نواز نکتہ پرور | زرّین رقم نظامِ اختر
چلتا نہین خامہ اب کسی پل | پائے رفتار ہو گئے شل
شورے کی قلم قلم بنا ہے | جادو کس کا یہہ چل گیا ہے
آسیب کی کچھ خلش اگر ہو | چشمِ بد بین کی بدنظر ہو
ہو سُرمہ کعبہ گرمِ تسخیر | پھر دفعِ نظر ہو تدبیر
کچھ بعدِ دوا دوش دوا دون | مین مصحفِ پاک کی ہوا دون

اسمِ اعظم کو دم کرون مین — نقشِ علوی رقم کرون مین
زمزم کا پلاؤن اُس کو پانی — تا از سرِ نو ملے روانی
برکت کی نظر سے پہلے جا کے — نقشہ بیت الحرم کا کھینچے
سنگِ اسود کو دیکے بوسہ — حُرمت سے چھوے غلافِ کعبہ
رکھے نہ قدم زمین پہ مُڑکر — جائے عرشِ برین پر اُڑ کر
لوحِ محفوظ پر روان ہو — سجدے کا سرِ جبین نشان ہو
باغِ جنت مین نغمہ خوان ہو — محسودِ عنادلِ جنان ہو
پورے کرکے دلی مطالب — شاخِ طوبیٰ سے بدلے قالب
پھر مجکو ملے بصورتِ کلک — کلک انجم فشان گہر سلک
پھر کلک خرامِ ناز پائے — پھر کبک دری کی جان جائے
پھر ہو سرِ صفحہ گرم رفتار — پھر نالِ قلم ہو یون گہر بار
وہ سرِّ خفی وہ نکتۂ راز — انجام جہان جہان کا آغاز
وہ نیک نہاد نیک انجام — وہ ماہ رخِ خجستہ فرجام
سونچا تھوڑی سی شب ہے باقی — چلتی ایسے مین ہے ہوا بھی
جھونکون مین نسیم کے نکلیے — بادِ سحری کے ساتھ چلیے
دیکھا جو فراق کا سر انجام — دل آزردہ ہوئی دلارام
وسواس جو زخمِ دل کا آیا — اُس ماہ کو چاندنی کو سونپا
ٹھہرا یہ چمن سے راہ و بیراہ — نکلا تارون کی چھان مین وہ ماہ
باہر ہوا دائرے سے مرکز — صحرا کی زمین کا بن گیا گز

پس ماندگی کو عقب مین چھوڑا
پیشانی کی سمت مُنھ کو موڑا

اک دشتِ بلا ملا لق و دق
رنگِ رُخِ خضر تھا جہان فق

میدان میدانِ حشر یکسر
ہر ذرّہ تھا آفتابِ محشر

میدانِ قلم مرا کفِ دست
ہمت کی طرح ہوئے یہان پست

ذرّہ ذرّہ جلا بھنا تھا
کانٹا کانٹا لہو کا پیاسا

صحرا مین قدم نہ تھا اُٹھانا
تھا زیست سے ہاتھ کا اُٹھانا

آفات سے کچھ ڈرا نہ کانپا
وہ دشتِ بلا قدم سے ناپا

تھا شوق سے بڑھ کے تیز دم وہ
آگے جاتا تھا وہ قدم وہ

خود صورتِ خار بن گیا تھا
رفتار کا تار بن گیا تھا

تقدیر کا پاؤن مین تھا چکّر
درماندہ ہوا بھٹک بھٹک کر

رفتار سے خود ہوا جو ناچار
چلنے لگی اُس کی تابِ رفتار

بے راہ روی جو اُسکی دیکھی
خضرِ صحرا نے رہبری کی

اقبال آکر ہوا مددگار
پیکِ غیبی ہوا نمودار

پیرِ روشن ضمیر حق بین
نورِ ایمان و رونقِ دین

مردِ مرتاض عابدی کیش
تیغِ عشقِ خدا سے دل ریش

شہزادہ غریقِ بحرِ غم تھا
درویش الیاس سے نہ کم تھا

وہ خضر اگر تھا یہہ سکندر
گم کردۂ راہ یہہ وہ رہبر

یون دونون بہم ہوئے ملاقی
جیسے کوئی تشنہ اور ساقی

پایا اُسے صاحبِ بصیرت
قُدسی نفس و فرشتہ سیرت

جاتا رہا اُس کا رنج و افسوس
درویش کا وہ ہوا قدم بوس

آداب سے ہو کے پھر بغلگیر
کی بعدِ مصافحہ یہہ تقریر

تم مصحفِ پاک کی ہو آیت
گمراہ کے واسطے ہدایت

تم مردِ خدا ہو نا خدا ہو
ساحل پہ سفینہ کو لگا دو

بولا وہ گُلِ مراد کا رنگ
پورب کو چلا جا چند فرسنگ

اک میل ملے گا سروِ قامت
برپا ہے کیے ہوئے قیامت

الماس کی لوح اک درخشان
پیشانی میں پر ہے چسپان

روشن ہے مثالِ قلبِ صوفی
باکلکِ جلی بخط کوفی

منقوش ہے رہبری کا ملفوظ
اُس لوح پہ شکلِ لوحِ محفوظ

واقف کر کے بھلے بُرے سے
رخصت ہوا ایک دوسرے سے

بیدم گو تھا قدم اُٹھایا
مرگھپ کے قریب میل آیا

کی میل کی سرنوشت معلوم
دیکھی یہہ عبارت اُسپہ مرقوم

جا حُسنِ عمل کی شکل داہین
درپیش نہ تاکہ ہون بلائین

گر جانبِ چپ کہین گیا تو
آفات مین ہوگا مبتلا تو

تھا قصد کہ چلیے بے کدورت
رہِ راست کو راستی کی صورت

کچھ راہ کا کچھ سمجھ کا تھا پھیر
بائین کو گیا ہوا یہہ اندھیر

درپیش ہوا اک اُس کو جنگل
غول و عفریت کا تھا دنگل

کانٹون سے رُندھا ہوا تھا وہ بن
رفتار کا ہر قدم پہ مدفن

اس درجہ تھے سربلند اشجار
خورشید سنبھالتا تھا دستار

گویا کہ وہ برگ کی زبان سے باتین کرتے تھے آسمان سے
خالی پھل پھول سے تھے اشجار شل دستِ تہی نادار
مہرخ نے جو دیکھا وہ اکھاڑا حربے کے لیے شجر اُکھاڑا
نزدیک آیا لگا کے جوگھات گُرزِ چوبی سے کی مدارات
غولون سے ہوا جو پاک وہ بن آگے کو بڑھا وہ پاک دامن
کچھ دور سے دیکھا ایک احاطہ تاحدِ نظر کیے اِحاطہ
دروازہ بلند و سرکشیدہ جس سے دلِ مہ ضرر رسیدہ
تھی اوج پر اُس کی شانِ رفعت مہتاب کو سیر مین تھی رجعت
درصورتِ چشمِ شوق وا تھا ہم شکل کفِ سخی کھُلا تھا
زنگی پہرے پہ شکلِ اژدر یا مارِ سیاہ برسرِ زر
خاطر کی طرح کشیدہ قامت اُٹھنے مین نمونۂ قیامت
عفریتِ مہیب دیو قامت غولِ صحرا نہنگ صورت
نیچے کا تھا ہونٹ تا سرِ پا اوپر کا بنا تھا خود سر کا
مُنھ اُسکا تھا موت کا دہانہ تھا مرگ کا حلق قید خانہ
ہڈی ہڈی سطبر و گُندہ دوزخ کا ہر ایک عضو کُندہ
وہ وقت جو خواب مرگ کا تھا بیٹھے بیٹھے وہ سو رہا تھا
خراٹون کی تھی کہرج کی آواز یا رعد کی تھی گرج کی آواز
کہتا ہوا فتنۂ خفتہ بہتر گلشن مین گیا وہ یاسمن بر
آراستہ باغ تھا سراسر ہر برگ تھا صورتِ گلِ تر

خوش ہو کے بہار جانفزا سے
شاخین شجرون کی اک ادا سے

متوالون کی شکل جھومتی تھین
ملکر گلے منہ کو چومتی تھین

شہزادے نے اک چمن مین دیکھا
چھوٹا ہوا غول آہوؤن کا

سونے کی سنگوٹیان جڑی تھین
جھولین زربفت کی پڑی تھین

جھالر مین ٹکے ہوئے گہر چھید
گردن مین بندھے ہوئے گلوبند

شاخون پہ چڑھی ہوئی تھین بیلین
کرتے پھرتے تھے سب کلیلین

پھولون کے وہ نو شگفتہ گلّے
کھاتے پھرے آہوون کے گلّے

گلزار کی وہ ہری ہری دوب
چرتے پھرے وہ چمن کے محبوب

حیوان نما وہ آدمی زاد
ہم جنس کو دیکھکر ہوئے شاد

اصلی پیکر جو یاد آئے
آنکھون سے سرشکِ خون بہائے

کیون چرخ یہ کون سی جفا ہے
کس دام مین کونسا ہما ہے

اس جور کی حد بھی ہے ستمگر
روحِ انسان ہرن کا پیکر

شہزادہ کے حسنِ دلربا پر
غربت کی نظر سے رحم کھا کر

چشم آہو کا تھا اشارہ
آہو چشمون سے کر کنارہ

برگشتہ نصیب سیدھا اٹھا
الٹے پیرون یہان سے پھر جا

قسمت نے کیا تھا کور ہیہات
سمجھا نہ کنایہ اشارات

دن اسکے برے پڑے تھے پیچھے
سائے کی طرح بڑھا وہ آگے

باتون کی سنائی دین صدائین
آپس کی چہل کی خوش ادائین

کچھ رقص و سرود کی خوش آواز
تھی سوئے فلک بلند پرواز

دلکش مطرب کا وہ ترانہ
اشعار غزل وہ عاشقانہ

پوشیدہ سُنا کیا وہ خاموش
آواز کی رخ کیے ہوئے گوش

بیچین ہوا جو دل زیادہ
کہنے لگا دل مین شاہزادہ

اندر سے محاط کو بھی دیکھو
اِس بزمِ نشاط کو بھی دیکھو

یہہ سیر بھی ہاتھ سے نہ جائے
جوبن کا مزہ نظارہ پائے

کرتا ہوا سیر ہرِ در و بام
پھرتا ہوا جیسے بزم مین جام

داخل ہوا بے محل محل مین
جا پہنچا وہ پیچ اجل مین

دیکھا جو مکان کو مکین کو
رشکِ مہ و مہر مہ جبین کو

دل نے کہا اب مجھے سنبھالو
دانش نے کہا کہ خاک ڈالو

بانوئے لطیفہ حسن آرا
غرفے سے تھی کر رہی نظارا

ناگاہ نگاہِ فتنہ پرداز
مہرخ کے جو رخ سے کر گئی ساز

کہنے لگی یہہ لطیفہ لاریب
سمجھو اس کو لطیفہ غیب

ناخواندہ وہ میہمان بُلایا
مہمان کو میزبان بنایا

پوچھا کہ اُٹھائی کیون یہ تکلیف
کچھ کیجیے آپ اپنی تعریف

بولا ہون عجم کا شاہزادہ
ہے قاف کی سیر کا ارادہ

بہتر ہے کہا کہ بندہ پرور
کچھ روز تو ٹھریے یہان پر

ہو شاد دلِ لطیفہ با لُطف
بے لُطف اگر رہے تو کیا لُطف

منظور کرو جو ماحضر کو
ممنون کرو تمام گھر کو

یہہ کہکے ہوئی وہ ماہ موصوف
مہمانیِ میہمان مین مصروف

کی اُس نے برسمِ میزبانی ‏ آراستہ محفلِ کیانی

تھی بزمِ نشاط شکلِ پروین ‏ بلّور کے شیشے جام زرّین

حاضر ہوئے ساقیانِ گلفام ‏ سیمین تن و گلبدن گل اندام

دورِ مئے لالہ گون چلا پھر ‏ چلنے لگا جام برملا پھر

بدمست ہوئی جو وہ گلِ تر ‏ پھرنے لگا سر برنگِ ساغر

پی مے جو دمادم و پیاپے ‏ لائی کچھ اور رنگ وہ مئے

حسرت کو لیئے ہوئے جوانی ‏ بیتاب تھی بہرِ میہمانی

کرنے لگی آرزو اشارے ‏ بے باکانہ ہوس نظارے

ارمان کا دل پہ تھا تظلّم ‏ خواہش نے بپا کیا تلاطم

ٹھنڈا کرنے کو وہ دلِ گرم ‏ کہنے لگی رکھ کے طاق پر شرم

اس مئے سے گئی نہ سردیِ دل ‏ شوقِ مئے وصل سے ہے بسمل

رکھیے نہ دلِ حزین کو ناکام ‏ شیشے کو جھکایئے سرِ جام

پیمانہ کے منہ مین ہو گلابی ‏ ساغر مین ہو گردنِ صراحی

طوفانِ مئے ہوس بپا ہے ‏ مستی کا قدح چھلک رہا ہے

بولا بحجاب شاہزادہ ‏ محجوب نہ کیجیے زیادہ

کافی ہے اسیقدر عنایت ‏ ممنون ہون آپ کا نہایت

ہر بوسۂ لب ہے مُہرِ اقرار ‏ ہوگا پسِ واپسی نہ انکار

پاسخ جو جگر شگاف پایا ‏ کاکل کی طرح سے پیچ کھایا

پلٹے جو کچھ اُس نے طور بے طور ‏ جلتا ہوا اُس کا دل جلا اور

سونچی یہہ ہُما بلند پرواز
کام آیا نہ دام اور نہ دانا
افسون کا اثر اسے دکھاؤن
پیاسے کی نہ پیاس جو بجھائے
ہے اُس کی سزا ترس نہ کھانا
معجونِ زبرجدی منگا کر
معجون ہے یہہ حیاتِ جوہر
اک سنگِ زمق اسے جو کھائے
درماندہ کی ماندگی ہو کافور
تقدیر جو بر سرِ بدی تھی
چاہا قسمت نے جب پھنسانا
کام آئی نہ عقل و ہوشیاری
سونچا نہ ذرا وہ دور اندیش
اپنے ہاتھون ہے زہر بونا
بیوسوسہ وسوسہ نہ لایا
کھاتے ہی گرا وہ چرخ کھا کر
الماس سے سر بسر جڑی تھی
سنبل کی طرح سے پیچ کھائے
صورت مین مثالِ شاخِ طوبیٰ

پھنستا نہین سہل صورتِ باز
بیکار ہے حیلہ و بہانا
جادو اس سر پر اب کھِلاؤن
ترسائے مگر ترس نہ کھائے
انسان سے جانور بنانا
مرغ سے کہا یہہ مسکرا کر
معجونِ لطیف روح پرور
پژمردہ حیاتِ تازہ پائے
کچھ نوش کرو کہ کسل ہو دور
پیش آئی وہی جو کچھ بدی تھی
دانہ ہوا دام مرغ دانا
کی فہم و خرد نے کچھ نہ یاری
سمجھا نہ ذرا وہ بے پس و پیش
خود کردہ کو پھر پڑیگا رونا
معجون نما وہ زہر کھایا
اک لائی چھڑی لطیفہ جا کر
ہلکی وہ کہ پھول کی چھڑی تھی
چہ باقدِ سرو کا اڑائے
سیرت مین یگانہ و عجوبا

نازک بدنون کا تھا چم و خم — تاثیر مین تیغِ آتشین دم
تھی رنگ مین رنگِ زلفِ شبرنگ — کاکل کا بھی اُس سے قافیہ تنگ
تھی اخترِ صبح شام اُس کی — شُہرت ہوئی روم شام اُس کی
کہنے کو چھڑی تھی کہکشان تھی — یا چینِ جبینِ مہ وشان تھی
افعی سی وہ زہر مین بھری تھی — جادو کی غرض کہ وہ چھڑی تھی
آہستہ لگائین سحر خوانان — چارون شانون پہ چار چھڑیان
آہو وہ بنا بزورِ جادو — عاشق کی برات و شاخِ آہو
آہو بھی بنا تو خوب صورت — ہم چشمِ غزال و حورِ جنت
اللہ رے اُس کی جامہ زیبی — آہو کا لباس و دلفریبی
کرتا ہوا جنت کا گلہ وہ — ہم چشمون مین اپنے جا ملا وہ
قسمت مین بجائے آب و دانا — شکلِ آہو تھا گھانس کھانا
آہو کے لباس مین وہ مجروح — رہنے لگا جیسے جسم مین روح
چندے اِسی شکل مین بسر کی — مجبوری سے شام کی سحر کی

گیارہوین داستان

لطیفہ خاتون کے باغ سے نکلنا شاہزادے کا بشکل آہو اور داخل ہونا اُس کا جمیلہ خاتون کے باغ مین اور پھر آدمی بنایا جانا اُس کا جمیلہ کے سحر سے اور پھر روانہ ہونا طرف وا قاف کے پشت سیمرغ پر

لکھتے ہین سخنورانِ جادو
چشم کافر کو چشم آہو

عالم کے تمام نکتہ پرداز
کہتے ہین اسی کو سحر و اعجاز

ہان اے مرے کلکِ سدرہ پیوند
طوبائے نعیم کے جگر بند

ہان اے قلمِ بلند پرواز
سرمایۂ فخر و مایۂ ناز

اعجاز سخنوری دکھادے
آہو کو تو آدمی بنادے

وہ خالقِ لم یزل کا اعجاز
تصویرِ غزالِ جنتِ ناز

وہ آہوِ وادیِ مصایب
وہ جلوۂ منظرِ عجائب

وہ حورِ جنان کا نور دیدہ
وہ جامۂ آدمی دریدہ

وہ ماہرخِ دلِ زمانہ
یعنے شہزادۂ یگانہ

وہ دستِ جنون کا دامن و جیب
تھا منتظرِ لطیفۂ غیب

جادو سے نہ تھی فقط زبان بند
تھا بند گلو لب و دہان بند

قابو مین نہ جب زبان کو پایا
دل کو اُس نے زبان بنایا

اک دل تھا ہزار آرزو تھی
دل ہی دل مین یہہ گفتگو تھی

اعمال کی اپنے ہے یہہ شامت
مقصد کے عوض ملی ندامت

منزل کی نہین مجال رفتار
دو پاؤن سے گو کہ ہو گئے چار

گیسو کو جو ہاتھ مین لگاتا
یہہ روزِ سیہ نہ پیش آتا

ملکر جو گلے قدم پکڑتا
جامہ یہہ مرے گلے نہ پڑتا

کیونکر مین دکھاؤن بے پر و بال
اُس رشکِ پری کو صورتِ حال

ہر نوک مژہ گڑی ہے دل مین
ابرو کی گرہ پڑی ہے دل مین

سوسن کی فسون گری ہے روشن — ہوتی جو یہان وہ سامری فن
یہہ سحر کے بند کھول دیتی — بدلا مرا ساحرہ سے لیتی
کھُل جاتی حقیقت اس کے گھر کی — ملتا تُرکی جواب تُرکی
ماں باپ کی یاد نے ستایا — دُکھتا ہوا اور دل دُکھایا
یاد آئے برادرانِ مقتول — سب اپنی مصیبتین گیا بھول
کہتا تھا کہ اس سے لاکھ درجے — پھر قصر کے کنگرے تھے اچھے
سب کچھ یہہ قہر مہر انگیز — بویا ہوا زہر مہر انگیز
یاد آئی نصیحتِ دلارام — نادم ہوا اپنے دل مین ناکام
وہ حور وہ قصر وہ چمن زار — وہ پھول وہ پھل وہ نہر و اشجار
پھرنے لگے روبرو نظر کے — رونے لگا سب کو یاد کر کے
انجم سے گرے قمر کے آنسو — موتی سے گرے گہر کے آنسو
افکار سدا یہی تھے دلریش — تشویش یہی مدام درپیش
کب بندِ فسون سے ہو رہائی — عقدے کی ہو کب گرہ کشائی
کب دیکھین معاف ہون معاصی — اس جامہ سے کب گلو خلاصی
وحشت نے پھر اُسکی کل کو کُوکا — اک گشت لگایا چارسو کا
گلزار کی ایک سمت دیکھی — دیوار کی پست سربلندی
دیکھی دیوار اک نظر سے — پایا نہ اُسے بلند سر سے
بنیاد سے عرض و طول دیکھا — دیوار کو وان فضول دیکھا
قسمت کی طرح سے تھی وہ کوتاہ — خوش تھا کہ ملی گریز کی راہ

اک جست میں جا کے پار دیکھا
پھاندا تھا جہاں سے پھر وہیں تھا

تشبیہ ہوئی قطب نما کی
کودا کیا پر جگہ نہ بدلی

گویا روشِ زمینِ مدور
ہر پھر کے رہا اُسی جگہ پر

اُمید کو یاس نے بُلایا
ہمّت کو اُمید نے بڑھایا

ہمّت نے دیا قدم کو کاندھا
دیوار کو سات بار پھاندا

سوجھا کہ طلسم سے ہے تنِ زار
ہے نقشِ زمین و پائے بیکار

قسمت میں نیا تھا اَب دوانا
ایک اور طرف ہوا روانا

کرتا ہوا چرخ کی شکایت
اپنے حرکات کی فضیحت

کہتا تھا بُرا ہو سامری کا
زردشت کا سحر و ساحری کا

تقدیر نے کی جو کچھ اعانت
توبہ کا کھلا درِ اجابت

دیوار میں اک نظر پڑا در
آئینہ میں جیسے عکسِ دلبر

در حلقۂ چشم آہوان تھا
گلزار دگر کا دیدبان تھا

یوں آکے ملا تھا باغ سے باغ
جیسے کہ جگر پہ داغ سے داغ

توام تھے وہ صورتِ دو پیکر
دونوں کا ملا ہوا اسقدر

گویا کہ بکاغذِ زر افشان
اک جلد میں بوستان گلستان

فصلِ گُل سا گیا چمن میں
پھرتا ہوا جیسے خون تن میں

سبزہ سا بڑھا چمن چمن سے
ملتی ہوئی چال تھی دُلھن سی

سبزے کو وہ روندتا ہوا پھر
بجلی سا وہ کوندتا ہوا پھر

بھرتا ہوا چوکڑی طرارے
کرتا ہوا ہر طرف نظارے

وحشت کے ٹکڑے کیے ہوی کان
وہشت سے چھپائے جسم مین جان

جاتا تھا چلا پلٹ نہ پایا
اک قصر کو سد راہ پایا

دم لینے کے واسطے وہ جانکاہ
ٹھہرا دم کی طرح سر راہ

دیکھا کہ نگار حسن افروز
دین و ایمان و جان و دل سوز

نازک تن و نازنین و خوش قد
برآمدے مین ہوئی برآمد

وہ چشم سیہ وہ گیسو
اندھیر کیے ہوئے تھے ہر سو

سرگشتہ زمانے کے دل زار
گیسو کی کمند مین گرفتار

آنکھون مین نگاہ فتنہ پرداز
اک گوشۂ چشم سے نظر باز

ابروئے دوتا دراز مژگان
چلے مین چڑھے ہوئے تھے پیکان

ابروئے خمیدہ شکل شمشیر
مژگان دراز صورت تیر

ابروئے چھری جگر پہ ماری
کی دل پہ مژہ نے تیر باری

خال رخ دل کا تھا سویدا
ہر مردم چشم دل سے شیدا

زلفون کے ہوی نثار لیلی
سو دل سے بنی ہزار لیلی

شیرین کا وہ حسن پر ملاحت
خود اس کو نمک تھا بر جراحت

گرداب بلا چہ زنخدان
ڈوبا ہوا جس مین ماہ کنعان

رخسار کا حسن عالم افروز
کھوتا تھا تفاوت شب و روز

چہرے سے ہوا قمر نہ ہمسر
دو شمس کہان اسے میسر

ہین پیش نظر جبین و بینی
از روئے صفت نہ عیب بینی

تمثیل سنو کہ دل ہو محظوظ
انگشت قضا بہ لوح محفوظ

جوبن کا اُبھار وہ دل آویز
سینہ سے دلون پہ تھا بلا خیز

موزونی مین نخلِ قد مثل تھا
اُس سروِ سہی کا سیب پھل تھا

دندان پس لب نہ سر بسر تھے
دُرج یاقوت مین گہر تھے

کچھ لب پہ فسون تھا کچھ بیان مین
کچھ آنکھ مین سحر کچھ زبان مین

گلشن سے ہوئی نظارہ بازی
کی تُرکِ نگہ نے ترکتازی

جس رُخ سے چمن کے آنکھ پھیری
غل تھا کہ نہین ہوئی ہے سیری

باقی نہین کچھ ذرا رہا ہے
دم آنکھون مین کھینچ کے آ رہا ہے

برباد ہین خاک و آب و آتش
ہے قالبِ روح مین کشاکش

برپا ہے فسادِ خیر و شر مین
ہے سب کی صفائی اک نظر مین

جب ڈھا چکی آفتین چمن پر
ٹھہری پھرتی ہوئی ہرن پر

دل سے ہوئی شیفتہ جمیلہ
آہو کی فریفتہ جمیلہ

محو ایسی تھی آہوئے ختن کی
آنکھون مین تھین پتلیان ہرن کی

بولی وہ دکھا کے یاسمن کو
لا جلد اس آہوئے ختن کو

کس نازنین گود کا پلا ہے
کس حسن کے سانچے مین ڈھلا ہے

تھا کس کے کنار سے ہم آغوش
کس قدِ حسین کا تھا یہہ ہمدوش

یہہ حُسن کہان ہرن نے پایا
غلمان قالب بدل کر آیا

جھالر کا پڑا ہے گرد ہالہ
تارہ ہے چمک مین ہر ستارہ

پھرتی ہوئی جیسے چشمِ جادو
آئی وہ خواص نزدِ آہو

لی گھانس ہری ہری دکھائی
بلبل کو ہوائے گل بتائی

تھا کاہ میں زور کہربا کا — آہو کو بہ رنگِ کاہ کھینچا
مقناطیسی کشش دکھائی — فولاد کی شکل کھینچ لائی
لیکر آہو خواص آئی — مطلوبِ مزاجِ خاص لائی
پھر لاڈ لگے ہزار ہونے — لاکھوں آہو کے پیار ہونے
معشوق صفت گلے لگا کر — آہو سے کہا کہ میرے دلبر
میں کیا مری آن بان صدقے — دل کیا کہ ہزار جان صدقے
رکھا آہو کا گود میں سر — پوچھو نہ غزال کا مقدر
باتیں تھیں ادھر تو پیاری پیاری — آنسو تھے اُدھر ہرن کے جاری
وان پیار تھا اور دل لگی تھی — یاں آنسوؤں کی جھڑی بندھی تھی
آنکھیں ہوئیں تر سرشکِ غم سے — مانوس الم تھا دم قدم سے
بولی وہ نگار ہو کے حیران — روتا ہے غزال شکلِ انسان
پھر سمجھی قرینہ سے جمیلہ — جادو کا ہے آہوئے لطیفہ
معجونِ زمرّد میں منگائی — قدرے تریاق سی کھلائی
کھاتے ہی ہوا غزال بیہوش — جاتے رہے سب رہے سہے ہوش
آہستہ لگایا پھر چھڑی کو — بھولی نہ کبھی وہ اُس گھڑی کو
جب بندِ فسوں ہوا کشادہ — مہرخ وہی پھر تھا شاہزادہ
اُس بند سے وہ غزال پیکر — نکلا جیسے صدف سے گوہر
قالب سے ہرن کے ماہ طلعت — نکلا غنچہ سے جیسے نکہت
یا ابر سے جیسے ماہِ انور — یا جیسے گہن سے مہر خاور

یا جیسے کہ آنکھ سے نگاہیں — یا جیسے دلِ حزیں سے آہیں
یا جیسے قفس سے بلبلِ زار — یا جیسے کہ قید سے گنہگار
یا جیسے تنِ نزار سے سانس — یا جیسے دلِ فگار سے پھانس
الماس سے یا کہ جیسے ضو — یا جیسے کہ آئینہ سے پرتو
یا جیسے کہ مشک نافہ سے بو — یا جیسے کسی چمن سے آہو
یا جیسے کہ جان آب و گِل سے — یا جیسے دعا کسی کے دل سے
یا جیسے عروسِ ناز پرور — حجلہ سے کرے خرام باہر
اچھا جو ہوا کچھ اُس کا لہنا — جامہ انسانیت کا پہنا
آہو کے لباس کو اُتارا — بدلا پوشاک کو دوبارہ
ہر چند کہ خود بھی تھی شکیلہ — اُس شکل پہ مرگئی جمیلہ
پوچھا کہ وطن کہا کہ غربت — کیوں ترک کیا کہا کہ وحشت
پوچھا مسکن کہا کہ زنجیر — پوچھا باعث کہا کہ تقدیر
پوچھا کہ پتہ کہا نہیں ہے — پوچھا مسکن کہا کہیں ہے
کیا نام ہے پھر کہا کہ گمنام — کیا کام ہے پھر کہا کہ ناکام
پوچھا مِلّت کہا کہ اُلفت — پوچھا مذہب کہا محبت
پوچھا پیشہ کہا تعشق — پوچھا موجب کہا تعلق
پوچھا منزل کہا عدم ہے — پوچھا مرکب کہا قدم ہے
پوچھا مونس کہا الم ہے — پوچھا ہمدم کہا کہ غم ہے
پوچھا رہبر کہا جنوں ہے — پوچھا کیونکر کہا فسوں ہے

پوچھا کہ رفیقِ غم کہا آہ
لب شکر و سپاس نے ہلایا
اظہارِ حقیقتِ گزشتہ
ہنسکر بولی جمیلہ کیا خوب
اُس کی تو ہوئی قبول دعوت
وہ ماہ رہا بپاسِ ناہید
مشغولِ نشاطِ عیش و عشرت
روزِ عشرت ہوا جو آخر
سو بات کی ایک بات ہے صاف
پھر کر جو نہ دن کریں خرابی
بولی کس پاس سے کہ مجبور
جا کر لے آئی پھر وہ دلگیر
رومالِ حریر لائی زر کار
کیا تیر کی تم سے ہوں ثنا خوان
اس تیرِ قضا کی دیکھ کر چال
پوچھو نہ کچھ اس کمان کا احوال
صمصام کی تاب برقِ تابان
معشوق کی ابروئے ہلالی
ہے ماہیِ آبِ تیغ خنجر

پوچھا حافظ کہا کہ اللہ
بارِ احسان نے سر جھکایا
رخصت کی طلب تھی دست بستہ
شاید تھی بہت لطیفہ مرغوب
مجھسے رخصت میں ہے یہ عجلت
اک روز غرضکہ صورتِ عید
محظوظِ سرورِ رقص و دعوت
سمجھا کے جمیلہ سے کہا پھر
جانا ہے مجھے ضرور واقف
ہوگی ترے دل کی کامیابی
بیچارگی بندگی ہے مشہور
خنجر تیر و کمان و شمشیر
دیکھ ہر چیز کی یہہ گفتار
پیکانِ قضا یہی ہے پیکان
معشوق کی ہے نگاہ پامال
ہے قوسِ سمائے جاہ و اقبال
ہے نام کی عقربِ سلیمان
نارِ رشک و حسد میں ڈالی
مشکل کہ بیاں ہوں وصفِ جوہر

رکھے اسے اپنے پاس جو گرد / میدان رہے اُس کے ہاتھ ہو بُرد

روئین تن ہو ویں تہمتن / ہو پھول کھلے ہزار سو من

رو بال سے اُس کا لو اگر کام / بپھرے ہوئے شیر کو کرے رام

جوہر سے بخوبی ہو کے واقف / راہی ہوا لے کے وہ تحائف

اللہ نے پھر یہہ دن دکھایا / واقات کے رُخ قدم اُٹھایا

جلنے لگی ہجر مین جمیلہ / روشن دل کا ہوا فتیلہ

داغون سے وہ پھول سی پھلی تھی / مرجھائی گلاب کی کلی تھی

اُس ماہ کی دل سے مشتری تھی / پروانہ تھی گو کہ خود پری تھی

وہ تازہ شباب کا زمانا / وہ پہلے پہل کا دل لگانا

وہ فکر نئی نیا تردد / وہ درد نیا نیا تشدد

وہ چاٹ نئی نیا مزا وہ / پانے لگی عشق کی سزا وہ

تھا حشر کیے ہوے بپا دل / روکے نہ کسی طرح رُکا دل

سمجھا سمجھا کے تھک گئی وہ / قابو نہ چلا تو خود چلی وہ

تھا ماہ جہان مقیم منزل / زہرہ سی ہوئی یہہ جا کے داخل

پہلو مین جمیلہ کو بٹھا کر / شہزادہ نے پھر گلے لگا کر

سمجھا سمجھا کے کی تشفی / پونچھا اشکون کو دی تسلّی

دے دے کہ غرض اُسے دلاسا / واپس کیا تشنہ دل کو پیاسا

القصہ وہ ماہ دھو کے مُنھ ہاتھ / نکلا پھر آفتاب کے ساتھ

اک بیشہ کو بسدّ راہ پایا / داخل ہوا وہ بلند پایا

ضرغام لقب ہزبر خونخوار | رستم بھی تھا جس کے روبرو خوار
ضیغم کی سپاہ کا سپہدار | اُس بیشہ کی راہ کا تھا رہدار
آیا جو مقابلہ پہ ضرغام | شہزادہ ہوا اجل کا پیغام
شمشیر سے اُس نے شیر مارا | سردار کا تن سے سر اُتارا
سردارِ سپہ ہوا جو بیسر | سمجھے وہ کہ اب ہونگے سربر
بیدل ہوئی وہ سپاہِ بے سر | بھاگے سب پاؤں رکھکے سر پر
پائی خبرِ شکست پیہم | پھرا ہوا آیا شاہِ ضیغم
سرپنجہ کہ پنجۂ قضا تھا | چنگل وہ کہ چنگلِ بلا تھا
جھرخ پہ ڈکار کر اُٹھایا | شہزادہ پہ تیر سا وہ آیا
غصہ سے اسد کا غیر تھا حال | جھرخ نے اُسے دکھایا رومال
رومال تھا یا کہ ابرِ مردہ | پانی سا پیا اسد کا غصّہ
رومال سے دست پاک کرکے | پونچھا چہرے کو شیر نر کے
کچھ دام کو صید کرکے بیدام | کی دعوتِ بادشاہِ ضرغام
سرکرکے مہم بپائے مردی | پھر ہو گیا گرمِ رہ نوردی
شہزادہ گیا تھا چند فرسنگ | دیکھا سرِ راہ قلعۂ زنگ
اک لشکرِ روسیہ سپہ کار | قلعہ کی حدود کا نگہدار
فوجِ زنگی کا میرِ لشکر | خاطر کی طرح گران سُبک سر
سیرت میں بلا مزاج میں جن | چہرہ کی طرح سیاہ باطن
نازاں تن و توش پر تھا زنگی | تھا دعویِ اژدری نہنگی

شہزادہ کو دیکھکر چنگھاڑا
اُنہہ صورتِ غار اُس نے پھاڑا

زنگی نے اٹھایا اپنا بھالا
شہزادہ نے نیمچہ سنبھالا

گو ہیبتِ خوف و بیم تھا وہ
اک نیمچہ مین دو نیم تھا وہ

زنگی نے جو زنگِ تیغ چاٹا
خون تیغ نے بیدریغ چاٹا

شمشیر تھی یا عصائے موسیٰ
زنگی فرعونِ زرد رو سا

صمصام نے خوب زہر بویا
پانی مین جہنمی ڈبویا

زنگی کو ملی جو روسیاہی
شمشیر نے سرخروئی پائی

یکتا تھا اگرچہ اُن مین ہر فرد
مہرخ سے سیاہ رو ہوئے زرد

کھا کھا کے جو ان کی ضربتِ گرز
صد پارہ ہوئے وہ کوہِ البرز

تلوار نے تُل کے جب کیا وار
دو ایک کے دو کے کردیے چار

خنجر کی چڑھے جو سان مغرور
زنگی ہوئے شکل زنگ کافور

جو آیا پئے نبرد نامرد
خون گرمیِ تیغ نے کیا سرد

شمشیر کا بھی غضب کا تھا کاٹ
اُن سب کو اُتارا ایک ہی گھاٹ

آیا پسِ قلع و قمعِ لشکر
بُرجِ قلعہ مین ماہ پیکر

عاشق ہوئی اُس پہ دختِ سالار
اُس مہ کا ہوا زحل پرستار

مہرخ پسِ فتحِ باب نکلا
ظلمات سے آفتاب نکلا

رخصت ہوا ماہرخ مظفر
سر چرخ پہ پا سرِ زمین پر

آیا اک مرغزار در پیش
گلزار کے مرغ زار و دلریش

سرچشمہ ہزار ہا تھے جاری
تھی چشم ہزار د آبشاری

وہ نہر رواں وہ سبزہ تر — آبی جدول ہرے ورق پر
ہوتی تھی پُہنچکے وان گلابی — ہر صبح شعاعِ آفتابی
کاہی کہین صفحۂ زبرجد — دھانی کہین تختۂ زُمُرّد
مہرخ کی تھی آنکھ خواب جویا — اُس تختِ زمردین پہ سویا
اُس تختہ مین اک شجر تھا پہنا — پہنے ہوئے پھول پھل کا گہنا
سرسبز بلند سر تناور — سیمرغ کا آشیانہ سر پر
سیمرغ کے بچّے بے پر و بال — اک مضغۂ گوشت مُرغ کے لال
ہو جاتے مُدام تھے وہ بے پر — اک لقمۂ نرم و چرب اژدر
ملتا تھا یہ داغ اُن کو ہر سال — ماں باپ کا دل ہوا تھا غربال
بیچارے کوئی مفر نہ پاتے — بچون کے مدام داغ کھاتے
معمول پر اپنے اژدر آیا — موذی آفت سا سر پر آیا
قدرت سے ہوا جوان جو بیدار — دیکھا اک اژدرِ شرربار
لہرا لہرا کے سمت اژدر — چڑھنے لگا بیل سا شجر پر
دیکھا بچون نے قاصدِ موت — بے موت غریب ہوگئے فوت
شہزادہ نے اُن پہ رحم کھاکر — چلّے سے خدنگ کو ملا کر
پیکانِ قضا سا تیر مارا — چڑھتے ہوئے زہر کو اُتارا
اُترا جو وہ اژدہا پلٹ کر — آیا شہزادہ پر جھپٹ کر
عقرب نے اُس اژدہے کو کاٹا — سیفِ دو زبان نے خون چاٹا
اُن بچون کو چاٹ پر لگایا — طعمہ سا وہ اژدہا کِھلایا

بچون کا تھا گوشت کھانے آیا — بچون ہی نے گوشت اسکا کھایا
منظور ہوئی جو استراحت — آیا آنکھون مین خوابِ راحت
باقی دن رہ گیا جو تھوڑا — سیمرغ کا پھر کر آیا جوڑا
دیکھا اُسے قہر کی نظر سے — مادہ نے کہا یہہ مُرغ نر سے
دشمن یہی ہر برس ہے آتا — بچّے عوضِ ثمر ہے کھاتا
نر بہرِ ہلاکِ شاہزادہ — آمادہ ہوا کہ بولی مادہ
پہلے دیکھ آؤ تم نشیمن — ناحق نہ ہو خون بارِ گردن
مادہ کی پسند کر گیا پند — دیکھا تو حیات تھے جگر بند
سیمرغ کے ننھے ننھے بچّے — معصومون کی شکل دل کے سچے
کچھ گزرے جو دیکھا تھا تماشا — بچون کی طرح سے بے تحاشا
نر نے کہا سُن کے حال ہمارا — محسن ہے یہہ نوجوان ہمارا
سایہ کی طرح قریب آیا — مہرخ پہ کیا پرون کا سایا
لیتے ہین یہان سے پند ذی ہوش — احسان نہ کرے کوئی فراموش
لاریب کہ بدترینِ حیوان — ہے نااحسان مند انسان
احسان نہ اگر بشر نے مانا — اللہ و رسولؐ کو نہ جانا
احسان ہوا دل کے واسطے دام — سیمرغ ہوا شکارِ بیدام
مہرخ ہوا بخت سا جو بیدار — سیمرغ نے کی ادب سے گفتار
کیا نام حضور کا ہے کیا کام — ارشاد ہو مین کرون سرانجام
بچّے مرے آپ نے بچائے — اژدر کا نہ ڈر خطر مین لائے

خادم کو بھی ہے یہی سزاوار
خدمت سے کبھی نہ ہو خطا کار

احوال سے اپنے کرکے ماہر
مہرخ نے کیا جو عزم ظاہر

سیمرغ کے صاف اُڑ گئے ہوش
بولا کچھ دیر رہ کے خاموش

کیا دل مین حضور کے یہہ آئی
باقی نہین وان پری رسائی

واقاف سے قاف تک ہین دو قاف
دِقّت کی ہر ایک قاف ہے ناف

ہے قلزم ہفت گانہ حائل
سیرِ یہہ و آفتاب زائل

ہے عزم اگر یہی مقرر
مرضی ہے اگر یہی تو بہتر

سر جیسے ہے زیرِ بارِ احسان
ہو پُشت بھی زیر بار انسان

فکرِ توشہ شتاب کیجیے
دام و دد کے کباب کیجیے

کھالون کی بنایئے پکھالین
اتنا ہو کہ ایک ہفتہ کھالین

سامانِ ضروری کرکے تیار
پُشتِ سیمرغ پر کیا بار

اُس تختِ ہوائی پر چڑھا وہ
جادو کی مثال سر چڑھا وہ

سیمرغ ہوا تھا عرش جویا
معراج یہہ عشق کی تھی گویا

بارھوین داستان

طے کرنا شاہزادے کا بحور ہفتگانہ کو اور پہنچنا شہرِ واقاف مین اور ملاقات کرنا صنوبر بادشاہ سے پھر وارد ہونا سوسن کا نامۂ رشکِ پری لیکر اور جوابِ نامہ لکھنا ماہ رخ کا ◆

ہان اے مرے کلکِ قدس طینت
دستِ قدرت کے زیب و زینت

ہان اے مرے خامۂ پریخوان
لوزی انگشتِ دستِ یزدان

ہان میرے سخن بہار خامہ
رنگین ہو رقم جوابِ نامہ

تقدیر کی چل گئی سفارش
سامان ہے بہم پئے نگارش

دو صفحے ہین دو بیاضِ رخسار
ہر ایک ورق ہے چہرۂ یار

ہر تختۂ مشق لوحِ سینہ
مضمونِ لطیف کا سفینہ

ہے دیدۂ حور کی سیاہی
روشن ہے عجب یہہ روشنائی

موجود برائے سوف ہے خال
ہر نالِ قلم پری کا ہے بال

مژگانِ دراز و چشمِ حلقہ
ہے میرے لیے دوات و خامہ

اللہ رے اہتمامِ تحریر
یہہ نامِ خدا ہے نامِ تحریر

بیتاب نہ کیون ہو دل بغل مین
قلمین مری زلف کی ہین قلمین

اشعار نہ کیون ہون پُرلطافت
دیکھو مری کلک کی نزاکت

پھولون کی چھڑی قلم ہے میرا
موتی کی لڑی قلم ہے میرا

ہان اے قلمِ شگوفہ اندام
آغازِ سخن کا ہو سرانجام

وہ داغ نہ جبین پر دینہ
راجہ اندر کا آبرو ریزہ

وہ کاخِ فلک کا نقش پرداز
سیمرغِ سوارِ عرش پرواز

اونچا ہو کر ہوا غبارا
پیشانیِ آسمان کا تارا

ملتی ہوئی سیر تھی قمر مین
سیرِ کرۂ زمین نظر مین

دن کو خورشید جلوہ گر تھا
شب کے لیے دوسرا قمر تھا

گردون نے خوشی سے چرخ مارا
دل سے مہ و مہر کو اُتارا

سیارۂ ہشتمی جو پایا
دستار کا پھول اُسے بنایا

خورشید نے دیکھا چشمِ بد سے
جلنے لگا آتشِ حسد سے

در پردہ عدو مہِ شبینہ
رکھتا تھا جگر پہ داغِ کینہ

جاتی تھین لیے ہوئے ہوا سا
امواج ہوا حباب آسا

جب روئے زمین کے رخ نظر کی
جاکر سرِ آب پھر نہ سر کی

دیکھا قلزم محیط و موّاج
برپا کیے اک تلاطم امواج

قلزم کا تموّج ایک گونہ
طوفانِ نوح کا نمونہ

پشت سیمرغ کشتیِ نوح
عنقا تھا وہان پہ نامِ ذی روح

قہرِ قلزم سے آب پُر شور
پانی کا نہ چھپ سکا کہین چور

چکر مین پڑی ہوئی فلک کی
بے لنگر و بادبان تھی کشتی

گنبد جو فلک کا بے بہا تھا
ڈونگے کی طرح سے بہ رہا تھا

سہمے دیکھ اُس کی ہولناکی
مرغِ آبی ہوائے خاکی

گھڑیال مگر تھے سونس ناکے
کھوئے ہوئے سب عدم کے ناکے

شہزادہ کے دل مین ڈر سمایا
جائے خور و نوش خوف کھایا

ڈر ڈر کے کہا کہ یا الٰہی
کشتی کی مری نہ ہو تباہی

دل جیسے ہے غرقۂ تلاطم
تن ہو نہ کہین غریقِ قلزم

رکھتا ہے جہازِ مرغ پیکر
مستول نہ بادبان نہ لنگر

رہبر ہے کوئی نہ رہنما ہے
اپنا تو خدا ہی ناخدا ہے

یارب حائل نہ کوئی شئے ہو
یہہ مرحلہ خیریت سے طے ہو

کھائے نہ یہہ موج کا تھپیڑا
اللہ لگائے پار بیڑا

بیڑا نہ ہو رہے یہہ رہ پہ
ہر پر کو عطا ہو زورِ شہپر

جاتا تھا وہ مرکب ہوائی
اُڑتا تھا ہوا جس طرح ہوائی

طے کر گیا وہ پرندِ دانا
اک ہفتہ مین بحرِ ہفتگانہ

کاٹے وہ دن گھڑی گھڑی گن
واقاف کا دن تھا آٹھون دن

پایان یمِ بیکران نے پایا
انجامِ محیط پیش آیا

دیکھا دنیا کو لامکان سے
فرشِ خاکی کو آسمان سے

ہر سو تھی نگاہ بہرِ واقاف
دیکھا ناگاہ شہرِ واقاف

بادی نے تھا آسمان دکھایا
خاکی عنصر زمین پہ لایا

اک پل مین مثالِ وحی ناگاہ
اُترا بامِ فلک سے وہ ماہ

مرکب نے اُتارا اپنا انبار
ہلکا ہوا بار سے گرانبار

سیمرغ نے یادگار شہپر
مہرخ کو دئیے یہہ بات کہکر

مشکل جو پڑے تو پر جلانا
موقوف اس پر ہے میرا آنا

اک گوہرِ بے بہا کا دانا
رخصت ہوا دیکے مرغِ دانا

دُردانۂ بے نظیر باآب
نادر بے نقص و عیب نایاب

قیمت مین خراجِ ہفت کشور
قامت مین ترنج کے برابر

لیکن وہ دُرِ یتیم و شہپر
تا سلطان پہچان جیسا وہ گوہر

پہلو مین جو دل کے تھے جوانب
تھے پیش نظر ہر ایک جانب

اک شہر پناہ شہر دیکھی — شکلِ سدِ سکندری تھی
ہر در درِ فتح سا کھلا تھا — آغوش کشا ہر اک در اتھا
پایا جو فتوح کا کھلا در — فاتح نے قدم بڑھایا اندر
دیکھا اک شہر عرش بنیاد — معمورۂ حسن حسن آباد
اُس شہر کا شہریار دلبر — رشکِ شمشاد تھا صنوبر
شاہِ وافر تمیز تھا وہ — جانِ ہر دل عزیز تھا وہ
سلطانِ کریم نیک عادل — باشندے حسین خلیق باذل
غلمان حور و پری جن وانس — ہمشکل تھے ہم قماش ہم جنس
جو گھر تھا وہ تھا پری کا مسکن — ہر خانہ تھا دلبری کا مسکن
ہر ایک دکان تھی حسن کی کان — الفت کا بھرا ہوا تھا سامان
ہر جنس کی بے بہا بہم جنس — ہر قسم کی تھی وہان نہ کم جنس
انبارِ دکان ہین یون تھا سامان — جیسے دلِ عاشقان ہین ارمان
سودے کے ہزار ہا خریدار — الفت نے کیا تھا گرم بازار
ہر سو صنمانِ کافری کیش — جنسِ عشوہ کیے ہوے پیش
حسنِ نمکین صبیح اُن کا — ذی روح ہر اک ذبیح اُن کا
شوخی و کرشمہ و شرارت — نایاب بضاعتِ تجارت
ہر چینِ جبینِ جفا کی بانی — ارزان تھی متاعِ سرگرانی
آنکھون مین تھی گردشِ سپہری — ہر گرم فروغ سرد و مہری
شور ارنی و لن ترانی — عاشق معشوق کی زبانی

روشن ہر سمت داغ دل کے / جلتے تھے وہان چراغ دل کے
زر دان کا زرِ گلِ محبت / سکّہ تھا وہان کا داغ الفت
گو عشق کے ہر طرف تھے پہرے / لُٹتا تھا شکیب دن دوپہرے
کیفیتِ شہر و سیرِ بازار / ہر رخ کو کیے تھی محوِ دیدار
گزری شمشاد کی سواری / مانندِ نسیمِ نوبہاری
شمشاد جوانِ سرو بالا / اقبال کا جس سے بول بالا
فرزانہ منش ندیمِ سلطان / پردہ دارِ حریمِ سلطان
خلقت مین تھی میہمان نوازی / طینت مین سرشتِ پاکبازی
کرتا تھا جدا نہ شاہ دم بھر / شمشاد تھا سایۂ صنوبر
مہرخ پہ پڑی نگاہ شمشاد / حیران ہوا دیکھکر پریزاد
جامے مین مسافرت کے انسان / خورشید سا گردِ رہ مین پنہان
بشرے سے عیان شکوہِ صولت / اقبال غلامِ خود بدولت
سائے کی طرح پرِ ہما کے / سائے مین کھڑا ہوا خدا کے
تسخیرِ پہ ماہ کا تھا اختر / شمشادِ روان ہوا مسخّر
حاضر ہوا حاضرات کی شکل / کی عرض ہے گم غلام کی عقل
کس قاف کے آپ ہین پریزاد / کس باغ کے آپ سروِ آزاد
شمشاد ہین آپ کس چمن کے / شمعِ روشن ہین کس انجمن کے
حضرت کا ہوا کہان سے آنا / ہے پیش نظر کہان کا جانا
منظورِ نظر اگر ہو راحت / موجود ہے بہرِ استراحت

دار و صادر کا کفش خانہ — فرمایئے لطفِ خسروانہ
فردوس ہو خانہ باغِ شمشاد — روشن چشم و چراغِ شمشاد
شاہون کے ہے داخلِ مدارا — شاہانہ نواختنِ گدا را
تشریف شریف گھر پہ رکھیے — دل پر آنکھون پہ سر پہ رکھیے
تحفہ سودا غرض سمجھکر — بازار سے اُس کو لے گیا گھر
حاضر کیا عطر پان حُقّہ — شیرینی گزک شراب میوہ
جلسہ ہوا بے تکلفانہ — پوچھا ہنسکر تلطفانہ
آفات کو سہکر اے دلاور — اس شہر مین آئے کسطرح پر
مہرخ نے حسب نسب بتایا — گذرا جو کچھ تھا سب سُنایا
پوچھا کہ عزیز جان برادر — گل کرد چگونہ با صنوبر
یہہ سُن کے ہوا اُسے جو سکتا — مُنہ رہ گیا ماہ رخ کا تکتا
شمشاد نے عرض کی کہ حضرت — مانع ہین مراسمِ محبت
ہوتا نہ اگر بہم تلطف — کرتا ابھی قتل بے تکلّف
کھنچتا ہے یہان بحکمِ سردار — ایسے خود سر کا سر سرِ دار
مختار ہو مانو یا نہ مانو — پتھر کی لکیر اس کو جانو
سُلطان سے گزارشِ حال — پاؤ چلکر سزاے اعمال
جانباز تھا جان پر وہ کھیلا — شمشاد کے ساتھ مین اکیلا
آیا دربار مین خوشی سے — دھوئے ہوئے ہاتھ زندگی سے
آداب دعا بساط بوسی — جو رسمِ ادب تھی وہ ادا کی

پھر نذر دیا دُرِ دلاویز
خجلت سے کٹا ترنج پرویز
دیکھا سلطان نے سلیمان
غربت کے لباس مین پریشان
تقریر و وجاہت و قیافہ
ثابت کرتا تھا شاہزادہ
سلطان نے بلطف و مہربانی
کی دُرجِ دہان سے دُرفشانی
اپنی کہو پیشتر حقیقت
پھر گوہرِ بے بہا کی قیمت
ہے وصف مین کیا کلام اسکے
منہ مانگے ملینگے دام اسکے
مہرخ نے طلب کی جان بخشی
سلطان نے کہا امان بخشی
دربار مین یون ہوا وہ دُربار
بخت و دولت رہین مددگار
کیا عرض کرون حضور کیا ہون
اک خانہ بدوش بےنوا ہون
سیاحِ تہی غریب تاجر
مظلوم لُٹا ہوا مسافر
ہے قیمتِ دُر یہی مقرر
گُل کر دے چگونہ با صنوبر
حاضر ہوا چھوڑ کر وطن کو
سر سے باندھے ہوئے کفن کو
زنہار نہ ہونگا دست بردار
پاداش مین گو کہ سر ہو بردار
سلطان نے کہا کہ خاک بنیاد
ہوتی سی کر آبرو نہ برباد
افسوس زبان کا سہارا
دیکر تجھے مین نے قول ہارا
اصبح کو شکلِ مہرِ خاور
تا قصۂ گل کہے صنوبر
دربار سے اُٹھ گیا جو خاقان
عقدِ پروین ہوا پریشان
شمشادِ سرو قد کے ہمراہ
آیا منزل پر اپنی وہ ماہ
کچھ آپ ہی آپ دل تھا بیتاب
زایل ہوئی خواہشِ خور و خواب

لیٹا ہوا صحن مین مکان کے | تارے گنتا تھا آسمان کے

زورِ غمِ جانِ ناتوان پر | نامِ رشکِ پری زبان پر

تھی وردِ زبان دعاے صلت | سوسن پہنچی اثر کی صورت

بیتابیِ شوق نے اُٹھایا | جذبِ دل نے گلے لگایا

پوچھا کہو خیریت پری کی | بولی نہین خبر خود سری کی

کچھ خیر ہے خیریت کہان کی | سر پاؤن کی ہی خبر نہ جان کی

نکلی جو براے قاصدی مین | شکلِ پیکِ نظر پھری مین

مہرخ کی تلاش مین ملاے | قلابے زمین و آسمان کے

درپیش سفر تھا لامکان کا | گم ہو کے پتا ملا نشان کا

کھولا بازو سے دفترِ غم | قاصد نے دیا بچشمِ پُر نم

منظورِ نظر کا نامہ پایا | کحل البصر آنکھ کا بنایا

کھولا وہ نوشتۂ محبت | ہلکی نقطون سے بوے اُلفت

احوالِ دلِ شکستہ دلگیر | پایا بخطِ شکست تحریر

مضمونِ جراحتِ دلِ زار | لکھا ہوا تھا بخطِ گلزار

کیفیتِ کاکلِ پریشان | خطِ سنبل سے تھی نمایان

لکھی ہوسِ وصالِ دلبر | خطِ توام مین تھی مکرر

دل مین جو بھرا غبار کچھ تھا | تحریر بخطِ غبار کچھ تھا

ہیجانِ تپِ غم و الم سے | لکھا تھا جلی خفی قلم سے

وہ نامہ تھا چشم کو بصارت | آسایشِ روح تن کو طاقت

آرام و دماغ دل کو فرحت
زور بازو و جگر کو قوت

تسکین تھا جان مضمحل کو
بیدل نے لکھا جواب دل کو

اے نیّرِ اعظمِ پرستان
مہرِ فلکِ وفا پرستان

اے نقش و نگارِ مسکنِ دل
اے رنگ و بہارِ گلشنِ دل

اے ناخنِ عقدہائے مشکل
اے شاہدِ رازِ خلوتِ دل

اے قرّۂ دلنواز جانہا
آسایشِ جانِ ناتوانہا

اے ماہِ شبِ درازِ مہجور
اے شمعِ شبِ فراق و مہجور

اے مشتریِ نیازِ عاشق
اے باعثِ فخر و نازِ عاشق

اے نازنین ماہروئے مہرخ
اے مہرِ خجستہ خوئے مہرخ

تو مہرِ نگار مین ہون شبنم
تو صبحِ وصال مین شبِ غم

مین ذرۂ ریگ تو ہے خورشید
مین تشنہ دہان تو جامِ امید

مین زخمِ جگر تو مرہمِ دل
تو دلبرِ شوخ مین غمِ دل

تو جانِ جہان جہانِ خوبی
تو روحِ روان روانِ خوبی

مین نقشِ زمین تو عرش جاگیر
مین حرفِ غلط تو کلکِ تقدیر

تو مردمِ دیدہ کے لیے نور
کاشانۂ دل کی شمعِ کافور

اے رشکِ پری پری ہو گر تو
سایہ نہ دریغ مجھسے کر تو

مجنون کو یہہ روز پیش آیا
لیلیٰ شبِ ہجر نے بنایا

چہرے سے یہہ رنگ کھل گیا ہے
سودائے رخِ پری ہوا ہے

جو لالہ ہے داغ ہے جگر مین
جو باغ ہے دشت ہے نظر مین

تو ہے گلِ پُر بہارِ عالم	تو رونقِ لالہ زارِ عالم
جو گل ہے وہ خار ہے نظر مین	جو نخل ہے دار ہے نظر مین
گلزار نہ کس لیے ہو باغی	گلزار ہے تجھسے لالہ داغی
جا آپ کے دل کو دل مین دی ہے	مہمانی دل جگر نے کی ہے
مہمان یہہ عزیزِ دل ہے دلبر	صدقے دل و جان ہین ایسی دل پر
آنکھون کو براہِ میہمانی	ہے مدِّ نظر نگاہ بانی
حاضر ہین جو ہین حواس میرے	دلجوئی کو دل کے پاس تیرے
جو ربط بڑھا ہے دل کو دل سے	پیدا ہے سرشتِ آب و گل سے
پہلو مین ہے دل پئے حفاظت	شیشے کی طرح ہر ایک ساعت
آرایشِ نامہ ہے جو تصویر	ہے زینت و زیبِ کلکِ تقدیر
دیکھے جو یہہ نقشِ دلربائی	تصویر پرست ہو خدائی
رکھتی ہی نہین خدا کی پرسش	ایسی تصویر کی پرستش
یہہ لکھ کے لکھا خدا ہے دانا	جنگل کاٹے ہین دشت چھانا
تدبیر نے ٹھوکرین کھلائین	تقدیر نے گردشین دکھائین
صیدِ دام و رسن بنا مین	شکلِ سوسن ہرن بنا مین
آفات کا سامنا بلا کا	آفت کا مقابلہ قضا کا
وہ اژدہے کی شرر فشانی	سیمرغ کی وہ نگاہ بانی
مجمل کچھ ذکر شیر و زنگی	کچھ بختِ سیاہ کی دورنگی
پردے مین حروف کے دکھائی	خامے کی زبان سے سُنائی

خط قاصدِ خوش خبر کو سونپا
اللہ کو نامہ بر کو سونپا

تیرہوین داستان

قصہ بیوفائیِ گل زبانیِ صنوبر بادشاہ اور رخصت ہونا شاہزادہ ماہ رخ کا

ہان اے مرے خامۂ سخن سنج
میزانِ گہر ذخیرۂ گنج

ہان اے قلمِ فسانہ پرداز
افسانہ رقمِ فسون ساز

شاخِ گلِ گلشنِ نگارین
دیباچہ نویسِ حالِ پارین

مشہور سب اہلِ فن جہان کے
مشتاق ہین ختمِ داستان کے

احباب ہین برسرِ تقاضا
ہان اے مری کلکِ صفحہ آرا

ہان خامۂ گلفشان و گلباز
بُستان پرداز و گلستان ساز

پاکیزہ زبان سے بیان کر
گل کرد چگونہ با صنوبر

ہر پہلو سے ہر رقم سے تحریر
جو حرف کرون قلم سے تحریر

روشن مثلِ نجوم ہو جائے
مرزا کی جہان مین دھوم ہو جائے

نکتہ صنعت نہ کوئی چھوڑون
اس مثنوی پر قلم کو توڑون

دریائے سخنوری جو بہ جائے
نکتہ سنجون مین بات رہ جائے

شورِ نمکینِ مرحبا ہو
سامع کی زبان پر مزا ہو

ہیرے کی قلم ہے میرا
یاقوت رقم قلم ہے میرا

آئین مشہورِ دہر شاعر
جھولی بھر بھر کے لین جواہر

خامہ سے وہ فیضیاب ہوجائین
ذرہ سے وہ آفتاب ہوجائین

ہان اے قلمِ نظام شاہی
زیبا ہے تجھے کلام شاہی

شاہانہ کلام کچھ رقم کر
اقلیم سخن ہو تا مسخر

ہان اے قلمِ شگوفہ پرداز
پھر سلسلۂ سخن ہو آغاز

وہ پردہ درِ حجابِ بلبل
وہ غنچہ کشائے قصۂ گل

وہ نورِ نگاہِ چشمِ غربت
جانِ سفر و دلِ سیاحت

سویا لیلائے شب کے بر مین
جاگا گہوارۂ سحر مین

پہنچا دربارِ شاہ مین ماہ
خورشید نمط سحر کے ہمراہ

سلطان نے اٹھا دیئے سب اغیار
خلوت خانہ ہوا وہ دربار

بارہ زنگی کریہہ منظر
چہرے شبِ تار سے سیہ تر

گل پر کالی گھٹا سے چھائے
دربار مین دست بستہ لائے

گھیرے نہ تھے رو سیاہ گل کو
بھونرے سے لپٹے ہوئے تھے گل کو

زنگی نہ تھے گرد گلبدن کے
تھے مار سیاہ گردن کے

دیکھو نیرنگِ عشقِ بے پیر
گل کو پہنایا طوق و زنجیر

آہن کا نہ تھا وہ طوق کالا
اُس ماہ کا تھا سیاہ ہالا

کاکل جو رسا تھی تا بہ زنجیر
زنجیر تھی کاکلِ گرہ گیر

ہتکڑیان تھین پیش دست بستہ
بیڑی پسِ پا تھی پا شکستہ

زنجیر کیے تھی ہوش رفتہ ۔ تھا طوقِ گلو گلو گرفتہ
زنجیر کے جھونک سی لچک کر ۔ لہراتی کمر تھی ہر قدم پر
زنگی گلو بریدہ کا سر ۔ رکھا اک طشتِ زرین لا کر
شکار ایسا سمجھ کے خدّام ۔ لے آئی سگِ گلی گُل اندام
زربفت کی جھول طوقِ زرکار ۔ پہنے ہوئے تھا سگِ وفادار
سونے کی بھنور کلی پڑی تھی ۔ ڈوری موتی کی اک لڑی تھی
اک مسندِ زرنگار لا کر ۔ کُتّے کو بٹھا دیا بچھا کر
کُتا کہ سگِ عزیزِ جان تھا ۔ تا زیست رہا رفیق شہ کا
تحفہ عمدہ نفیس خاصا ۔ شاہی مطبخ سے ہر طرح کا
خوانون مین چُنا ہوا منگایا ۔ کُتّے کو تمیز سے کھلایا
اللہ ری یاوریِ قسمت ۔ کُتّے کے لیے تھا خوانِ نعمت
کُتّے کو طعامِ ہفت رنگی ۔ راتب سا کھلا چکے جو زنگی
پیشِ سلطان ادب سے آئے ۔ زنگی کا سرِ بُریدہ لائے
مارا جو چھری کو پڑھ کر افسون ۔ ٹپکے کچھ سر سے قطرۂ خون
دیکھو تو فلک کی فتنہ سازی ۔ ایجاد جفا ہوئی یہہ تازی
پس خوردۂ سگ کھلایا گل کو ۔ زنگی کا لہو پلایا گُل کو
رونے لگی پہلے وہ گلِ تر ۔ آنکھوں سے گرے دُرِ منور
پھر ہنس پڑی گل جو کھل کھلا کے ۔ منہ سے جھڑے پھول دلربا کے
آنکھوں سے گہر دہن سی کچھ پھول ۔ رونے ہنسنے مین حسب معمول

گل نے دربار مین گرائے — خدام ادب اٹھاکے لائے
سلطان نے گل و گہر دکھاکر — مہرخ سے کہا کہ اے دلاور
میری گل بیوفا یہی ہے — معشوقۂ دلربا یہی ہے
زنگی سرو گلو بریدہ — میرا ہے رقیب شوخ دیدہ
مسند پہ ہے جو سگ نمکخوار — میرا یہہ رفیق ہے وفادار
یہہ وقعت و احتشام و اکرام — کتے کی وفا کا ہے سب انعام
جو خواری و ذلت اسنے پائی — گل کی ہے سزائے بیوفائی
ملتا ہے وہی جو کچھ لکھا ہے — تقدیر مین جو بھلا برا ہے
ہو جاتے ہین نیک نام بدنام — بدنام ہوئے ہین نیک انجام
قسمت سے نہین کسیکو چارہ — انسان و پری کا کیا اجارہ
حیرت مین یہان ہر اک ملک ہے — چکر مین پڑا ہوا افلاک ہے
اک روز شکار کو گیا مین — برگشتہ نصیب کھو گیا مین
جنگل تھا نشان راہ بھولا — پھرتا رہا جس طرح بگولا
دوپہر مین خون کرکے پانی — صحرا کی تمام خاک چھانی
جنگل نہین کان تھا بلا کا — صحرا نہین دشت کربلا تھا
تپتی تھی زمین ہوا تھی وان گرم — جلتی ہوئی ریت آسمان گرم
ہر سمت وہان لگی ہوئی آگ — ہر سو تھی وہان لگی ہوئی آگ
پائے ہوئے التہاب آتش — تھے خاک و باد و آب آتش
جو نخل تھا نار کا شجر تھا — دوزخ کا مگر وہ دشت گھر تھا

زورِ حدت کمال مین تھا ‏ خورشید وہان زوال مین تھا

ناگہ کیا تشنگی نے آگاہ ‏ پیاسے کو ہوئی کنوین کی پھر چاہ

اک غار مین اک کنوان تھا پنہان ‏ یوسف کو ملا وہ چاہِ کنعان

تھا خشک کیے فراقِ محبوب ‏ بے آب تھا شکلِ چشمِ یعقوب

عجلت مین نہ صاف و پاک دیکھا ‏ اندھا تھا کنوان نہ خاک دیکھا

جلدی سے کمر کسی ہوئی کھول ‏ پٹکے کی رسن کلاہ کا ڈول

مجبورانہ غرض بنایا ‏ اندھون کی طرح کنوین مین ڈالا

کیا چاہ مین سحر کا تھا لٹکا ‏ دل کے مانند ڈول لٹکا

تھا چاہ کی شکل سے نمایان ‏ یوسف کو کیا تھا اُس نے پنہان

الفت تھی خمیرہ آب و گل مین ‏ یوسف کی تھی چاہ اُس کے دل مین

چاہت کا کنوان تھا عشق کا چاہ ‏ نہرِ کوثر کو اُس کی تھی چاہ

چاہِ ذقنِ پریوشان تھا ‏ چاہِ بابل مگر کنوان تھا

تنگی مین کنوان تھا دیدۂ مور ‏ کنجوس کا دل کہ گبر کی گور

افلاس کا دستِ تنگ تھا وہ ‏ گویا دہنِ خدنگ تھا وہ

دو پریون کا وہ کنوان تھا مسکن ‏ دو جادوگرنیون کا مدفن

زر دشت نسب زنانِ فرتوت ‏ روحِ ہاروت و جانِ ماروت

پریان نہین چاہ مین نہان تھین ‏ آنکھون مین کنوین کی پتلیان تھین

یون چاہ مین وہ تھین ناہویدا ‏ جیسے دل مین رہے سویدا

یا جیسے جگر کے زخم مین چور ‏ یا جیسے لحد مین زندہ درگور

ناگاہ کنوئین سے آئی آواز
دانا ہے خدائے واقفِ راز

بیجرم ہین موردِ جفا ہین
مظلوم ہین زیست سے خفا ہین

بندی ہین اسیر ہین الم مین
قیدی ہین پڑے ہین چاہِ غم مین

اس چاہ سے جو ہمین نکالے
خالق اُسے چاہ مین نہ ڈالے

کچھ ڈر لگا کچھ ترس سا آیا
کچھ خوفِ خدا سے خوف کھایا

رسّی سے نکالا پیرزن کو
اوگلا کالے نے اپنے من کو

کھینچا وہم کی مثال اوپر
حسرت کی طرح نکالا باہر

تھین چاہ مین صورتِ زلیخا
شکلِ یوسف اُنہین نکالا

نکلین مانندِ ماہِ نخشب
نکلین لفظون سے جیسے مطلب

نکلین جیسے کہ دل سے ارمان
نکلین قالب سے جس طرح جان

نکلین دو زنانِ نیم مردہ
کہنہ سِن اور سالخوردہ

ضعفِ پیری سے تن بدن سُن
کوزہ پشت و دراز ناخن

موئے سرِ روئی کے تھے گالے
مکڑی نے لگا دیے تھے جالے

دیکھا تو سی بہت پُرانی
رکھتی نہ تھین ساحری مین ثانی

قد خم ہو کر ہوا کمانچا
تن سوکھ کے رہگیا تھا ڈھانچا

رگ رگ ہوئی سوکھ کر تانت
مُنہ مین دانت اک نہ پیٹ مین آنت

سینہ مین بھرا ہوا تھا کینہ
جیسے کہ دفینہ مین خزینہ

کہنے لگین اے عزیزِ دلخواہ
اس قاف مین ایک ہے شہنشاہ

دل مین نہین مہر و مہربانی
ہے قہرِ خدا کی حکمرانی

رسوا کیا شہر سے نکالا
اندھا کیا اس کنوین مین ڈالا

ہوتے نہ اگر نصیب سوتے
کیون چاہ مین آبرو ڈبوتے

اس دشت کے پار ایک دریا
اک چشمہ سے اشک سا ہی نکلا

ریت اُس کی برادۂ طلا ہے
پانی چاندی کا بہہ رہا ہے

کنکر پتھر جواہرین ہین
کہتے یہی جملہ ماہرین ہین

دریا مین ہے ایک گائے بحری
ہے رنگ کھلا ہوا سنہری

قوت مین ہے فیل کے برابر
قامت مین نہال سے تناور

سیمین اندام و سیم تن ہے
تن نقش و نگار سے چمن ہے

آنکھین سونے کی عنبرین بال
شاخِ مرجان کے سینگ اک ڈال

مُنھ لعل کا دانت ہین گہر کے
گردن ہے یشب کی کان زر کے

ہیرے کی جڑاؤ ایک قلم ران
ناک آبِ طلا کی سربسر کان

یاقوت زبان زمردین دُم
توصیف مین اُس کی عقل ہے گم

گوسالۂ سامری ہے وہ گائے
جس سے ثورِ فلک بھی شرمائے

چلتی پھرتی ہے خشک و تر مین
کھاتی پیتی ہے بحر و بر مین

بر مین صحرا کے دوب چرتی
گوبر ہے کنار بحر کرتی

رشکِ گاوِ زمین ہے وہ گائے
گوبر اگر اُس کا جاکے تولائے

سرمہ سا ہم آنکھ مین لگائین
دو اندھے ہین چار آنکھین پائین

گوبر نہین جان سرمہ کی ہے
صد رشکِ گلِ بکاولی ہے

انجن سا جو آنکھ مین لگائے
پُھلّی جالے کا دُھند جائے

آنکھون کے پڑین کبھی لالے — اندھے ہو جائین آنکھ والے
تاراسی کھلین یہہ بند آنکھین — روشن مہر سے دو چند آنکھین
اندھے ہو کر جو پائین آنکھین — شاہنشہ کو دکھائین آنکھین
لانا نہ خطر مین تو مصائب — حاضر رہنا نظر سے غائب
القصہ اُٹھا گیا اور آیا — گو بر آنکھون مین لا لگایا
ظلمت مین نزولِ نور پایا — اندھون نے چراغِ طور پایا
روشن ہوئین شکل دستِ بیضا — جن آنکھون کا نور چل گیا تھا
بڑھیون نے کہا کہ ای جوانمرد — اندوہ مین تو ہوا ہے ہمدرد
تکلیف سہی ہماری خاطر — خدمت مین یہہ لونڈیان ہین حاضر
حسن خدمت کا کچھ صلا دین — نعم البدل آنکھ سے دکھا دین
بند آنکھ تھی جب کرم کو دیکھا — آنکھین جو کھلین قدم کو دیکھا
ہے باغ شہنشہی مین اک گل — رُخ گل قد سرو زلف سنبل
عکسِ رخِ گل وہ پُر ضیا ہے — منہ شرم سے مہر کا پھرا ہے
شہرت کا یہہ شور چار سو ہے — اُس گل کا نہ گل مین رنگ بو ہے
رخسار وہ صاف و پُر ضیا ہے — منہ آئینہ اپنا دیکھتا ہے
چل گلشنِ حسن کو دکھائین — بلبل تجھے گل کا ہم بنائین
مشتاق تھا اے اُڑین وہ پریان — لائین محلِ شہی مین پنہان
سمجھا کر اسو رِنیک بد سے — واقف کیا اپنی پھر مدد سے
بولین کہ یہہ راز فاش گر ہو — شاہنشہ کو اگر خبر ہو

فرمائے گا آگ لے کے لگاؤ
اس سوختہ جان کو جلاؤ

اُس وقت یہہ شہ سے عرض کرنا
جل جل کے لکھا تھا میرا مرنا

اس سوختنی کی ہے تمنا
تا سہل ہوا استخوان کا جلنا

روغن مرے جسم پر ملا جائے
شعلہ مجھے نفت سا جلا جائے

مل دینگے وہ روغنِ طلسمات
پہنچے نہ ذرا گزند و آفات

یہہ کہکے ہوئین روانہ پریان
آفت ہوئی چشمِ فتنہ گریان

اک شوخ کو زیبِ تخت پایا
سوتا ہوا اپنا بخت پایا

راحت مین تھی چشمِ نرگسی بند
آرام مین تھی وہ ماہ خورسند

رُخ سایۂ زلف ناز مین تھے
دو شمس شبِ دراز مین تھے

چہرہ فردوس کا تھا ہمدوش
جنت کا کنار اُس کا آغوش

گُل رو تھی وہ گلبدن گل اندام
گلرخ گلبرگ تن تھی گلفام

گل پیرہنی تھی اُس پہ طرّا
اُس سروِ سہی کا نام گُل تھا

تھی خواب کی بسکہ بےحجابی
حاصل تھی نظر کو کامیابی

آنکھون نے بہارِ حسن لوٹی
قسمت رہی وست ولب کی پھوٹی

آنکھین رہین محوِ رخ پرستی
خواہش کی ہوئی دراز دستی

کچھ پاس رہا نہ پھر ادب کا
بوسہ لینے کو لعلِ لب کا

کس شوق مین مینے سر جھکایا
مُنہ کو مین قریب مُنہ کے لایا

سُنکر تارِ نفس کی آواز
بیدار ہوئی وہ مایۂ ناز

دونون کی ہوئین دوچار آنکھین
دلدادہ جگر فگار آنکھین

پہلے تو ذرا چرائین آنکھین | پھر غصہ مین کچھ دکھائین آنکھین
بگڑی وہ نگار شوخ بن کے | قدمون پہ گرا مین سیم تن کے
معشوقانہ مجھے اُٹھایا | محبوبانہ گلے لگایا
مشتاقانہ لڑین نگاہین | بیتابانہ کھنچین کچھ آہین
باہم دونون کے تھے دل آئے | بے باکانہ مزے اُڑائے
یہہ دیکھ سکا نہ چرخِ حاسد | نیت ہوئی آسمان کی فاسد
شاہنشہ نے یہہ راز پایا | گل کو گلچین نے ہے اُڑایا
پکڑا گیا جرم کی خطا مین | مین دل کی طرح پھنسا بلا مین
عاشق تھا یہہ مجرم شہانا | تجویز سزا ہوئی جلانا
دل آتشِ عشق سے جلا تھا | جلنا تنِ زار کا سزا تھا
فرمان دیا ناریون کو اکبار | صحرا آتش سے کر کے گلنار
ہیزم سا یہہ شوخ چشم ڈالو | دزدِ جرمِ شہی جلادو
بیٹے با دب کہا کہ شاہا | پیش آیا نصیب نے جو چاہا
مجرم ہون حضور کا خطاوار | اقبالِ قصور سے گنہگار
لیکن کرم شہی ہے موفور | شاہا مری التجا ہو منظور
تیار جب آتشین ہو گلخن | جونکین ملکر بدن پہ روغن
تکلیف جلانے مین نہ دے آگ | باروت کی شکل لے اُٹھے آگ
سلطان نے کیا یہہ حکم جاری | مشعل کی طرح جلے یہہ ناری
روغن مین فتیلہ سا ڈبو کر | رکھوائے آگ مین بھگو کر

پریون نے خوشی خوشی بہ تعجیل
کی حکمِ شہنشہی کی تعمیل

تھا مدِ نظر جو حفظِ جسمی
کی مالشِ روغنِ طلسمی

مالش سے ہوا بدن جو کالا
آتش مین مجھے اُٹھا کے ڈالا

تھی آتشِ طورِ عشقبازی
شعلے نے نہ کی زبان درازی

کرتی نہ تھی جسم پر اثر آگ
گلزارِ خلیل تھی مگر آگ

لالے کا کھلا ہوا تھا گلشن
محفوظ رہا یہہ پھول سا تن

بھڑکا کے مثال آتشِ گل
پہنچا نہ مجھے گزند بالکل

تھی مہر رخون کی تابشِ رخ
شعلہ رویون کی آتشِ رخ

مجکو جو نہ کچھ جلا سکی آگ
کیا کیا مرے ہاتھ سے جلی آگ

دل آتشِ عشق سے بھرا تھا
دو دوزخون مین مقابلا تھا

نارِ دل کی شررفشانی
اس آگ کو کر رہی تھی پانی

جل بجھ کے ہوئی جو آگ خاموش
زندہ مجھے پاکر اُڑ گئے ہوش

بھاگ گئے اُڑتے ہوئے شرر وار
ناری جو تھے محافظِ نار

سلطان سے کہا کہ جان پناہا
دارا دربان جہان پناہا

مجرم ہے عجب خدا رسیدہ
کامل درویشِ حق گزیدہ

جیتا ہے وہ صورتِ سمندر
خالص نکلا ہے صورتِ زر

سلطان سے وزیر نے یہہ کی عرض
اس بندے کی بندگی ہوئی فرض

شاہنشہ نے کہا کہ بہتر
نذرِ بلبل ہو یہہ گلِ تر

وہ روز تھا عید سا مبارک
بلوا کے مجھے کہا مبارک

موقوف ہے اس پہ گُل کی شادی — ہو آپ کے ساتھ گل کی شادی
بیٹے بھی کیا خوشی سے منظور — شادی وہ ہوئی کہ چشم بد دور
گھوما کرے صبح و شام گردون — دیکھے نہ یہہ احتشامِ گردون
اسبابِ کثیر نقد زیور — رخصت کیا گُل جہیز دیکر
گل کھائے ہوئے تھا عشق کا مین — گُل سے لیکے غرض ہوا ہوا مین
گل کو لیے باغ باغ آیا — ظلمت کدہ کا چراغ لایا
تقدیر سے یہہ نہ آگہی تھی — گُل ہی افسوس داغ دے گی
پا کر مجھے نیم شب مین غافل — جاتی تھی کہین وہ ماہ کامل
پھر نورِ سحر سے واپس آتی — قسمت سا مجھے وہ سوتا پاتی
گذرا اسی شکل اک زمانا — معمول رہا وہ آنا جانا
خوشبوئے وفا نہ گُل مین پائی — کھلنے لگا رنگِ آشنائی
دیکھو تو زمانہ کی دورنگی — گل کو کیا عندلیبِ زنگی
گل اُسپہ ہزار دل سے مفتون — گوری لیلا سیاہ مجنون
تھی فکر جو پیش آنیوالی — اُلجھن مین تھی جان میری ڈالی
تشویش نے خواب کو بھگایا — نقشِ تقدیر نے جگایا
بند آنکھہ مگر تھا دل خبردار — سوتا مجھے جانکر وہ بیدار
اُٹھی پہلو سے درد کی شکل — پیچھے ہوا مین بھی گرد کی شکل
قبضہ مین تھی اک برہنہ تلوار — ساتھی تھا یہی سگِ وفادار
پہنچی ایوانِ زنگ مین گُل — آئی قیدِ فرنگ مین گُل

ظلمت کدہ مین ہوئی وہ داخل　　جیسے کہ گہن مین ماہِ کامل
پُوچھا حبشی نے باعثِ دیر　　گل نے کہا سب ہوا تھا جو پھیر
مانا نہ وہ حیلۂ در زنگی　　لایا اک تازیانہ زنگی
جس گُل پہ نہ پھول کی چھڑی بھی　　بھولے بھٹکے کبھی پڑی تھی
افسوس کہ اُس کو تازیانے　　مارے زنگیِ بے حیا نے
دونون شیر و شکر ہوئے پھر　　یکجا شام و سحر ہوئے پھر
آنکھون مین سمایا جیسے کاجل　　چھایا مہ پر سیاہ بادل
کیا حضرتِ عشق کے ہین نیرنگ　　دوڑا کافور پر سیہ رنگ
ظلمات سے نکلا آبِ حیوان　　گل کے قالب مین پڑ گئی جان
دیکھا گل کا جو یہہ رو تیرہ　　آنکھون مین ہوا زمانہ تیرہ
حملہ آور ہوا کمین سے　　دشمن سا ملا عدوِ دین سے
زنگی کی ہوئی یہہ گُل مددگار　　تازیِ رفیق تھا مرا یار
زنگی پہ چلا سگِ یگانہ　　اُس کلب نے مارا تازیانہ
تازی نے جو تازیانہ کھایا　　زنگی کو شکار سا دبایا
اقبال نے کی جو سرپرستی　　حاصل ہوئی مجکو چیرہ دستی
سرِ زنگیِ خیرہ سر کا کاٹا　　کشتون سے تمام دشت پاٹا
دو اک جو بچے ہوئے وہ مفرور　　ہین دارِ شہی مین آیا منصور
منجملہ ہے اُن کے ایک بیدین　　مخفی تہِ تختِ شاہ ماچین
دلچسپ سُنی جو یہہ کہانی　　شاہِ واقاف کی زبانی

مہرخ نے کہا کہ حضرتِ من | مشہور ہے بیوفائیِ زن
جو دیجے اسے سزا سزا ہے | اس بوالہوسی کا یہہ مزا ہے
سلطان نے کہا سن اے مسافر | درکار ہو گر زر و جواہر
پُر زر موجود ہے خزینہ | زر کرتے نہین سخی دفینہ
مہرخ نے کہا شہ خردور | محتاج نہین غریب پرور
مفلس ہون نہ مالدار ہون مین | تاجر ہون نہ شہریار ہون مین
مین بندۂ زر ذرا نہین ہون | درویش ہون پر گدا نہین ہون
افلاس مین تن ہے دل نہین ہے | لالچ مری آب و گل نہین ہے
پائے ہمت بڑھا کرائے شاہ | یان دستِ طلب کیا ہے کوتاہ
کرنا مہمان کو رضا مند | خاوندی ہے آپ کی خداوند
یہہ کہہ کے وہ رہ نوردِ غربت | شہ سے ہوا مثلِ ہوش رخصت
خوش آیا فرودگاہ پر وہ | درویش سا خانقاہ پر وہ

چودھوین داستان

واپسی شاہزادۂ ماہ رخ کی طرف وطن کے اور اثنائے راہ مین ہمراہ لینا ملکۂ جمیلہ بانو اور دختِ سالار اور ملکۂ مہرانگیز اور رشک پری کو اور پہنچنا وطن مین اور ملنا مان باپ سے

اے رنگ دہِ ریاضِ عالم　　بسم اللہ بیاضِ عالم
موزون کنِ قامتِ صنوبر　　رنگین سازِ رُخِ گلِ تر
صیقل گرِ گردۂ مہ و مہر　　صورت گرِ چہرۂ پری چہر
روشن گرِ چشمِ انجم و اختر　　شیرازہ بندِ ہفت کشور
سرمہ کشِ دیدہائے بینش　　گلدستہ بندِ آفرینش
قیمت افزائے پارۂ سنگ　　جوہر دہِ سنگِ لعلِ خوشرنگ
خلاقِ زمین و آسمانہا　　جان و روح و تن و روانہا
شاہنشہِ بے نگین و بے تخت　　قسمت بخشِ نصیبہ و بخت
عالم کو ہے تجھسے نیضیابی　　ذرّہ ذرّہ سے ہے آفتابی
دی فہم کو تو نے رہنمائی　　بخشی سایہ کو ہے ہُمائی
دی عقل و خرد کو موشگافی　　دی فکر و خیال کو گرانی
بخشی ہے زبان کو خوش بیانی　　خامہ کو ہزار داستانی
اے منشیِ ہر چہار دفتر　　منظوم ثنائے نظمِ اختر
بے نطق زبان جو حرف زن ہو　　اعجاز نمائے سخن ہو
خامہ تحریر مین جو خم ہو　　ہر دائرہ شکلِ جامِ جم ہو
سیدھا جو ہو صورتِ صنوبر　　طوبیٰ سے ہو قد کشی مین ہمسر
تحریر جو حرف ہون نگین ہون　　ہر خاتمِ دل پہ زہ نشین ہون
ہو جائے صریرِ خامہ سے دنگ　　ہر نغمہ بلبلِ خوش آہنگ
موجون کی طرح چلے روانی　　دریا دریا ہو تر زبانی

ہر لفظ ہو دُرِّ دُرجِ تقریر | ہر نقطہ ہو نجمِ برجِ تحریر
خامہ جو رواں دمِ رقم ہو | خط میں خطِ عارضِ صنم ہو
دندانِ سمنبراں ہو تشدید | جزم روشن ہو نجمِ ناہید
ہوں زیر و زبر بتوں کی مژگاں | نقطے خالِ رخِ حسیناں
ہر پیش خمیدہ نوکِ گیسو | سطروں کی صفیں صفانِ ابرو
حرفوں کی کشش قدِ کشیدہ | لفظوں کی روش گلِ رسیدہ
ہاں فکرِ ہما کمند مرزا | طبعِ جدت پسند مرزا
تاریکیِ شب ہوئی جو راہی | چھوٹی رخِ صبح سے سیاہی
بدلا شبِ ہجر کو سحر نے | پھرا دیا شمس کو قمر نے
واللیل کو ختم کر کے خورشید | والفجر کا کھولنے لگا بھید
پھیکی سی ہوئی سیاہیِ شب | روشن ہوا والضحیٰ کا مطلب
کٹنے لگا رنگِ لیلیِ لیل | جیسے رخِ ماہ پارہ سے میل
چھٹنے لگی زلف کی درازی | بھولی سب اپنی ترکتازی
گھٹنے لگے عمرِ شام کے دن | پہنچا شب کا تمام کو سن
بڑھتا ہوا آیا ترکِ نوروز | روزِ فرخ سعید و فیروز
غائب ہوا لشکرِ صف آرا | پوشیدہ ہوا نظر سے تارا
مستور نجوم سے تھے سحر بھی | آیا کوئی نہ پھر نظر بھی
آئی جو بہارِ صبحِ عشرت | رخصت ہوئی شب خزاں کی صورت
جانِ رفتہ جہاں میں آئی | اٹھی پئے بندگی خدائی

بیٹھے بہرِ وضو نمازی — استادہ پئے جہاد غازی
آویزۂ گوش اذان کی آواز — مرغانِ سحر ترانہ پرداز
تسبیح بدستِ حق گزیدہ — اوراد بلب خدا رسیدہ
عابد محوِ عبادتِ حق — زاہد غرقِ ریاضتِ حق
حافظ محظوظِ دورِ قرآن — قاری قرأت سے ناظرہ خوان
صوفی مصروفِ پاسِ انفاس — واعظ مشغول ایہا الناس
عاشق محوِ نظارۂ یار — روئے معشوق وقفِ دیدار
مستانِ صبوح کش مے آشام — راہی سوئے میکدہ بکف جام
رندِ آزادِ عاشقانہ — عازم طرفِ قمارخانہ
فاسق فسق و فجور میں گرم — آرایشِ طاق شیشۂ شرم
ترسا بچگانِ سامری فن — ایمان کے عدو خرد کے دشمن
بدمستِ خمارِ بادہ نوشی — استادہ برائے مے فروشی
اطرافِ دکانِ مے فروشان — ہنگامہ و شورِ بادہ نوشان
سو سو کر اٹھے بتانِ پرفن — راہی سوئے بتکدہ برہمن
گبر و ترسا سوئے کلیسا — گرجا چلے پیروانِ عیسیٰ
زنگولہ جرس ستا ناقوس — قرنا شہنائی نوبت و کوس
خوش خوش ہر سو لگے بجانے — صبحِ عشرت کے شادیانے
گلزار میں دی خبر صبا نے — گائے بلبل نے شادیانے
گل فرطِ طرب سے کھلکھلائے — پھولے نہیں جامہ میں سمائے

گلزار کی جان سروِ ناشاد — قمری نے کیا خوشی سے آزاد

شمشاد خوشی سے یہہ ہوا شاد — پایا دنیا مین نام شمشاد

تھا دورِ مئے طرب چمن مین — ساری تھا سرور انجمن مین

ہر ساغر و جام خندہ زن تھا — رشکِ فردوس ہر چمن تھا

مینا کے لبون پہ قہقہے تھے — مرغانِ چمن کے چہچہے تھے

آمد ہے بہار کی چمن مین — آمد پھر جان کی ہے تن مین

پژمردہ سمن برانِ بُستان — مُردے سے ہوئے شگفتہ خندان

ہان خامۂ نازنینِ مرزا — معشوقۂ دلنشینِ مرزا

مجلو تری شوخیون پہ ہے ناز — عالم کو دکھا نیا کچھ انداز

ہوتی ہے تمام شامِ غربت — آتی ہے چلی صباحِ وصلت

شہزادۂ کامگار و فرخ — رشکِ مہ و مہ جبین و مہرخ

پھرتا ہے زمانہ سا وطن کو — جاتا ہے بہار سا چمن کو

پھرنا یہہ نصیب کا ہے پھرنا — عاشق کو حبیب کا ہے پھرنا

پھر تو بھی سرورق روان ہو — پھر نظم جدید داستان ہو

پھر جاہ و جلال کا وہ دلبند — اقبال کا ارجمند فرزند

سیاحِ سیاحت و سفر کا — تھا شام سے منتظر سحر کا

گزری جو دل و جگر پہ گزری — شب منتظرِ سحر پہ گزری

نکلا وہ دمِ سحرگہی مین — نکلا خورشید ہمرہی مین

تنہا نہ تھا وہ بلند پایہ — ہمراہ تھا ہمرہی کو سایہ

طے کر کے وہ ماہ منزلین چند — ہو کر رہِ واپسی کا پابند
صد شکر سلامتی سے بارے — جا پہنچا محیط کے کنارے
سیمرغ کا پر تھا بالِ عنقا — اقبال کا بال پر ہما کا
سیمرغ کی لو مین پر جلایا — لپکا ہوا شعلہ سا وہ آیا
حاضر ہوا حاضرات کی شکل — کی عرض کہ اے نجات کی شکل
کیون یاد کیا ہے کام کیا ہے — کیا فکر ہے اہتمام کیا ہے
مہرخ نے کہا کہ اے مددگار — امداد ہے واپسی پہ درکار
سیمرغ نے عرض کی بہت خوب — توشہ کا بھی ہو قدیم اسلوب
القصہ تمام کر کے سامان — بیٹھا سیمرغ پر سلیمان
راہی ہوا مرکبِ ہوا دار — اُترا اِس پار سے وہ اُس پار
پھر دشت تھا اور دشت گردی — پامردی کے ساتھ رہ نوردی
منزل کو دو منزلہ بنا کر — اور قلعۂ زنگیان مین آ کر
وحشت سالار کو لیا ساتھ — راہی ہوا لیکے ہاتھ مین ہاتھ
گردش مین تھے شکلِ جام دونون — ملکر چلے صبح و شام دونون
رستے سے ہوئی جمیلہ ہمراہ — طے منزلین کر کے جملہ وہ ماہ
پہنچا بسوادِ مہر انگیز — بھیجا یہ پیامِ لطف آمیز
دیوانہ ہوا تھا جو کہ غائب — آزار اُٹھا کر اور مصائب
حاضر ہے ہوا بقدرتِ رب — دینے کو سوال کا جواب اب
القصہ نئے سرے سے دربار — آراستہ ہو گیا پھر اکبار

پوچھا گیا پھر وہی مکرر   گل کردہ چگونہ با صنوبر
مہرخ نے کہا یہ مُسکرا کر   حاضر کرو اُس کو جلد لاکر
زنگی جو ہے بیچا وہ بیدین   مخفی تہِ تخت شاہِ ماچین
حیران ہوئی پتے کی سُنکر   بولی وہ نگارِ نازپرور
کہنا بس اسیقدر ہے کافی   پایا میں نے جوابِ شافی
دو روز میں انتظام ہوکر   شاہانہ سب اہتمام ہوکر
اُس مہر کا ماہ سے کیا عقد   اجناس و ظروف و زیور و نقد
نقرہ و طلا زر و جواہر   بیرونِ شمار سب بظاہر
سامان اسباب اور اثاثہ   اور اشتر و اسپ و فیلِ خاصہ
کثرت سے غلام اور کنیزیں   رخصت کیا دیکے جملہ چیزیں
شاہانہ طریقہ سے روانہ   لیکر ہوا جملہ کارخانہ
ہمراہ ہوئی خواصِ خودکام   شیدائے ماہ رُخ دلآرام
منزل آگے جو پیش پا ہے   آنکھوں سے اگر کٹے بجا ہے
منزلِ وہ نیاز و ناز کی ہے   معشوقۂ دلنواز کی ہے
رشکِ پری و بشر کی منزل   سر آنکھوں سے اُسنے سر کی منزل
عازم وہ ہوا اُدھر سفر کا   اب حال سنو ذرا اِدھر کا
تھی رشکِ پری کو بیقراری   حالت تھی عجیب اُس پہ طاری
بیچین تھی مضطرب تھی بیتاب   مفقود تھی خواہشِ خور و خواب
چھائی ہوئی دل پر اک رُکاوٹ   ساری رگ و پے میں سنسناہٹ

لب خشک تھی نم تھی چشم رخ زرد ساری سارے بدن مین تھا درد
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا تھا سب جسم کا دم نکل رہا تھا
تاوک تھا مفارقت کا دلدوز گریان تھی وہ شمعِ محفل افروز
آنکھون مین سرشک لب پہ تھی آہ داخل ہوا شاہزادہ ناگاہ
بیتابیِ شوق مین لپٹ کر باہم وہ ملے چمٹ چمٹ کر
اُترین جو سواریان زنانی ظاہر کی پری نے سرگرانی
آنکھون سے لہو نے کی تراوش نیشِ غم نے جگر مین کاوش
دیکھے جو یہہ ماہ رخ نے تیور کی رشکِ پری سے عرض ڈر کر
سب نے کیا کار ہے نمایان ہر اک کا ہے ایک مجھپر احسان
پھر رشکِ پری کے پاس لاکر بولا وہ جمیلہ کو دکھا کر
جامہ تھا ہرن کا سینے پایا اِس نے مجھے آدمی بنایا
ماچین کی ہے جو شاہزادی اصل مقصد کی رہنما تھی
اور یہہ جو خواص ہے دلارام آئی مشکل مین تھی مرے کام
جو تھی کے یہہ چہرے سے عیان ہے بنتِ سالارِ زنگیان ہے
لائی نہ فراق کی جو طاقت منظور خوشی سے کی رفاقت
بولی وہ پری بہ کج ادائی بنتی نہین بات گو بنائی
دو ایک کہون اگر مین چُنکر رہ جاؤ گے چُپ پتے کی سُنکر
سچ ہے مرے ہجر مین بنی تھی جینا نہ تھا بلکہ جان کنی تھی
ابرو کی گرہ پڑی تھی دل مین ہر نوکِ مژہ گڑی تھی دل مین

تم تھے نہ کہ مین ملول و ناکام — مین تھی نہ کہ تم بعیش و آرام

مین ہی تھی بہارِ بزمِ عشرت — مین ہی تھی کسی کے دل کی راحت

مین ہی کفِ غیر سے تھی میخوار — مین ہی مئے وصل سے تھی سرشار

میری ہی تو چشم سے سراپا — آثارِ خمار ہین ہویدا

خمیازے مین ہی تو کھینچتی ہون — مین ہی تو جمائی لے رہی ہون

میرے ہی تو ہین یہہ دو لبِ تر — رنگِ مئے شنگرفی سے احمر

یہہ ہاتھ جو لال ہین مرے ہین — گل سے یہہ جو گال ہین مرے ہین

میرے ہی تو سرخ ہین کفِ پا — مینے ہی کیا ہے خون وفا کا

میرے ہی بسے ہوئے ہین گیسو — میرے ہی تو ہین یہہ عنبرین مو

کیا مجھ پہ بنی کسے بتاؤن — اپنی بپتی کسے سناؤن

پتھر کا دل و جگر تھا میرا — سودا تھا ہزار سر تھا میرا

خاطر مین مصیبتین نہ لائی — ہنس ہنس کر جو بڑی اُٹھائی

جیتی تھی بہم لبون کو سیکر — دیکھے کوئی اس طرح سے جیکر

کاہیدہ کمال ہو گئی تھی — ابرو کی مثال ہو گئی تھی

فاقہ پہ کیا جو مینے فاقہ — غش سے نہ ہوا کبھی افاقہ

دمساز نہ تھا بجز دمِ سرد — غمخوار نہ تھا بجز غم و درد

دلسوز بنی تھی آہِ سوزان — دل صورتِ شمع تھا فروزان

پتھر تھا اگر رفیق سر تھا — زندان تھا اگر تو میرا گھر تھا

تھا نالہ مرا مرا ہوا خواہ — مرنے پہ مین مر رہی تھی جانکاہ

تمنے نہین گریہ نے دیا ساتھ — تھا آہ و فغان کا ہاتھ مین ہاتھ
تمنے نہین غم نے مجکو چاہا — تمنے نہین درد نے نباہا
کی تمنے کہ رنج نے رفاقت — کی تمنے کہ نالہ نے محبت
دلسوز تھے آپ یا الم تھا — غمخوار تھے آپ یا کہ غم تھا
جانسوز تھے آپ یا کہ وحشت — ہمدرد تھے آپ یا کہ حسرت
تھے آپ رفیق یا بکا تھی — جو آہ تھی تا فلک رسا تھی
ہے ہے شبِ ہجر کی درازی — اور درد و الم کی جان گدازی
وہ روزِ فراق کی مصیبت — پاسِ ناموس کی اذیت
وہ جوشِ جنون کا ضبط کرنا — وہ کنجِ الم سے ربط کرنا
وہ داغِ مہاجرت کی سوزش — وہ تیغِ مفارقت کی بُرش
وہ طعنۂ اقربا و اغیار — جو تیر سے دل کے ہوتے تھے پار
تمنے سہے صبر سے کہ ہمنے — صدمے یہہ اُٹھائے کسکے دم سے
پہلو مین نہ آپ تھے نہ دل تھا — اک دردِ فراق جان گسل تھا
گو چاہا نکلنا میرے دم نے — رستا نہ دیارِ عدم سے
صد شکر کہ اب بھی آپ آئے — کھوئے ہوئے مدتون کے پائے
آئی نہ مری سمجھ مین یہہ بات — ہدیہ ہے نہ ارمغان نہ سوغات
ہان ہان غلطی پر آپ ہین ہون — طعنے ناحق کسی کو کیون دون
کیون کر کہون خالی ہاتھ آئے — سو تین مرے واسطے ہین لائے
اللہ ری آپ کی سخاوت — احسانِ کرم عطا عنایت

ہین رہ گئی شکلِ خار ہوکر ۔ تم ایک سے آئے چار ہوکر
گھڑیان کاٹی تھین مین گن گن ۔ رو رو کے کٹے پہاڑ سے دن
کیا کیا نہ ترے بغیر گزری ۔ گزری جو کچھ کہ خیر گزری
بیکار اب اُس کا ہے اعادہ ۔ پایا جو تھا پیشِ پا فتادہ
کب شکر نصیب کا ادا ہو ۔ ہوتا ہے وہی جو کچھ بدا ہو
اس شکل پہ دل ہر ایک دیگا ۔ مجھسا نہ مگر تمھین ملے گا
شہزادہ نے دم بخود سنا یہہ ۔ پھر جوڑ کے ہاتھون کو کہا یہہ
پیاری ہے غلط خیال تیرا ۔ ہے اسکا خدا گواہ میرا
مجبور تھی کر رہی ضرورت ۔ نکلی نہ مفر کی کوئی صورت
چاہا ہر چند گو بچانا ۔ کرتا تھا مخالفت زمانا
جانی ہو خطا معاف میری ۔ تو بیوی یہہ لونڈیان ہین تیری
اور مین بھی غلام ہون تمھارا ۔ سن جاؤ کہین بس اب خدارا
یہہ کہہ کے گرا قدم پہ اُس کے ۔ چھوڑا سب کچھ کرم پہ اُس کے
جھک کر قدمون سے سر اُٹھایا ۔ دلدار تھا سینہ سے لگایا
زاید ہوا عیش غم ہوا کم ۔ رہنے لگے سب خوشی سے باہم
ہان خامۂ گلفشان و گلباز ۔ جانا نہ روش رو سبکتاز
آرایشِ دستِ نکتہ پرور ۔ آرامِ اناملِ سخنور
باقی ہے شبِ فراق پایان ۔ وہ صبحِ وصال ہے نمایان
چل تو بھی زمانہ کو دکھادے ۔ جادو رقمی کے پاک جادے

تاریکیِ شب ہے گر سیاہی
صبحِ روشن ہے روشنائی

معجز رقمی سے ہین فراہم
اک بیت مین صبح و شام باہم

کرتی ہے زمانہ کی دو رنگی
ہم قافیہ زنگی و فرنگی

القصہ وہ جملہ رشکِ پروین
تھے عیش اندوزِ بزمِ رنگین

سب گل کی مثال تھے چمن مین
انجم کی طرح سے انجمن مین

خوش خرم و منبسط تھے شادان
تھے غافلِ انقلاب نادان

دن عید کا دن تھا شبِ قدر
غافل کہ فلک تھا در پئے غدر

اُس غنچہ پہ تھا حسد کا دیدہ
دو پھول ہوئے خزان رسیدہ

جانے مین زبسکہ تھی عجیلہ
راہی ہوئی پیشتر جمیلہ

سوئی بعد اُس کے پھر بآرام
گہوارۂ قبر مین دلارام

پھر شمعِ حیات غیرتِ حور
گلگیر قضا نے کی جو بے نور

پژمردگی اُس چمن مین چھائی
افسردگی انجمن پہ چھائی

دل تھا جو اُچاٹ ماہرخ کا
عازم ہوا وہ وطن کے رخ کا

حب الوطنی نے دل دُکھایا
مان باپ کی یاد نے ستایا

پھر رشکِ پری سے کرکے شورا
سامان سفر کا کرکے پورا

چلنے کا سب انتظام کرکے
رہرو وہ مقیم تھے سفر کے

ہمراہ لیے بہیر و بُنگاہ
تھی رشکِ پری بھی اُنکے ہمراہ

چندے رہے رہروی کے پابند
طے کرکے غرض منازلِ چند

پہنچے وہ نواحیِ عجم مین
دم آیا مسافرون کے دم مین

از رہِ فریضۂ سعادت / بھیجا یہہ عریضۂ ارادت
اے قبلہ و کعبۂ معظم / اے واجب الاحترام واکرم
رخصت جو ہے شکار لیکر / رخصت ہوا داغِ ہجر دیکر
در پیش جو کار تھے ضروری / اب تک ہوئے مانعِ حضوری
تھے وہ نہ امورِ اختیاری / ہے اِسکا گواہ ربِّ باری
فدوی کی معاف گر خطا ہو / اکرام و نوازش عطا ہو
لیکر ہمراہ چند اسامی / ہو حاضرِ خدمتِ گرامی
حضرت کے قدوم سر پہ رکھے / آنکھون پہ دل وجگر پہ رکھے
راحت ہو مری نظر کو حاصل / آرام دل وجگر کو حاصل
تحریر پسر کی ہاتھ آئی / مان باپ نے جانِ تازہ پائی
واپس ہوئی گم شدہ بصارت / آئی تنِ ناتوان مین طاقت
بیٹے کو خوشی خوشی بلایا / رو رو کر اُسے گلے لگایا
بہوون کو بھی سینہ سے لگا کر / پہلو مین مثالِ دل بٹھا کر
مِن عَن سُنی سرگزشت ساری / بولے ترا شکر ربِّ باری
کھوئے ہوئے کو جو لا ملایا / زندہ اُسے ہمکو پھر دکھایا
شکریہ کا پھر پڑھا دوگانہ / شکر اللہ خالقِ یگانہ
جا مین دل وجان سے فدا کین / مانی ہوئی منتین ادا کین
قفلون کو خزانہ سے اُٹھایا / اللہ کی راہ مین لٹایا
نذرین ہوئین جدا اور نیازین / مسجد مین پڑھی گئین نمازین

بر پا ہوئین محفلین طرب کی — بر آئی دلی مراد سب کی
یارب اسی شکل تیرے واری — بر آئے مرادِ دل ہماری
اوقات بسر ہو شادمانہ — محفوظِ حوادثِ زمانہ
اے عالم و اے علیم و دانا — اے قادر و اے قوی توانا
بر نہجِ حسن طریقِ شایان — پہنچائی یہہ مثنوی بپایان
مانع ہوئی کوئی شئے نہ حاجب — شکر یہ ہے تیرا مجکو واجب
الشکر لخالق البرایا — والحمد لواہب العطایا
دی جس نے قلم کو تر زبانی — انسان کو عطا کی خوش بیانی
رونق کی زبان سے دہن کی — تعلیم طریقۂ سخن کی
ہان اے سخن آفرین خداداد — کوئی نہین جو سخن کی دے داد
وہ کی ہے فلک نے حقہ بازی — مفقود ہوئی سخن نوازی
کس وقت تو واردِ جہان ہے — جب قدرِ سخن نہ قدردان ہے
اب ہے جو زمانہ سفلہ پرور — باقی نہ رہا کوئی سخنور
ہر بیت پر اشرفی کہان اب — باحوصلہ لوگ وہ گئے سب
ایسا تو نہین کوئی بظاہر — ہر شعر پہ دے زر و جواہر
ہے کوئی جو بیل بار زر دے — منہ موتیون سے سخن کا بھر دے
ہے حوصلہ پست پست ہمت — ہے بغض حیا نہ ہے مروت
زر کیسا نہین ہین داد دیتے — دینے کا نہین ہین نام لیتے
کینہ بھی ہے رشک بھی حسد بھی — انصاف سے ہے تہی جسد بھی

اشعارِ مدیحہ سُن سُنا کر — کہتے ہین مذاق سے بنا کر
حاضرِ دل و جان تو ہین سرِ دست — زر می طلبی سخن درین است
دل نے کہا میرے مجھسے خاموش — یہہ طیش بیجا نہین نہ یہ جوش
یہہ قول بھی ہے غلط سراسر — عقل اس کو کرے کبھی نہ باور
جب تک ہے دکن کا شاہِ عالی — دینا نہین مقدر وان سے خالی
بیمثل ہے بخشش و عطا مین — بے شبہ ہے جود مین سخا مین
وہ ہے بزمانہ شاہِ عادل — وہ ہے یہان خدیوِ باذل
خود وہ ہے سخنور و سخن فہم — ہین اُس کے صفات خارج از وہم
مخدوم و معظم برایا — بحرِ کرم و یم عطایا
دریادل و یم نوال ہے وہ — اس وصف مین بیمثال ہے وہ
ہے حاضرِ آستان خدائی — کر تو بھی مقدر آزمائی
شاہا یہہ ہے ہدیۂ محقر — لایا ہے پیشکش ہے احقر
تشریفِ قبول گر عطا ہو — ممتازِ جہان یہہ بینوا ہو
منصب سے یہہ سرفراز ہوجائے — ہمجنسون مین بے نیاز ہوجائے
ہے داغ کی جا نمداد خالی — ہو داد[1] کے نام پر بحالی

تمت بالخیر

---

[1] مصنف کا نام خداداد ہے عزیز و اقارب دوست و احباب محبت و اختصار کی راہ سے صرف داد کہتے ہین اس موقع پر داغ کی رعایت اور مناسبت سے استعمال ہوا۔

بتاریخ پانزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۴ھ باتمام رسید

تاریخ اتمام تصنیف مثنوی گل و صنوبر من نتائج افکار مصنف

سالِ اتمام در سنِ فصلی — مثنویِ گل و صنوبر شد
۱۳۱۴ ف

تاریخ طبع مثنوی گل و صنوبر من نتائج افکار مرزا عثمان بیگ صاحب پسر مصنف

جب قصہ صنوبر اور گل کا — مرزا کے قلم سے ہوکر ایجاد
مشہور ہوا چہار جانب — دینے لگے سب کلام کی داد
تسلیم کیا سخنوروں نے — یہہ نظم ہے خامہ ریز استاد
تصنیف دلا یہہ بے تکلف — ہے شہرتِ میرزا کی بنیاد
تاریخ کی فکر جو مجھے تھی — صد شکر ہوا مین اُس سے آزاد
تحریر کیا یہہ سالِ فصلے — لکھی ہے یہہ مثنوی خداداد
۱۳۱۵ ف

تاریخ طبع مثنوی گل و صنوبر من نتائج افکار مرزا سلیمان بیگ صاحب پسر مصنف

یہہ مثنویِ گل و صنوبر — ہے نظم مین ایک تازہ ایجاد
تیار ہوئی جو طبع ہوکر — عالم ہوا دیکھکر اُسے شاد
ہونے لگے شہر شہر چرچے — دینے لگے داد جملہ اُستاد
گلزارِ نسیم نقشِ اوّل — نقش ثانی کی ہے یہہ بنیاد
برجستہ کہی یہہ مینے تاریخ — ہے دولتِ نادرِ خداداد
۱۳۲۴ھ

قطعۂ تاریخ نواب محمد جعفر خان صاحب المتخلص بہ حسین

شفیقِ من میرزائے باوقار — در نظامِ نظم ناظمِ بے نظیر

نکته سنج و موشگاف و نغز گو — در سخن هر کس ندارد این خمیر
فیض فو آتش گلشن معنی دمید — آب رحمت میدهد کلک مطیر
صنعت ایجاد طبعش لاجواب — انوری دارد نه این روشن ضمیر
طرز او در صنعت و ترکیب نظم — مینماید قدرت رب قدیر
چون ز کلکش مثنوی آمد پدید — بر فلک در وجد شد حال دبیر
بیت او ابیات ابروی بتان — نقطه هایش مردم چشم بصیر
حرف را هر دایره خورشید وش — شعر او روشن تر از ماه منیر
جوهر معنی ز نقطش آشکار — جلوه گر در آئینه مهر منیر
صد هزاران آفرین بر مثنوی — در وجود آفرینش بے نظیر
مثنوی این است یا رشک ارم — نزهت او دلربا و دلپذیر
چون حزین در فکر سال او شدم — گفت هاتف - این کلام بے نظیر
۱۳۲۲

قطعهٔ تاریخ طبعزاد محمد حسین صاحب بلیغ فتحپوری

مرکب باد صبا مانند رنگ گل تر ساخته — بوی عطری کو بکو دم ساز عنبر ساخته
آب و تاب حسن دلبر رنگ گوهر ساخته — در هوای او دل شوریده مضطر ساخته
شیرین و فرهاد عشق لیلی مجنون گذشت — در جواب او جمال گل صنوبر ساخته
شاعر معجز رقم مشهور مرزا لکهنوی — معنی عشق صنوبر سلک گوهر ساخته
قدر گوهر شه بداند یا بداند جوهری — ذرهٔ عشق صنوبر مهر انور ساخته
قطرهٔ خون جگر آید دم فکر سخن — گوهر نایاب معنی چون سخنور ساخته
قائلش چون گردید راز دلبر عنا بلیغ — قصهٔ گل با صنوبر مهر انور ساخته
۱۳۲۲

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۰	مصرع اول خاتِم مصرع ثانی خاتَم	خاتَم خاتِم	۳۲	۱۸	اسرار	اسرار
۴	۱۶	امیدؔ	امید	۴۲	۱۸	صلا	صلہ
۵	۷	قمرِ	قمر	۴۳	۱۲	لیلا	لیلےٰ
۵	۱۶	گیسو ,, تیون	گیسوے ,, تیون	۴۴	۱۵	تیوڑی	تیوری
۶	۱۶	کدر	کدر	۴۷	۱۷	سایا مصرعہ اول	سایہ مصرعہ اول
۹	۱۳	شہ	شاہ	۵۳	۱۵	درو	درد
,,	,,	اولوالامر	اولے الامر	۵۴	۶	چھار	بہار
۱۶	۱۱	بیخود	بیخود	,,	۱۵	کشمکس	کشمکش
۱۹	۵	شعلہٗ	شعلہ	۵۹	۱	پیچاں	پہچان
,,	۱۰	باغ سے	باغ اس سے	۶۲	۱۵	کیے	کیئے
,,	۱۹	پیچان	پیچان	۶۳	۲	لے	لیے
۲۳	۷	زلزبیا	زلزلہ بپا	۶۹	۵	زینتِ	زینت
۲۵	۱۳	جلوزیر	جلوریز	۷۲	۸	دلبر	دلبر
۲۶	۴	دیا سنے ارادہ	دیا اس نے ارادہ	,,	,,	گگیا	گیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۱۶	طوق	طوق	۱۳۱	۳	پادر	پار
"	۱۹	کی بو	کی جو	"	۷	نشکل	شکل
۸۰	۱۷	زلفیں	زلف	۱۳۲	۱۰	صلا	صلہ
۸۶	۲	آنکھوںن	آنکھون	۱۳۳	۱۸	نفن	نفس
۹۰	۱۰	پن	چمن	۱۳۶	۱۳	لیلا	لیلے
۱۰۰	۴	ہدوسان	ہندوستان	۱۴۳	۱۳	وخت	دخت
۱۰۴	۱۷	یئسر	یسّر	۱۴۴	۵	شالی	شافی
۱۰۸	۱۲	جنجر	خنجر	۱۴۵	۷	لے	لئے
۱۲۰	۴	سرپہ	سرپہ	۱۴۸	۱۷	امال	انامل
"	۹	حب	حب				
"	۱۷	کمیلا	کھیلا				

